مکتوبات

خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مشتمل بر وسیلۃ السعادۃ، درۃ التاج اور مکتوبات معصومیہ

تلخیص و ترجمہ

نسیم احمد فریدی فاروقی

تقدیم و تصحیح

حافظ محمد افضل فقیر

اسلامک بک فاؤنڈیشن

۲۴۹- این سمن آباد- لاہور

واحد تقسیم کار: "المعارف"، گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

Marfat.com

مکتوبات

خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مشتمل بر وسیلۃ السعادۃ، درۃ التاج اور مکتوباتِ معصومیہ

تلخیص و ترجمہ

نسیم احمد فریدی فاروقی

تقدیم و تصحیح

حافظ محمد افضل فقیر

UNIVERSAL BOOKS

اسلامک بک فاؤنڈیشن

۲۴۹۔ این۔ سمن آباد۔ لاہور

Marfat.com

DATA ENTERED

سلسلۂ مطبوعات نمبر

۲۹۷۰
۵۳۹
2094

جملہ حقوق بحق اسلامک بک فاؤنڈیشن محفوظ ہیں

ناشر : ——— اسلامک بک فاؤنڈیشن۔ لاہور

طابع : ——— معارف پرنٹنگ پریس۔ لاہور

تقسیم کار : ——— المعارف۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

سالِ اشاعت : ——— ۱۳۹۷ھ ——— ۱۹۷۷ء

تعداد : ——— ایک ہزار

قیمت : ——— ۲۱/- روپے

بسعی واہتمام:

الحاج محمد ارشد قریشی القادری

ایم اے (اقتصادیات) ایم اے (علوم اسلامیہ)

اعزازی ڈائریکٹر : اسلامک بک فاؤنڈیشن

۲۴۹- این سمن آباد۔ لاہور ○ فون ۴۱۵۲۴۷

واحد تقسیم کار: المعارف، گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

DATA ENTERED

ترتیب

پیش لفظ	حافظ محمد افضل فقیر	۷
مقدمہ	نسیم احمد فاروقی	۱۹
تذکرہ خواجہ محمد معصومؒ	نسیم احمد فاروقی	۲۷
مکتوبات جلد اوّل "وسیلۃ السعادۃ"	میر سید شرف الدین حسین	۳۰
مکتوبات جلد دوم "دُرۃ التاج"	خواجہ محمد عبداللہ بن خواجہ محمد معصومؒ	۷۶
مکتوبات جلد سوم "مکتوبات معصوم"	حاجی محمد عاشور بخاری	۱۶۶
تذکرہ اورنگ زیب عالمگیر	نسیم احمد فاروقی	۲۴۹

Marfat.com

مکتوب الیہم

جن کا حواشی میں تفصیلی یا اجمالی تذکرہ کیا گیا

شمشیر خاں	۳۵	مولانا محمد امین لاہوری	۶۷
مولانا محمد حنیف	۳۳	خواجہ شیخ عبدالاحد ابن خواجہ	
حاجی محمد عاشور بخاریؒ	۳۶	محمد سعید سرہندی	۶۸
ملا عبدالرزاق	۳۶	ہمت خاں	۷۱
میر غضنفر	۳۸	صاحبزادہ گرامی شیخ محمد اشرف سرہندی	۷۳
حاجی شریف	۴۰	قلیج اللہ	۷۷
حافظ ابوالقاسم	۴۰	جاناں بیگم (بنت عبدالرحیم خانخاناں)	۹۸
حاجی مصطفیٰ	۴۳	مولانا حسن علی	۱۰۰
شیخ عرب	۴۳، ۴۴	ملا محمد افضل سرہندی	۱۰۴
حافظ محمد محسن دہلوی	۴۴	شاہ نعمت اللہ قادری	۱۰۷
محمد باقر فتح آبادی	۴۵	خواجہ عبدالصمد کابلی	۱۱۱
شیخ بایزید سہارنپوری	۴۸	شیخ طاہر بدخشی	۱۱۲
میرک معین الدین	۵۰	میر محمد نعمان اکبرآبادی	۱۱۷
سید علی (بارہہ)	۵۵	مولانا خواجہ محمد صدیق پشاوری	۱۲۳
سید نور بحر (")	۵۵	شیخ محمد شریف کابلی	۱۲۴

Marfat.com

حافظ عبدالغفور پشاوری مجددی	۱۲۹	ملّا قاسم روپڑی	۱۹۰
شیخ عبدالعلیم جلال آبادی	۱۳۱	خواجہ محمد صادق بخاری مدنی	۱۹۱
خواجہ محمد کاشف کاشغری	۱۳۲	محمد سعید سارنگ پوری	۱۹۴
تربیت خاں	۱۳۵	رعایت خاں	۱۹۵
میر ضیاء الدین حسین بدخشی	۱۴۷	خواجہ محمد صدیق بدخشی	۱۹۷
صاحبزادۂ گرامی خواجہ عبید اللہ سرہندی	۱۵۲	شیخ امام الدین پنجابی	۱۹۹
ملّا محمد افضل	۱۵۴	خواجہ مکّی	۲۰۳
ملّا سجاول	۱۵۵	شیخ ابوالمظفر برہانپوری	۲۱۲
میرک عباد اللہ (ابن قاضی میر زاہد)	۱۵۹	خواجہ احمد بخاری	۲۱۴
حاجی محمد عارف	۱۶۰	شیخ شرف الدین سلطانپوری	۲۱۶
خواجہ عبید اللہ (معروف بہ خواجہ خرد)	۱۶۲	شیخ محمد یوسف گردیزی	۲۲۱
شیخ عبدالہادی بدایونی	۱۶۳	میر محمد ابراہیم اکبرآبادی	۲۲۴
خواجہ شیخ محمد سعید سرہندی	۱۶۶	میر محمد یعقوب	۲۲۸
شیخ محمد خلیل اللہ سرہندی	۱۶۸	صاحبزادہ گرامی	
میر ضیاء الدین حسین بدخشی	۱۷۲	خواجہ سیف الدین	۲۳۴
مرزا ابوالمعالی	۱۷۹	صاحبزادہ گرامی	
ملّا مشتاق برکی	۱۸۳	شیخ صبغۃ اللہ	۲۴۵
خواجہ عبداللہ کولابی	۱۸۶	خلد مکان اورنگ زیب عالمگیر	۲۴۹

Marfat.com

شرابِ کہنہ ما لذّتِ دِگر دارد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ صحبہ الکرام افضل التحیات واکمل التسلیمات

پیش لفظ

صدرِ اسلام کے بعد جب اکابرِ امت نے تبلیغ و اشاعتِ اسلام کے اہم فریضہ کو انجام دینا شروع کیا، تو فطرتِ الٰہی نے ان کی رہنمائی نہایت ارفع و اعلیٰ خطوط پر کی اور دینِ حق کی ترویج کے مختلف اسباب و ذرائع ان کے حاشیۂ قلب پر کھلتے چلے گئے۔ چنانچہ علمائے امت نے تصنیف و تالیف کے ذریعہ تفسیر، حدیث اور فقہ کے مقامات و ابواب اہلِ اسلام پر واضح فرمائے۔ یہ بھی ایک اہم خدمتِ اسلام ہے جس کی حیثیت تبلیغِ دین کے سلسلہ میں بنیادی ہے۔ اس کے ساتھ صوفیائے سلف کی ایک پاکیزہ جماعت بھی ہمیں نظر آتی ہے۔ جن کی خدمات بیش بہا اور گراں مایہ ہیں۔ ان کا طریقِ کار قدرے مختلف تھا۔ یہ نفوسِ قدسیہ علوم معقول و منقول سے فراغت پا کر انہیں اپنے سینوں میں جذب کر لیتے تھے۔ پھر ان علوم کے حقائق و اسرار ان پر نہاں خانۂ غیب سے وارد ہوتے تھے۔ طالبانِ معرفت ان صوفیائے کرام کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے تھے۔ چونکہ یہ پاکبازانِ طریقت سیرتِ رسول ﷺ کے آئینہ دار ہوتے تھے۔ لہٰذا ان کے ارشادات اور کردار کی تاثیر ضربتِ شمشیر کی طرح فسق و فجور کی ظلمتوں کو کاٹ دیتی تھی۔ ان حضرات کے پاس اس قدر سرمایۂ وقت نہ ہوتا تھا کہ تصنیف و تالیف سے مافی الضمیر کا ابلاغ کر سکتے ہر چند کہ بعض اکابر اولیا صاحبِ تصانیف بھی ہوئے ہیں مگر اکثر ایسے تھے کہ ان کے افکار و خیالات اور احوال و واردات ان کے عقیدت مندوں ہی نے منضبط کئے ہیں۔ لہٰذا اولیاء اللہ کی ایک کثیر جماعت نے وابستگانِ طریقت کی باطنی تربیت اور تزکیۂ نفس کے لیے ارسالِ مکتوبات ہی کو ذریعۂ ابلاغ بنایا۔ یہ صورت نہایت مفید اور حلِ اشکال کے لیے بیحد مؤثر ثابت ہوئی۔ اس بنا پر کہ جو مشکلات اور دشواریاں سالکِ طریقت کو اثنائے سلوک پیش آئیں، ان کا حل اسے نہایت مختصر مدت میں مختلف کتبِ تصوف کی ورق گردانی کئے بغیر میسر

Marfat.com

آجاتا تھا۔ پھر مشائخ کرام کو بھی ان دشواریوں کی نشاندہی اور گرہ کشائی میں زیادہ وقت صرف نہ کرنا پڑتا تھا۔ اس طرح قلیل فرصت میں بیش بہا فوائدِ سلوک حاصل ہوجاتے تھے۔ ارسالِ مکتوبات کی اہمیت و افادیت کا جائزہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنِ حکیم میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک مکتوب کا ذکر ہے جو ملکہ بلقیس کے نام ہے۔ یہ مکتوب دعوتِ حق کی ایک زندہ مثال ہے۔ قرآنی آیات قَالَتْ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّیْٓ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پھر سید الموجودات جنابِ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی دعوتِ حق کے سلسلہ میں مختلف شاہانِ وقت کو مکتوبات ارسال کئے۔ اس سے یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے کہ دعوتِ توحید اور اظہارِ مقصود کے لیے ارسالِ مکتوبات ایک مؤثر ذریعۂ ابلاغ ہے کہ اسے حضور ختمی مرتبتؐ نے اختیار فرمایا۔ یہاں یہ کہنا بے محل نہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّتِ ارسالِ مکتوبات بھی حضرات نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ کے مقدر میں آئی جو فدائیانِ سنّتِ مصطفویہ ہیں۔

مکتوبات کی تاریخ میں حضرت امام ربّانی قدس سرہٗ کے ہر سہ دفترِ مکتوبات جنہیں بقائے دوام نصیب ہوئی، معارفِ الٰہیہ کا ایک بحرِ ناپیدا کنار ہیں۔ ان میں اسرارِ طریقت، مقاماتِ ولایت، اصطلاحاتِ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی توضیح، شیخ اکبرؒ کے بعض احوال و مواجید کی تصریحات، اوامرِ شرعیہ کے نفاذ کی ترغیب، احیائے سنّت و اماتتِ بدعت شرح و بسط سے مندرج ہیں۔ سلوکِ مجددیہ میں ان مکتوبات کا مقام اس قدر بلند ہے کہ مشائخِ سلسلہ ان کے مندرجات سے خوشہ چینی کرتے رہے اور مستقبل میں طریقت کے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل، ان رشحاتِ پاکیزہ سے اپنا جیب و داماں بھرتے رہیں گے۔ ایسے حضرات کا وجود بہت کم ہے جنہیں ان مکتوبات کے مفاہیم و مطالب پر کماحقہٗ عبور حاصل ہوا ہے۔

ان مکتوبات کے علاوہ صوفیائے متقدمین کے وہ مکتوبات جو مقاماتِ طریقت کی توضیح و تیسیر میں امتیازی مقام کے حامل ہیں اور جن کی وساطت سے اہلِ سلوک پر فکر و نظر کی شاہراہیں کشادہ ہوئیں۔ ایک سرسری جائزہ کے ساتھ درجِ ذیل ہیں:۔

Marfat.com

مکتوباتِ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مُنیری؁ (۶۶۱ - ۷۸۲) آپ تفسیر، فقہ، حدیث اور تصوف میں سر برآوردہ روزگار تھے۔ مولدِ مبارک بمقام مُنیر ضلع پٹنہ ہے۔ صوفیائے متقدمین میں آپ کی عظمت مسلّم ہے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی اور حضرت بو علی قلندر رحمہما اللہ کے ہم عصر تھے۔ آپ کے مکتوبات عرفان و حکمت سے لبریز ہیں۔ جو مکتوباتِ صدی، مکتوباتِ دو صدی اور مکتوباتِ بست و ہشت سے موسوم ہیں، ان میں تقویٰ، طہارت، عبادت، تہذیبِ اخلاق، تزکیۂ باطن اور دیگر متصوفانہ مضامین وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں۔ متاخرین میں تمام سلاسلِ ولایت کے اکابر نے آپ کے ارشادات سے استفادہ کیا ہے۔

مکتوباتِ صدی قاضی شمس الدین حاکم چوسہ کے نام ہیں۔ جب کہ مکتوباتِ دو صدی مختلف مریدوں کے نام ہیں۔ موخر الذکر مجموعہ کو زین بدر عربی نے مرتب کیا ہے۔ مکتوباتِ بست و ہشت حضرت کے مریدِ خاص مولینا مظفر بلخی قدس سرہٗ کے نام ہیں۔ منقول ہے کہ یہ مکتوبات دو سو سے متجاوز تھے۔ چونکہ ان مکتوبات میں وہ اسرار و غوامض مرقوم تھے کہ عامۃ الناس کے دل و دماغ ان کے متحمل نہ ہو سکتے تھے۔ لہٰذا آپ نے انہیں اپنے ہمراہ قبر میں مدفون کرنے کی وصیت فرمادی تھی۔ حسنِ اتفاق کہ یہ اٹھائیس مکتوبات دفن ہونے سے رہ گئے۔

آپ کی سترہ کے قریب تصنیفات میں سے شرح آداب المریدین، لطائف المعانی خلاصۂ معدن المعانی، ارشاد الطالبین، فوائد المریدین اور ملفوظات کے دیگر مجموعے خاصے معروف ہیں۔

مکتوباتِ حضرت سید محمد گیسو دراز؁:- آپ حضرت نصیر الدین شاہ چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کے خلفائے اجلّہ میں سے تھے۔ ہندوستان میں چشتیہ سلسلہ کے فیوض و برکات آپ کے دم قدم سے پھیلے۔ نویں صدی ہجری کے آغاز میں یورشِ تیمور سے پہلے آپ دہلی سے دکن چلے گئے۔ جہاں آپ کی تشریف آوری پر علماء و مشائخ اور لشکرِ شاہی کے ساتھ آپ کی پذیرائی ہوئی۔ گلزارِ ابرار میں لکھا ہے کہ سلطان احمد بہمن شاہی نے بہت کچھ تعظیم کرکے آپ کو مسندِ سلطنت

؁ مُنیر بضمّ المیم و فتح النون و سکون الیاء بروزنِ زُبیر ہے۔ اس مقام کی نسبت سے آپ مُنیری کہلائے۔

Marfat.com

پر بٹھایا، تخت، چتر اور علم پیش کئے۔ متعدد پرگنے اور باغات آپ کی خانقاہ کے نام وقف کئے۔

آپ کے مکتوبات کی تعداد چھیاسٹھ ہے۔ مکتوب الیہم میں آپ کے خلفاء شیخ ابوالفتح قریشی، قاضی محمد سلیمان اور دیگر وابستگانِ سلسلہ شامل ہیں۔ دو مکتوب حضرت شیخ منور اور حضرت شیخ سعدالدین کے نام ہیں جو نبیرگانِ حضرت بابا فریدالدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ایک مکتوب سلطانِ گلبرگہ کے نام ہے۔ آپ کی تحریر نہایت دلنشیں اور صوری و معنوی محاسن سے لبریز ہے۔ شیخ علاؤالدین اور ابوالفتح کالپوی کے لیے دو علیحدہ خلافت نامے اور ایک عام خلافت نامہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ عرفان و ادب کے یہ شہ پارے مکتوبات کے آخر میں فصیح و بلیغ عربی زبان میں مرقوم ہیں۔

مکتوباتِ قدوسیہ :۔ یہ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے ۱۹۲ مکتوبات کا مجموعہ ہے چھ زائد مکتوبات جو آپ کے صاحبزادے شیخ حمیدالدین کے کتب خانے سے دستیاب ہوئے، وہ بھی اس مجموعے کے ساتھ ملحق ہیں۔ حضرت امام ربانی رح کے والد بزرگوار حضرت عبدالاحد اور حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ سے سلسلہ صابریہ میں مجازِ طریقت تھے۔

مکتوب الیہم میں عبدالکریم سہارن پوری، شیخ فرید ہانسوی، شیخ ابراہیم تھانیسری، شیخ جلال تھانیسری رحمہم اللہ اور دیگر علماء و مشائخ عصر ہیں۔ سلطان سکندر لودھی بادشاہِ دہلی کے نام ایک مکتوب ہے جس میں ائمہ و صلحاء پر شفقت، رعایا کی فارغ البالی اور خلقِ خدا میں عدل گستری کی ترغیب ہے۔ اس مکتوب کی یہ عبارت شایانِ ہزار تحسین ہے۔

عدلِ یک ساعت بہتر و فاضل تر از عبادتِ شصت سالِ دیگر است۔

مکتوباتِ حضرت خواجہ باقی باللہ :۔ اس مجموعۂ مکتوبات کی تعداد ۸۲ ہے۔ مکتوب الیہم میں آپ کے خلیفۂ اعظم اور بانیٔ سلسلۂ عالیہ مجددیہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح، مولانا تاج الدین اور دیگر مریدانِ سلسلہ ہیں۔ حضرت امام ربانی کی طرف جو مکتوبات ہیں ان میں حضرت مجدد رح کے استفسارات کا جواب دیا ہے اور آپ کو دیگر مریدوں کی طرف توجہات مبذول کرنے کے لیے کہا ہے۔ بعض مکتوبات میں حضرت باقی باللہ نے اپنے وابستگانِ طریقت

Marfat.com

کو حضرت امامِ ربانی کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ مجموعے کے آغاز میں قرآنِ حکیم کی مختلف سورتوں کے خواص اور مقامات کا بیان ہے۔ فارسی مکتوبات کے بعد ان کا اُردو ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے۔

اکابر متاخرین جن کے مکتوبات لوامع عرفان سے معمور ہیں، حیطۂ تحریر سے باہر ہیں اور قلم ان کی عظمت و شان کے کما حقہٗ بیان سے عاجز ہے۔ بعض مشائخ کبارؒ کے مکتوبات جنہیں خصوصی قبولیت نصیب ہوئی، درج ذیل ہیں :-

ا۔ مکتوباتِ حضرت شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادیؒ۔

ب۔ مکتوباتِ سعیدیہ۔ حضرت امامِ ربانیؒ کے صاحبزادے محمد سعیدؒ کے مکتوبات

ج۔ مکتوباتِ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

د۔ مکتوباتِ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ۔ موسیٰ زئی شریف

مکتوباتِ معصومیہ کا یہ مجموعہ جو ہدیۂ ناظرین ہے، اسرارِ الٰہیہ اور انوارِ قدسیہ کا ایک بیش بہا خزانہ ہے جو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ کے پاکیزہ ارشادات کا ایک لازوال شاہکار ہے۔ ان کی حیثیت وافادیت کا دائرہ مزید وسیع ہو جاتا ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ بیشمار تاریخی وادبی شخصیات، اپنے دور کی مقتدر ہستیوں اور ان کی نیازمندیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ سالکینِ طریقت کی ایک کثیر جماعت کے علاوہ عمائدِ عصر اور اعیانِ سلطنت آپ کے حلقۂ عقیدت میں شامل تھے۔ بعض آپ کے مریدوں کے زمرہ میں تھے اور بعض اصلاحِ باطن کی خاطر آپ سے منسلک تھے۔ یہ وہ دور تھا جس میں فارسی نظم و نثر اپنی بے مثال تابناکیوں کے ساتھ افقِ ادب پر جلوہ گر تھی۔ نظم و نثر کے جواہر پارے اور وہ معرکۃ الآرا تخلیقی ادب جس میں تخیل کی بلند پروازی ہے، اسی دور کا طرۂ امتیاز ہے۔ مرصع اور مسجع عبارت آرائی فارسی نثر میں رواج پا چکی تھی۔ علم و فضل کا چرچا تھا اور زبانِ فارسی ہی ذریعۂ ابلاغ تھی۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اسلوبِ بیان کو اختیار تو فرمایا مگر اس کی دور از کار تکلف آرائی سے اجتناب کیا اور ایک رواں دواں، موجز اور لبریزِ معانی نثر کو پیرایۂ اظہار بنایا۔

Marfat.com

امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والتسلیم کے افراد پر حضرت خواجہ معصوم رحمہ اللہ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ انھوں نے اپنے والدِ ماجد حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی اقتداء میں امتِ مسلمہ کو شریعتِ مقدسہ کی مرکزیت پر جمع فرمایا۔ اپنی عملی زندگی اور ارشاداتِ عالیہ سے اس مرکزیت کو استحکام بخشا اور ایسا زندۂ جاوید استحکام جو طالبانِ رشد و ہدایت کے لیے ابدالآباد تک مشعلِ راہ بنا رہے گا۔

اس وقت حضرت خواجہ معصوم رحمہ اللہ کے سامنے دو عظیم امور کی انجام دہی تھی۔ سب سے مشکل اور اوّلین کام کفر و الحاد کی یورش کا مقابلہ اور اس فتنے کا استیصال تھا۔ جس کی تخم ریزی اکبری دور میں ہو چکی تھی اور جس کی شاخِ بے ثمر دارا کی صورت میں نمودار ہوئی۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے اس حقیقت کے رخ سے یوں نقاب کشائی فرمائی ہے ؎

تخمِ الحادے کہ اکبر پرورید
باز اندر فطرتِ دارا دمید

دوسرا اہم کام تشنگانِ معرفت کی باطنی تربیت کے ساتھ، آرزوئے انوار و تجلیات کی بجائے انہیں اخلاصِ عمل کی ترغیب دینا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے ہر دو میدان سر کیے اور نہایت خوش اسلوبی سے ان ہر دو مقامات میں سرفراز و کامران رہے۔ وہ زعمائے سلطنت جن کے قلب و نظر اکبری دور کے ملحدانہ نظریات سے مسموم ہو گئے تھے، ان کی تطہیر فرمائی اور انہیں بارِ دگر شریعتِ حقہ کی اتباع پر لے آئے۔ تمام رسومِ قبیحہ اور بدعاتِ فاسدہ کو یک قلم منسوخ کروایا اور اس سلسلہ میں کسی قسم کی مداہنت کو گناہ سمجھا۔ آپ کی بارگاہِ اقدس سے فیض یاب ہونے والوں پر بھی اسی شان کا غلبہ تھا۔ مثال کے طور پر آپ نے اورنگ زیب عالمگیرؒ کے اصرار پر اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ سیف الدینؒ کو بادشاہ کی باطنی تربیت پر مامور فرمایا۔ حضرت خواجہ سیف الدین علیہ الرحمۃ کی قوتِ ایمانی اور شعائرِ اسلامی کے نفوذ کا جذبہ لائقِ ہزار ستائش ہے کہ آپ اس وقت تک شاہی محل میں داخل نہ ہوئے جب تک آپ نے شیروں کے ان مجسموں کو نہ اُتروا دیا جو سو سال سے زیادہ عرصہ تک دروازوں پر نصب رہے۔ اس تاریخی واقعہ پر مزید غور کیا جائے تو

Marfat.com

یہ حقیقت بجلی کی سرعت کے ساتھ گوشۂ ذہن پر اُبھرتی ہے کہ حضرت خواجہ معصوم کے انفاسِ طیبہ سے تربیت پانے والے اور آپ کے باطنی کمالات کے مظہر و وارث حضرت سیف الدین رحمۃ اللہ کافرانہ رسوم کے خلاف کس قدر مجاہدانہ عزم رکھتے تھے اور ان میں غیرتِ اسلامی کا وہ جذبۂ کامل موجود تھا جو بدعت و کفر کی دیواروں کو یک لخت منہدم کر سکتا تھا۔

زتمکینِ جہاں وارستہ درویش خود آگاہ ہے

جلالِ پادشاہی را نسنجد با پرِ کاہے

یہاں یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ اگر دورِ حاضر کا کوئی مصلح ہوتا، تو وہ ان مجسّموں کو نگاہِ غلط انداز سے دیکھتے ہوئے خراماں خراماں ایوانِ شاہی میں داخل ہو جاتا۔ انابت الی اللہ اور رعونتِ نفس سے اجتناب کے بارے میں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ کا مکتوب بنام اورنگ زیب عالمگیر کس قدر ایمان افروز ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں :-

"ممکنؔ از کمالِ نادانی ذاتِ خود را فراموش ساختہ است و از شرارت و نقصِ ذاتیِ خود چشم بستہ بہ کمالاتِ عاریتی خود را خیر و کمال خیال کردہ است و مبداءِ خیرات دانستہ و بنیادِ دراز بریں بے بنیاد نہادہ و ازیں رہگذر دعویٔ ہمسری بہ مولائے خود جلّ شانہٗ پیدا کردہ و رعونت و انانیتِ امّارہ ازیں جا ناشی گشتہ و ظلّ کہ منشائے نقص و شرارت است خود را بہ تہمت بر عنوانِ اصل ہویدا کردہ در نظارگیاں جلوہ داد، بیت

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

لہ ممکن نے کمالِ نادانی سے اپنی ذات کو فراموش کر دیا ہے۔ وجود کے نقص و شر سے آنکھیں بند کر کے عاریتی کمالات کے باعث خود کو اسراسر خیر و کمال خیال کر رہا ہے۔ اپنے آپ کو خوبیوں کا منبع سمجھ کر اس بے اصل خیال پر وسیع بنیاد استوار کئے ہوئے ہے۔ وہ اس طریق سے اپنے مالکِ حقیقی کے ساتھ دعویٔ ہمسری کر رہا ہے۔ نفسِ امّارہ کی رعونت و انانیت اسی مقام سے پیدا ہوتی ہے۔ عجیب بات ہے کہ اصل جو خوبی و جمال سے آراستہ ہے مستور و مخفی ہے اور ظلّ جو نقص و شر کا مرکز ہے عنوانِ اصل کا لبادہ اوڑھے اہلِ نظر پر جلوہ گر ہے۔ ؎ پری اپنے چہرے کو چھپائے ہوئے ہے اور دیو ناز و کرشمہ دکھا رہا ہے۔ عقل حیرت کے باعث جل گئی کہ یہ عجیب و غریب تماشا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ حضرت امام ربانی قدس سرہ کے آخری لمحات تک ان کے ساتھ رہے پھر اہلِ سلوک کی تربیت کا انداز، شریعت مطہرہ کے رسوخ و نفاذ میں سعیٔ بلیغ، نظام باطل سے تصادم، بدعات و رسوم بد کا استیصال — یہ سارا طریق کار جو امام ربانیؒ کی حیاتِ مبارکہ کا شعار تھا کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے سامنے ایک مثالی پیکر کی صورت میں موجود تھا۔ مزید برآں حضرت امام ربانیؒ نے انہیں خلوت ہائے خاص میں حروفِ مقطعات کے اسرار و غوامض اور معارفِ سلوک و عرفان سمجھائے تھے۔ اس تربیت و القاء کے بیش بہا اثرات اس وقت مترتب ہوئے جب والد ماجدؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے دورِ سجادہ نشینی میں نہ صرف اسی طرز و اسلوبِ تبلیغ کو اپنایا بلکہ اسے وسعت دے کر اوجِ کمال تک پہنچا دیا۔ آپ کی تبلیغ و ارشاد کا سلسلۃ الذہب پچاس سال تک پھیلا ہوا ہے۔ حسنِ اتفاق کہ عالمگیر کا دورِ حکومت بھی قریباً اتنے ہی سال ہے۔ آپ کے حلقۂ ادب میں شاہجہانی و عالمگیری دور کے امراء و زعماء سے لے کر برِ صغیر میں بسنے والے عامۃ المسلمین شامل تھے۔ بلکہ فیض رسانیٔ خلق کا دائرہ کابل، قندھار اور بلادِ اسلامیہ تک وسیع تھا۔ یہ تاجداریٔ فقر ہے جسے تائید و نصرتِ الٰہی اور اتباعِ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت پناہی نصیب ہے کہ شاہانِ وقت کی نگاہیں ایک درویشِ حق آگاہ کے آستانے کی طرف اٹھتی ہیں اور اس سے طلبگارِ دعا ہوتی ہیں مگر وہ عارفِ کامل اس تمام شان و شوکت سے بے نیاز رہے ؎

بلے خود ہمتِ درویش چوں خورشید می باید
کہ سامانش ہمہ شاہی داد فارغ زسامانش

آپ کا سلسلۂ بیعت و عقیدت ثقہ تذکرہ نگاروں کے قول کے مطابق ۹ لاکھ مریدوں اور ۷ ہزار خلفاء پر مشتمل تھا لہٰذا ان طالبانِ حق کو اثنائے سلوک جو دشواریاں اور موانع پیش آتے رہے، آپ انھیں مراسلت و مکاتیب کے ذریعے حل فرماتے رہے۔ طریقت کے اسرار اور مسائل کی نوعیت اکثر و بیشتر وہی تھی جو حضرت امام ربانیؒ کے دور میں تھی مگر حلِ مطالب کے دوران ان کی حیرت انگیز صورتیں سامنے آئیں اور احوال و مقامات کے بیشمار گوشے روشن سے روشن تر ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ مکتوباتِ معصومیہ میں کہیں حضرتِ مجددؒ کے ارشادات کے حوالے

Marfat.com

ہیں اور کہیں ان ارشاداتِ مبارکہ کی توضیح و تشریح ہے۔ یہ توضیحات مکتوباتِ امام ربانی رح کے مطالب کی تسہیل میں اس درجہ ممد و معاون ہیں کہ ان کا مطالعہ حضرت مجدد رح کے مکتوبات پر عبورِ کامل کے لیے ناگزیر ہے۔ اکثر اکابرِ مجددیہ کے ہاں یہ معمول تھا کہ خرقۂ خلافت عطا کرنے کے بعد اپنے خلفاء کو مسائلِ طریقت کے حل کے لیے ہر سہ دفتر مکتوباتِ معصومیہ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جب شاہ غلام علی دہلوی رح کو خلافت سے نوازا تو مکتوباتِ معصومیہ کے ہر سہ دفتر بھی عطا کئے۔

مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق انوار و تجلیاتِ باطن کے سلسلہ میں امام ربانی رح کے ایک مکتوب سے بعض مندرجات پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کی توضیح و تشریح ہمیں مکتوباتِ معصومیہ میں نظر آتی ہے۔ مکتوباتِ امام ربانی رح کے دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۴۰ میں حضرت مجدد رح نے ملا صادق کابلی کو یوں تحریر فرمایا:۔

مکرر[1] بہ شما گفتہ شدہ است کہ زنہار بتوسطِ روحانیاتِ مشائخ و امداداتِ ایشاں مغرور نشوید کہ آں صورِ مشائخ فی الحقیقت لطائفِ شیخِ مقتدا است کہ بآں صور ظہور نمودہ است۔ قبلۂ توجہ را وحدت شرط است۔ توجہ را پراگندہ ساختن موجبِ خسران است عیاذاً باللہ سبحانہٗ

اس پاکیزہ موضوع کی شرح و تفصیل مکتوباتِ معصومیہ کے مکتوب نمبر ۲۳ میں مرقوم ہے۔ یہ مکتوب خواجہ عبداللہ کولابی رح کے نام ہے۔ اس میں حضرت خواجہ محمد معصوم رح نے نہایت لطیف اور عظیم الشان معارف بیان فرمائے ہیں۔ تحریر کی سلسلہ جنبانی اس انداز پر ہے:۔

نوشتہ[2] بودند کہ اگر طالبے را ایں دید روئے دہد کہ بہ چشمِ ظاہر ارواحِ طیبہ مشاہدہ او می شدہ باشد در بابِ او چہ حکم است۔ مخدوما! مشاہدۂ ارواح خواہ بہ چشمِ سر بود خواہ بہ چشمِ سر

---

[1] تم سے کئی بار کہا گیا ہے کہ ارواحِ مشائخ کے توسط اور ان کی امداد پر مغرور نہ ہو جاؤ کہ وہ مشاہداتی صورتیں حقیقت میں پیرِ طریقت کے لطائفِ باطن ہیں جو ان تجلیات میں ظہور پذیر ہیں۔ قبلۂ توجہ کے لیے وحدت شرط ہے۔ توجہ کا انتشار موجبِ خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے۔

[2] آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ اگر کسی طالبِ حق کو یہ معاملہ پیش آجائے کہ وہ ظاہری آنکھوں سے

بقیہ صفحہ ۱۶ پر

Marfat.com

داخلِ ہیچ کمال نیست و منزلے از منازلِ قرب بآں وابستہ نہ، کمال آنست کہ باطن از دید و دانشِ ماسوائے وارہد و نامے و نشانے از غیر در دیدۂ سِر نماند گر
تو مباش اصلا کمال این است و بس .....

حضرت امام ربانی قدس سرہ نے مشاہدۂ ارواحِ طیبہ کو شیخِ کامل کے لطائف قرار دے کر طالبِ حق کو نسبتِ شیخ کے حصولِ تام کی طرف توجہ دلائی ہے اور فنافی الشیخ کی ترغیب دی ہے جو بلاشبہ ایک عظیم اور اہم کام ہے۔ مگر اس کی تشریح و توضیح حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے ایک ایسے پاکیزہ انداز میں فرمائی کہ اصل موضوع کی لطافت کو بامِ عروج تک پہنچا دیا۔ جیسا کہ مکتوب سے نمایاں ہے آپ نے فرمایا کہ منازلِ عرفاں کی کوئی منزل ان مشاہدات و تجلیات سے وابستہ نہیں۔ اس کے بعد مزید رقم فرمایا ہے کہ ان مشاہدات کی حیثیت اصلِ کلام میں صنائع و بدائع سے بڑھ کر نہیں کہ ان سے ظاہرِ عبارت میں زیب و زینت کا اضافہ تو ضرور ہو جاتا ہے مگر انہیں بلاغتِ کلام میں کوئی دخل نہیں اور بسا اوقات یہ انوار و تجلیات سالک کو زعمِ کمال میں ڈال کر گوہرِ مقصود کے حصول میں رکاوٹ پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر ان میں احتمالِ مضرّت نہ ہو، تو ان کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اس شکل میں رونما ہوتا ہے کہ وہ اثنائے سلوک طالبِ حق کے ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ آپ کے حسبِ ارشاد اصل کمال یہ ہے کہ "باطن از دید و دانشِ ماسوائے وارہد" (باطن ماسوی اللہ کی دید و دانش سے نجات پا جائے) سبحان اللہ! حضرت قیومِ زماں خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا یہ ارشاد آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو یہ مختصر سا جملہ سیر و سلوک اور جمیع مقامات

بزرگوں کی ارواحِ طیبہ کا مشاہدہ کر رہا ہو تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ اے مخدوم! مشاہدۂ ارواح خواہ ظاہری آنکھوں سے ہو یا نگاہِ باطن سے وہ کسی کمال میں داخل نہیں اور نہ ہی منازلِ قرب کی کوئی منزل اس سے وابستہ ہے۔ کمال یہ ہے کہ باطن ماسوی اللہ کی دید و دانش سے نجات پا جائے اور چشمِ باطن میں غیر اللہ کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہے۔ بس کمال یہی ہے کہ تیری اپنی ہستی بھی باقی نہ رہے۔

Marfat.com

عرفاں کو محیط ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تزکیۂ باطن ہی اصلِ تصوف ہے اور وہی تمام معارف و حقائق کا منتہا ہے۔

مکتوباتِ معصومیہ کی زبان تعقید سے مبرّا، واضح اور سہل ہے۔ اندازِ بیان نہایت پاکیزہ اور عین اسلامی ہے کہ ہر مکتوب کا آغاز حمد و صلوٰۃ اور اصحاب کرامؓ کی توصیف سے ہے۔ اس کے بعد مکتوب الیہ کے مختلف مسائل کا اندراج اور ان کا جواب نہایت لطیف و دلنشیں پیرائے میں رقم فرمایا ہے۔ آپ کے تمام مکتوبات شریعتِ مطہرہ کی پیروی، سنّتِ نبویؐ کی اتباعِ کامل، اسرارِ طریقت، صلوٰۃِ پنجگانہ پر مداومت، اس کے انوار و تجلیات، بدعات سے اجتناب، ذاتِ باری تعالےٰ میں فنائے تام، دوامِ حضور اور دیگر لطائف و برکاتِ سلسلہ پر مشتمل ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے تسہیلِ بیان کے لیے بسا اوقات اثنائے تحریر آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویؐ سے بھی استدلال فرمایا ہے۔ جہاں کہیں مکتوب الیہ کے استفسار پر کسی آیتِ قرآنی کی تفسیر فرمائی ہے، وہاں آپ کی عظمت و توقیر ایک بلند پایہ مفسر و محقق کی حیثیت سے ہماری نگاہوں کے سامنے اُبھرتی ہے اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی شانِ قیومی تابناک نظر آتی ہے۔ مکتوباتِ معصومیہ کے مکتوب نمبر ۲۴ میں، جو ملا مشتاق برکی کے نام ہے آپ نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً کی حیرت انگیز تفسیر بیان کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"یہ حکم نوعِ انسان کی خلافت کا ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی خصوصیت نہیں۔ خونریزی اور فساد انگیزی نوعِ انسان میں ہے۔ فطرتِ آدمؑ میں نہیں۔ جس طرح کہ ملائکہ کا جواب اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔"

بعض مقامات پر قاضی بیضاوی اور دیگر مفسرینِ کرام کی عبارات سے بے شمار لطیف نکات اور معارفِ عالیہ کا استنباط فرمایا ہے۔ ورع و تقوےٰ اختیار کرنے اور حقوق اللہ و حقوق العباد کی رعایت کے سلسلہ میں احادیثِ نبویہؐ بیان کرتے کے بعد ان کی تعمیل کو لوازمِ شریعت سے قرار دیا ہے۔ معانی و بیان، پند و موعظت، ارشاد و تلقین اور ترغیب و ترہیب کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جس کی جامع تفصیل مکتوباتِ معصومیہ کے مندرجات میں موجود نہ ہو۔

Marfat.com

کوئی مریدِ خاص ہو یا عام عقیدت مند دور دراز علاقوں میں بسنے والے نیاز مند درویش سے لے کر اورنگ زیب عالمگیر تک ہر مکتوب الیہ کے ساتھ آپ کی نگارش کا یہی انداز ہے۔

یوں نظر آتا ہے کہ ایک ایسا آفتاب درخشاں ہے جس کا مطلع اتباعِ سرورِ کائنات ہے جس کی شعاعیں چار دانگِ عالم کو منوّر کر رہی ہیں، جس کی ضیا پاشیاں خلقِ خدا کے چہروں کو روشن کرنے کے بعد ان کے قلب و سینہ اور رگ و پے کو گرما رہی ہیں۔ ایک ماہتاب ہے کہ کفر و الحاد کے گوشہ ہائے تیرہ و تار کو نور میں بدل رہا ہے اور ظلمتِ شب سے لرزاں نفوس کو وجودِ سحر کا پیغام دے رہا ہے۔ ایک گوہرِ آبدار ہے جس کی امواجِ نور و لطافت ہر اہلِ نظر کو تقدیس و تطہیر کی بشارت دے رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ بہ طفیلِ سیّدِ خیر الانامؐ مکتوباتِ معصومیہ کے چشمۂ کرم سے ہر طالبِ حق کو فیض یاب فرمائے ؎

صفائے جانت اسرارِ ازل را ترجماں باشد
بدستت گر ز مکتوباتِ معصومؒ ارمغاں باشد

۲، صفر المظفر ۱۳۹۶ھ — حافظ محمد افضل فقیر
لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مقدمہ

امابعد —— اہل اللہ کے ملفوظات اور اُن کے اقوال و ارشادات آج بھی دلوں کی سردمہری کو گرمیٔ عشق میں تبدیل کرنے کی تاثیر رکھتے ہیں۔ اُن کلماتِ طیّبات کو پڑھ کر اور سُن کر خدا اور اُس کے رسولؐ کی محبت ترقی پذیر ہوتی ہے۔ عمل صالح کا جذبہ بیدار اور آخرت کا یقین تازہ ہوتا ہے۔ اُن کے ذریعہ نہ صرف قرآن و حدیث کی عظمت دل میں جاگزیں ہوتی ہے بلکہ قرآن و حدیث کے بہت سے حقائق و معارف منکشف ہوتے ہیں۔

بزرگوں کے ارشادات و کلمات جب مکتوبات کی صورت میں جلوہ گر ہوتے ہیں تو اُن کے افادات میں اور اضافہ ہو جاتا ہے —— ان مکتوبات کے آئینے میں بزرگوں کی قلبی کیفیات اور اندرونی احساسات و واردات کا جلوہ انتہائی آب و تاب کے ساتھ پیشِ نظر ہو کر دعوتِ کیف و سُرور دیتا ہے —— ان متبرک تحریروں میں اللہ و رسولؐ کے ارشادات کی ترجمانی، دینی دعوت، سلوک و احسان کی طرف رہنمائی، تزکیۂ نفس اور ذکر اللہ کی تلقین، دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری کا بیان، اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات کی تذکیر اور اُس پر اعتماد و توکل کی ترغیب، غرضکہ وہ تمام اعلیٰ مضامین ہوتے ہیں جن پر عمل پیرا ہونا دارین میں خصوصاً آخرت میں کامیاب زندگی اور اَبدی فوز و فلاح کا ضامن ہے۔

بزرگوں کے ملفوظات کی طرح اُن کے مکتوبات مرتب کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ مُنیری بہاریؒ کے مکتوبات اپنی خاص نوعیت اور تاثیر کے لحاظ سے غالباً سب سے پہلے باقاعدہ مرتب ہو کر شہرت اور بقائے دوام کے بُلند مقام پر جلوہ گر ہوئے۔ بعد ازاں شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی برد اللہ مضجعہ کے

Marfat.com

کے مکتوبات، وادیٔ سلوک کے سالکین اور علمِ معرفت کے طالبین کے لئے رشد وہدایت کا خزانہ اور اخلاقِ حسنہ کا ذخیرہ اپنے پہلو میں لے کر افقِ ہند پر بصد شانِ دلربائی و رُوح پروری نمودار ہوئے ہندوستان کی اس آخری سہ صد سالہ تاریخ ملت میں جو مکتوبات بامِ اخلاص وللہیت اور مقامِ دعوت وعزیمت پر سب سے زیادہ نمایاں ہوئے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نور اللہ مرقدہٗ کے مکتوبات ہیں — یہ مکتوبات تین جلدوں میں ہیں، اور شریعت و طریقت سے متعلق بلند پایہ حقائق ومعارف کے علاوہ اپنے عہد کی مذہبی وسیاسی تاریخ پر بھی اچھی خاصی روشنی ڈالتے ہیں اور دَورِ اکبری کے عظیم ترین دینی فتنہ کو فرو کرنے میں حضرت مجددؒ کی جو مساعیٔ جمیلہ بروئے کار آئیں، اُن کا بھی ان سے بہت کچھ پتہ مل جاتا ہے۔ یہ مکتوبات ہر دَور کے مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ، اور چراغِ ہدایت ہیں — اپنے دَور کے امراء، حکام، علماء، مشائخ اور عوام وخواص کو دینی، اخلاقی رُوحانی اور تبلیغی نقطۂ نظر سے جو کچھ ارقام فرمایا ہے، وہ بلحاظِ افادہ آج بھی تمام مسلم طبقات کی صلاح وفلاح کا ضامن ہے — ان مُبارک نوشتوں میں بڑی تابانی اور پوری رعنائی کے ساتھ افرادِ ملتِ بیضاء کے لیے دارین کی بہبودی کا سامان موجود ہے — ان کو پڑھ کر اللہ ورسولؐ کی محبت اور کتاب اللہ کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے، ذکر اللہ، اتباعِ سنتِ رسول اللہؐ کا شوق بیدار ہوتا ہے۔ صحابۂ کرامؓ کی محبت دل میں موجزن ہوتی ہے اور طریقِ اہلِ سُنت پر اطمینان ویقین کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ دُنیائے دنی کی حقیقت معلوم کر کے اُس سے دل سرد ہو جاتا ہے اور آخرت کی فکر ساری فکروں پر غالب آجاتی ہے — تبلیغی جدوجہد کے منافع سامنے آتے ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کی اُمنگ پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعد اُن کے صاحبزادے عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصومؒ آپ کے وارث وجانشین ہوئے، انھوں نے بھی ایمان وعشق کی دولت سے مالا مال ہو کر اللہ کا پیغام بیشمار انسانوں تک پہنچایا، اور اُس کے لاکھوں بندوں کو اُس کی راہ پر لگایا۔ نبیٔ عربی سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کو رائج کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا — شاہوں، امیروں، اپنے وقت کی اہم

Marfat.com

شخصیتوں، عالموں اور عامیوں کو اپنے نَفَسِ گرم کی تاثیر سے متاثر کیا ــــ وہ دراصل اپنے والد ماجدؒ کی دولت کے وارث و امین اور اُن کے علوم و معارف کے شارح تھے اور اُن کے نقشِ قدم پر چل کر اُمّتِ مسلمہ کے اندر اصلاحی جد و جہد میں تادمِ آخر مشغول رہے۔ انہوں نے اپنے پنجاہ سالہ دورِ اصلاح و تربیت میں جو مکتوبات تحریر فرمائے، وہ بھی تین جلدوں میں ہیں ــــ ان میں بھی عقائد و کلام، عبادات و معاملات، مقامِ احسان و تقویٰ، تزکیۂ نفس، تہذیبِ اخلاق اور اصلاحِ اعمال سے متعلق ارشادات و تفصیلات ہیں، کیف آفریں اور وجد آگیں مضامین ہیں۔ ایمان افزا اور بصیرت افروز علوم ہیں۔

مکتوباتِ معصومیہ کی جلدیں

مکتوباتِ معصومیہ کی تین جلدیں ہیں، ان میں پہلی جلد کے مرتّب خواجہ محمد معصومؒ کے صاحبزادے خواجہ عبید اللہ سرہندیؒ ہیں ــــ ترجمہ کرتے وقت مطبع نظامی کی مطبوعہ، جلد اوّل میرے سامنے رہی ــــ دوسری جلد "وسیلۃ السعادۃ" کے نام سے موسوم ہے، اس کے مرتّب میر شرف الدین حسین بن میر عماد الدین محمد الحسینی الہرویؒ ہیں ــــ اس جلد کو انہوں نے صاحبزادۂ محترم حضرت خواجہ سیف الدین سرہندیؒ کی فرمائش پر مرتّب کیا ہے۔ اس جلد کی بعض داخلی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مجموعہ اگرچہ ترتیب کے لحاظ سے مؤخّر ہے مگر تحریر کے لحاظ سے مقدم ہے ــــ اس دیباچہ کے مصنّف نے لکھا ہے کہ: ــــ

> "حسبِ فرمائش صاحبزادۂ مذکور مکتوباتِ متفرق کو قیدِ کتابت میں لاکر جلدِ ثانی کو ترتیب دیا گیا ہے۔"

یہ جلدِ ثانی جو لدھیانہ پریس کی مطبوعہ تھی، سب سے پہلے میرے مطالعہ میں آئی اور سب سے پہلے اسی کے ترجمہ اور تلخیص کا کام میں نے انجام دیا ــــ

تیسری جلد خواجہ محمّد عاشور بخاریؒ کی ترتیب دی ہوئی ہے ــــ بروقتِ ترجمہ اس جلد کا نسخہ، مطبوعہ امرتسر میرے پیشِ نظر رہا ــــ

رجالِ مکتوبات

یہ کام ایک مستقل کام تھا جس کے لیے بڑی جستجو اور تحقیق کی ضرورت تھی۔ جہانگیری، شاہجہانی دور کے امراء اور علماء و مشائخ کی مکمل و مفصل

Marfat.com

تاریخ سامنے ہو اور پھر فرصت بھی ہو تو یہ کام کسی نہ کسی درجہ میں انجام پائے — مجھ بے بضاعت کے پاس نہ اتنا وقت نہ اتنی صلاحیت کہ اس عظیم کام کو پورا کر سکوں — پھر بھی جتنا کچھ ہو سکا ہے اس سلسلہ میں کام کیا ——

اس سلسلہ میں "نزہۃ الخواطر" مؤلفہ علامہ حکیم سید عبدالحیؒ حسنی رائے بریلویؒ نے میری بڑی رہنمائی کی — مگر نزہۃ الخواطر میں علماء و مشائخ کے علاوہ صرف اُن امراء کا تذکرہ ہے جو صاحبِ علم و فن ہوئے ہیں — خالص امراء کا تذکرہ اُس میں نہیں ہے — اس لیے دوسری کتابوں کی طرف مراجعت کرنا پڑی ——

"مآثر الامراء" مؤلفہ سید عبدالرزاق خوافی نے بہت سے ایسے امراء کا پتہ بتایا جو خواجہ محمد معصومؒ سے وابستہ تھے اور جن کو اُن سے مکاتبت کا شرف حاصل ہے۔

ایک دشواری یہ پیش آئی کہ مکتوب کے سرنامہ پر مکتوب الیہ کا نام درج ہے اور تاریخ میں وہ کسی لقب سے مشہور ہے یا اُس کا لقب مکتوب میں ہے تو تاریخ میں وہ نام سے مشہور ہے —— پھر ایک ہی دَور میں ایک ایک لقب کے کئی اشخاص ہیں — ایسی صورت میں یہ متعین کرنا کہ ان میں مکتوب الیہ کون ہے؟ بعض اوقات بہت مشکل ہو گیا — مثلاً شمشیر خاں جن کے نام اس مجموعہ میں سب سے پہلا مکتوب ہے — متعین نہ ہو سکے — اس لیے کہ حسبِ ذیل شمشیر خاں خواجہ محمد معصومؒ کے مکتوب الیہ بن سکتے ہیں ——

۱۔ میر محمد یعقوب مخاطب شمشیر خاں بن شیخ میر، از امرائے عالمگیر شاہی۔

۲۔ شمشیر خاں بن علی خاں ترین از کبار علمائے شاہجہانی و عالمگیری۔

۳۔ شمشیر خاں بن شیر خاں از امرائے شاہجہانی۔

اسی طرح تین ہمت خاں تھے جو علیحدہ علیحدہ نام رکھتے تھے اور ہم عہد تھے۔ ان میں ہمت خاں میر عیسیٰ کو متعین کرنے میں کافی غور و خوض اور قرائن سے کام لینا پڑا۔

اسی طرح تربیت خاں ایک مکتوب الیہ ہیں اور اس لقب کے کئی اشخاص تاریخ میں ملتے ہیں اور اُن میں کا ہر ایک زمانہ کے لحاظ سے مکتوب الیہ بن سکتا ہے مگر مکتوب کسی ایک ہی تربیت خاں کے نام ہے اس کو متعین کس طرح کیا جائے —— حسبِ ذیل اشخاص اس

20943

لقب کے تاریخ میں ملتے ہیں: ———

۱۔ فخر الدین احمد برلاس المخاطب بہ تربیت خاں از امرائے شاہجہانی۔
(متوفی ۱۰۵۲ھ)

۲۔ تربیت خاں میر آتش جو آخر عہدِ خلد مکان (عالمگیرؒ) میں عہدہ دار ہوئے۔

۳۔ تربیت خاں شفیع برلاس ——— (متوفی ۱۰۹۶ھ)

ممکن ہے آئندہ میں ان میں سے کسی ایک کی تعیینِ تشخیص پر مطمئن ہو جاؤں یا کوئی صاحب جن کو سوانح و سیر سے دلچسپی ہو میری رہنمائی فرمادیں۔

بعض امراء وہ تھے جن کا مآثر الامراء میں بھی نام و نشان نہیں ——— ایسے اشخاص کی نشاندہی کے لیے مجھے رضا لائبریری رام پور کے ایک اہم تاریخی مخطوطہ (تاریخِ محمدی) سے مدد حاصل ہوئی۔ اس کتاب میں ہر ورق پر ایک سن قائم کر کے اس سن میں جتنے مشاہیر کی وفات ہوئی ہے اُن کے نام مع ایک سطری حال کے لکھ دیئے ہیں۔

مؤلف نے درجنوں تاریخ و تذکرہ کی کتابوں سے ثقہ لوگوں کی روایتوں سے اور مختلف ذرائع سے بارھویں صدی ہجری تک کے رجال کی اس عظیم الشان کتاب کو مرتب کیا۔

سید نور بحر (بارہہ) ایک مکتوب الیہ ہیں ——— ان کا نام چونکہ عجیب قسم کا تھا اس لیے خیال ہوتا تھا کہ شاید کاتب کی مہربانی سے کچھ کا کچھ نام لکھا گیا، مگر تاریخِ محمدی دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اس نام کی ایک عظیم شخصیت سیف خاں کے لقب سے سادات بارہہ میں بعہد عالمگیری ہوئی ہے۔

ایک مکتوب الیہ رعایت خاں ہیں ——— ان کا تاریخِ محمدی میں ۱۰۷۳ھ کے ماتحت ان لفظوں میں تعارف ملا: ———

"رعایت خاں از امرائے شاہجہانی و عالمگیر شاہی در فوجداری سیوستان فوت شد" ———

دورِ عالمگیری کے متعدد عالی مرتبہ امراء حضرت خواجہ محمد معصوم سے روحانی تعلق رکھتے

Marfat.com

ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ موجودہ تاریخیں اُن کا صحیح صحیح مختصر سا حال بھی بتانے سے پہلوتہی کرتی ہیں ـــــ رجالِ مکتوباتِ امامِ ربانیؒ اور رجالِ مکتوباتِ معصومیہ کا کام کم از کم اب سے ڈیڑھ سو سال پیشتر ہو چکا ہوتا تو یہ دُشواریاں پیش نہ آتیں جو آج پیش آئیں ـــ بہرحال میں نے حتی الامکان ان رجال کا پتہ چلایا ہے ـــــ روضۃ القیومیہ سے بھی اس سلسلہ میں مدد لی گئی ـــ اس میں غیر ضروری باتیں تو بہت کچھ ہیں اور رجال سے بھی بحث کی گئی ہے لیکن اہم شخصیات کی سوانح کا اہتمام نہیں کیا ہے ـــ البتہ اس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ یہ حضرات خلفاء میں سے ہیں اور یہ ارادتمندوں میں سے۔

میں نے میرک معین الدین احمد کا تذکرہ ذرا تفصیل سے کیا ہے ـــ بدیں وجہ کہ مآثر الامراء میں ان کا تذکرہ بسط و تفصیل سے ہے ـــ میں نے قریب قریب ان کے تمام اہم واقعات و سوانح کو مآثر الامراء سے اخذ کر لیا ہے ـــ ان کا لقب امانت خاں تھا، لقب کے لحاظ سے پہلی جلد میں ان کا تذکرہ لکھا گیا ہے ـــ نام کے لحاظ سے میم کی فہرست میں ان کا اندراج نہیں ہے ـــ مکاتیب الیہم میں بعض پردہ نشین خواتین بھی ہیں۔ مثلاً جاناں بیگم بنت عبدالرحیم خانخاناں ـــ ان کے حالات بھی جتنے ہم پہنچ سکے لکھے گئے ہیں ـــ جاناں بیگم اس لحاظ سے ہندوستان کی مسلم مستورات و مخدرات میں اہمیت رکھتی ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی تھی۔

یہ امراء و حکام اور اعلیٰ منصب دار جن کے نام مکتوبات ہیں۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت کا تعلق رکھتے تھے یا نہیں؟ ـــ تاریخ و تذکرہ میں اس پہلو کو کہیں واضح نہیں کیا گیا مگر مکتوبات کے طرزِ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر و بیشتر حضرت موصوفؒ سے تربیت اور اصلاحِ باطن کے رشتے سے منسلک تھے ـــ علاوہ ازیں وہ اوصافِ حمیدہ و خلاقِ حسنہ جو اُن کو دیگر امراء و حکام سے ممتاز کرتے ہیں وہ بھی صاف طور پر اعلان کر رہے ہیں کہ کسی درویشِ خدا پرست کے رُوحانی و اخلاقی اثرات سے یہ لوگ متاثر ہوئے ہیں۔

شروع میں خواجہ محمد معصومؒ کے مفصّل حالات درج ہیں اور شروع ہی میں اس شاہِ درویش دوست (عالمگیر اورنگ زیبؒ) کے ضروری سوانح بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔

Marfat.com

جو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا مکتوب الیہ ہے بلکہ اُن کا مرید وفیض یافتہ ہے۔ اُن کے صاحب زادے خواجہ سیف الدین سرہندیؒ سے جس نے رُوحانی کمالات حاصل کئے، جس کو اپنوں اور بیگانوں نے ظالم" ستمگر" اور خدا معلوم کیا کیا کہا مگر دراصل وہ ہمدردِ خلائق خدا پرست اور انسانیت نواز مومنِ کامل تھا ـــــ اُس کے اخلاقِ عالیہ کی ہمہ گیری اور عالمگیری منصف مزاج مورخین کے نزدیک مسلّم و محقّق ہے ـــــ وہ دیکھنے میں ایک تخت نشین تھا لیکن مزاج اُس کا درویشانہ تھا وہ نظر آتا تھا محل شاہی میں لیکن اس کی رُوح پرواز کرتی تھی معرفت ویقین کی فضاؤں میں، وہ صحیح المزاج اور عظیم الفطرت بادشاہ تھا ـــــ اُس نے سختی کے موقع پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی اختیار کی۔ تاریخ کی سچّی شہادتیں اُس کی اعلیٰ کرداری کے ثبوت کے لئے کافی اور میرے قول کی مؤیّد ہیں۔

ترجمہ کے متعلق چند گذارشات

میں نے یہ کوشش کی ہے کہ ترجمہ بامحاورہ ہو ـــــ آیاتِ قرآنی، عربی عبارات اور عربی اشعار کا بھی ترجمہ کر دیا گیا ہے ـــــ البتہ فارسی اشعار کا ترجمہ قصداً نہیں کیا اور اس لئے نہیں کیا کہ شاید وہ ناظرین جو فارسی سے واقف نہیں ہیں، ان فارسی اشعار کے مطالب معلوم کرنے کے لئے ہی فارسی کی طرف متوجہ ہو جائیں اور یہ ذوق رفتہ رفتہ ترقی کرتا رہے تاآنکہ وہ بزرگوں کے ملفوظات ومکتوبات کو براہِ راست دیکھنے کی صلاحیت پیدا کرلیں ـــــ پھر عجب نہیں کہ یہی ذوق اُن کو عربی کی تحصیل پر آمادہ کر دے اور بالآخر وہ قرآن وحدیث سے بغیر واسطہ مستفیض ہو جائیں۔ میں نے بعض فارسی تراکیب کو بعینہٖ باقی رکھا ہے اور کومے (" ") لگا دیئے ہیں ـــــ یہاں بھی میرے ذوق نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ اُن الفاظ کو ہو بہو باقی رکھوں تاکہ ان کی تاثیر من وعن باقی رہے۔

میں نے اُن چند مکتوبات کے علاوہ جو حضرت مجدد صاحبؒ کے بعض خلفاء کے نام ہیں یا کسی ایسی شخصیت کے نام ہیں جو بیعت نہیں اور شہرت وعزت کے مقام پر فائز ہیں، یا اورنگ زیب عالمگیرؒ کے نام ہیں ـــــ باقی تمام مکتوبات میں مخاطب کے لئے بجائے "آپ" کے "تم" استعمال کیا ہے اور اس کے باوجود مخدوما! کا لفظ برقرار رکھا ہے یہ بھی میرے ذوق کا تفرد ہے، ناظرین سے اُمید ہے کہ وہ اس چیز کو زیادہ محسوس نہ فرمائیں گے۔ علاوہ ازیں اور

Marfat.com

بھی جو کوتاہیاں مجھ سے سہواً ہوئی ہوں ان کو دامنِ عفو میں چھپائیں گے۔ یا مجھ ہیچمداں کو مطلع فرما دیں گے تاکہ آئندہ ان کا تدارک ہو جائے۔

اے اللہ! ہم کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع، صحابہ کرامؓ کی محبت، سلفِ صالحین اور اُن کے طریقے پر چلنے والے علماء و صلحاء سے تعلق نصیب فرما۔ دنیا میں ایمان و ایقان کی دولت اور عقائدِ صحیحہ کے ساتھ اعمالِ حسنہ کی توفیق ارزانی فرما اور آخرت میں اپنے نیک بندوں کے ساتھ محشور فرما۔ آمین یا ربَّ العالمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

مورخہ ۲۷، ذیقعدہ ۱۳۷۹ھ
مطابق ۲۴ ، مئی ۱۹۶۰ء

نسیم احمد فریدی فاروقی امروہی غفرلہٗ
خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ

Marfat.com

مختصر تذکرہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ[1]

آپ امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے فرزندِ ثالث تھے، ۱۱ شوال ۱۰۰۷ھ کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔ حضرت امام ربّانی فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصومؒ کی ولادت باسعادت میرے لئے نہایت ہی مسعود و مبارک ثابت ہوئی کہ ان کی ولادت سے چند مہینے بعد میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمتِ اقدس میں پہنچ کر اُن سے بیعت ہوا اور بیعت سے مشرف ہو کر جو کچھ دولتِ رُوحانی حاصل ہوئی وہ ہوئی۔

آپ نے بعض کُتبِ دَرسیہ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ سے پڑھیں اور اکثر کتبِ دَرسیہ اپنے والدِ ماجد اور شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے صاحب زبدۃ المقامات (خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ) تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت مجددؒ کو یہ فرماتے سُنا کہ: "محمد معصومؒ کا ہماری نسبتوں کو یوماً فیوماً اقتباس کرنا ایسا ہے جیسا کہ صاحبِ شرح وقایہ کا اپنے دادا سے وقایہ کا حفظ کرنا" (جیسا کہ شرح وقایہ کے دیباچے میں لکھا ہے) — حضرت مجدد اپنے ان صاحبزادے کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ: "بیٹا! اِن علوم (معقول و منقول) کی تحصیل سے جلد فارغ ہو جاؤ ہم کو تم سے بڑے کام لینے ہیں" —

سولہ سال کی عمر میں تمام علومِ عقلیہ و نقلیہ کو حاصل کر لیا تھا — تین ماہ کے قلیل عرصے میں قرآنِ مجید بھی حفظ کیا — اپنے والدِ ماجد کی نگرانی میں ہی مراحلِ سُلوک کو طے کیا اور خلافت حاصل کی — اپنے والدِ ماجد کے وصال (۱۰۳۴ھ) کے بعد مسندِ ارشاد پر اُن کے جانشین کی حیثیت سے متمکن ہوئے اور عرب و عجم کو اپنے رُوحانی کمالات سے مستفیض فرمایا۔ حرمین شریفین کا سفر بھی کیا اور حج و زیارت سے شرف حاصل کیا۔ ہندوستان آ کر سرہند میں اپنی عمرِ عزیز

---

[1] روضۃ القیومیہ، مسالک السالکین فی تذکرۃ الواصلین، رودِ کوثر، نزہۃ الخواطر جلد ۵

Marfat.com

کو درس و افادہ میں صرف کیا ــــ ارشاد و ہدایت کے علاوہ درس و تدریس آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا، تفسیر بیضاوی، مشکوٰۃ شریف، ہدایہ، عضدی اور تلویح طلباء کو پڑھاتے تھے۔

شیخ مراد بن عبداللہ القزانی نے ذیلِ رشحات میں لکھا ہے کہ خواجہ محمد معصومؒ اٰیَۃٌ مِّنْ اٰیَاتِ اللہِ تھے ــ انہوں نے اپنے والدِ ماجد کی طرح تمام عالم کو منوّر کیا اور اپنی توجہاتِ عالیہ کی برکت سے جہل و بدعت کی تاریکیوں کو چھانٹ دیا تھا، آپ کی صحبتِ اقدس کی تاثیر سے ہزاروں انسان رُوحانیت کے اونچے مقام پر فائز ہوگئے تھے ــ کہا جاتا ہے کہ آپ کے مُریدین کی تعداد نُو لاکھ تھی اور خلفاء سات ہزار تھے ـــ آپ کے مکتوبات کی تین جلدیں ہیں جو شائع ہو چکی ہیں۔ ان مکتوبات میں اسرارِ عزیزہ، نکاتِ عجیبہ اور علومِ بدیعہ مندرج ہیں ــــ اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا جذبہ ہر ہر صفحے سے ہویدا ہے۔ بہت سے مکتوبات وہ ہیں جو معارفِ مجدّد الف ثانیؒ کی تشریح و توضیح کرتے ہیں۔ سلطنتِ مغلیہ کے تین بڑے بادشاہ جہانگیر، شاہجہان اور عالمگیر یکے بعد دیگرے آپ سے بیعت ہوئے اور ان تینوں بادشاہوں کی حاضری آپ کے زمانہ میں سرہند میں ہوئی ہے۔ خصوصاً عالمگیرؒ آپ کے مخلص ترین مرید اور آپ کے بھائیوں کے معتقد تھے ــ مکتوباتِ معصومیہ میں کئی مکتوب عالمگیرؒ کے نام ہیں جن سے باہمی قلبی و رُوحانی تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔

جہانگیری، شاہجہانی اور عالمگیری عہد کے بڑے بڑے امراء آپ کے ارادتمندوں میں تھے اُس زمانے کے بڑے بڑے علماء آپ کے حلقۂ بیعت میں شامل تھے۔ نواب مکرم خاں جو لاہور کے گورنر تھے آپ کے ہی مرید و معتقد تھے سب کچھ ترک کرکے سرہند آگئے تھے۔ ایک مرتبہ عالمگیرؒ نے نواب مکرم خاں سے اُن کی عمر دریافت کی۔ نواب صاحب نے بتایا کہ میری عمر چار سال ہے۔ عالمگیرؒ یہ سُن کر مُسکرائے۔ نواب مکرم خاں نے عرض کیا کہ تعجّب کی کوئی بات نہیں ہے میں جتنی مُدت (چار سال) اپنے مرشد کی خدمت میں رہا ہوں درحقیقت وہی میری اصلی عمر ہے باقی تو وبالِ آخرت ہے۔

علمِ منطق کے مشہور زمانہ صاحبِ تصنیف استاذ میر زاہد آپ ہی کے مُرید تھے اور بقول صاحبِ روضۃ القیومیہ آپ کے خلیفہ تھے۔

فارسی کے مشہور شاعر ناصر علی سرہندی بھی آپ کے مرید تھے۔ انہوں نے منجملہ اور

Marfat.com

اشعار کے اپنے پیر و مرشد کی شان میں یہ شعر بھی لکھا ہے ؎

چراغِ ہفت محفل خواجہ معصومؒ

منوّر از فروغش ہند تا روم

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مشہور اور باکمال حضرات ہیں جنہوں نے خانقاہِ معصومیہ سے اخذِ فیض کیا ہے۔

آپ کو اپنے والدِ ماجد کے اسرار و معارف پر بہت آگاہی حاصل تھی جو معارف مکتوبات و تصنیفاتِ حضرت مجددؒ میں درج نہیں ہو سکے وہ آپ کے پاس محفوظ تھے۔ ہندوستان کے مشہور ماہرِ شریعت و طریقت بزرگ حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ کا سلسلہ دو واسطوں سے آپ تک پہنچتا ہے اور صرف حضرت مرزا صاحب شہیدؒ کے ذریعے کرۂ ارضی پر بسنے والے لاکھوں نفوس نسبتِ مجددیہ سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ دیگر تمام خلفاء اور خلفاء کے خلفاء سے جو گلشنِ دین کی آبیاری ہوئی اس کا اندازہ کوئی کیا لگا سکتا ہے۔

آپ کے چھ صاحبزادے تھے جو سب کے سب باکمال اور آپ سے فیض یاب تھے۔ چھ صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کے ایک خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاریؒ (جو مشائخ خراسان وماوراء النہر میں سے تھے) کے متعلق شیخ مراد بن عبداللہ کے حوالے سے نزہۃ الخواطر میں لکھا ہے کہ ان شیخ بخاریؒ کے چار ہزار خلفاء تھے۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ شیخ محمد صبغۃ اللہ ۲۔ شیخ محمد نقشبندؒ (حجۃ اللہ) ۳۔ شیخ محمد عبیداللہؒ (مروج الشریعت جامع مکاتیب) ۴۔ شیخ محمد اشرفؒ ۵۔ شیخ سیف الدینؒ ۶۔ شیخ محمد صدیقؒ

بہتر سال کی عمر میں ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو بعہدِ سلطنتِ عالمگیرؒ السلام علیکم فرماتے ہوئے اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت گزیں ہوئے، آپ کا مزار پُر انوار سرہند میں ہے۔ ناصر علی سرہندی نے آپ کی تاریخ وفات میں حسب ذیل قطعہ لکھا ہے ؎

چراغِ خاندانِ نقشبنداں	فروغِ دینِ احمدؐ خواجہ معصومؒ
بسوئے گلشنِ عقبیٰ قدم زد	ازیں ویرانہ آبادِ کہن بوم
ز دل پرسیدم از سالِ وفاتش	ندا آمد ز عالم رفت معصومؒ ۱۰۷۹ھ

Marfat.com

تلخیص و ترجمہ
"وسیلۃ السّعادۃ"
مرتب: میر سید شرف الدّین حسین
از مکتوبات خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب (۱۱) شمشیر خاں کے نام۔[1]

اللہ تعالیٰ تمہاری ذات بابرکات کو اپنی عنایات سے خوش رکھے اور اتباعِ سُننِ مصطفویؐ سے تم کو مُزیّن کرے، حقائق آگاہ محمد حنیف نے تمہاری مہربانیوں کا بہت کچھ اظہار کیا ہے اور تمہارے پاس ایک ایسا مکتوب بھیجنے کی درخواست کی ہے جو نصائح پر مشتمل ہو اُن کی درخواست کے پیش نظر یہ چند کلمے غیر مربوط طریقے پر لکھ رہا ہوں۔

---

[1] اس نام و لقب کی تین شخصیتیں ہیں جو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے زمانے میں پائی جاتی ہیں۔ ۱۔ شمشیر خاں بن علی خاں ترین۔ ان کے متعلق تاریخ محمدی قلمی (رضا لائبریری رام پور) میں ہے۔ از کبارِ علمائے شاہجہانی و عالمگیری در قلعہ داری کابل فوت شد و پدرش در ۱۰۳۵ھ گذشت۔ ان کا انتقال ۱۰۸۳ھ میں ہوا۔ ۲۔ میر محمد یعقوب مخاطب بہ شمشیر خاں بن شیخ میر بن میر محمد جان خوافی۔ یہ بھی اُمرائے عالمگیری میں سے تھے۔ جنگِ افغانانِ کابل میں مقتول ہوئے (تاریخ محمدی) ۳۔ شمشیر خاں ابن شیر خاں۔ یہ اُمرائے شاہجہانی میں تھے۔ ۱۰۵۲ھ یا ۱۰۵۳ھ میں فوت ہوئے۔ (تاریخ محمدی) یہ مکتوب الیہ غالباً میر محمد یعقوب مخاطب بہ شمشیر خاں ہیں۔

Marfat.com

مخدوما: — اللہ تعالےٰ نے انسان کو مہمل پیدا نہیں کیا اور اُس کو اُسی کی مرضی پر نہیں چھوڑ دیا ہے کہ جو دل میں آئے کرے اور خواہشِ نفس کے مطابق زندگی گذارے بلکہ اللہ تعالےٰ نے اوامر و نواہی کا مکلف کیا ہے اور گوناگوں احکام کا اس کو مخاطب بنایا ہے لہٰذا اس کے بغیر چارۂ کار نہیں کہ انسان انھیں احکام کے مطابق زندگی بسر کرے اور جو خواہشات ان احکامِ ربّانی کے خلاف ہوں اُن کو خیرباد کہہ دے — اگر ایسا نہ کرے گا تو مولائے حقیقی کے قہر و غضب اور عذاب و عقوبت کا مستحق ہوگا — وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں، جو تعمیلِ حکمِ مولیٰ میں کمرِ ہمت باندھے ہوئے ہیں اور پوری توجہ کے ساتھ اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

دُنیا زراعت کی جگہ ہے، زراعت کے وقت عیش و آرام میں مشغول ہونا اور فانی لذّتوں میں مُبتلا ہونا، اپنے آپ کو اس سرمدی آرام سے محروم رکھنا ہے (جو دنیا میں صحیح طریقے پر زندگی گذارنے پر آخرت میں ملے گا) عقلِ دُور اندیش "لذاتِ باقیۂ مرضیہ" کو چھوڑ کر "لذاتِ فانیہ مبغوضہ" پر ہرگز فریفتہ نہیں ہو سکتی۔

تصحیحِ عقائد کے بعد علمائے اہلِ سُنّت و جماعت کی صائب رائے (جو کہ کتاب و سُنّت سے ماخوذ ہے) کی موافقت بیحد ضروری ہے، نیز اَدائے فرض و واجبات اور اجتناب از محرمات کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔

نماز بہترین عبادت اور معتبر ترین طاعت نماز ہے جو کہ ستونِ دین اور درمیانِ مُسلم و کافر فرقِ مُبین ہے اور جو "قُرب" نماز کی ادائیگی کے وقت حاصل ہوتا ہے وہ نماز سے باہر مشکل ہے۔ پس نماز کو پانچ وقت جماعت، جمعیتِ قلب، تعدیلِ ارکان اور اسباغِ وضو کے ساتھ اوقاتِ مستحبہ میں پڑھنا چاہیئے۔ (اس کے بعد چند احادیث فضائلِ صلوٰۃ کی تحریر فرمائی ہیں)۔

زکوٰۃ "اموالِ نامیہ" میں زکوٰۃ رغبت کے ساتھ دینی چاہیئے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ صدقہ و زکوٰۃ مال کو گھٹاتے نہیں — اللہ تعالےٰ نے اپنے کمالِ کرم سے ایک سال گذرنے پر اور خرچ سے زائد مال پر ایک خاص نصاب مقرر کر کے چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے

Marfat.com

لئے فرض کیا ہے ــــ بڑی بے انصافی ہوگی۔ اگر ہم اُدائے زکوٰۃ میں تساہل اختیار کریں اور حیلہ کر کے اس کو ترک کر دیں ــــ جان اور مال سب اللہ کی ملکیت ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ تمام مال فقرا میں تقسیم کرنے کا حکم دے دیتا اور جان کو طلب کر لیتا تو "بارگاہِ صمدی" کے نیاز مند شوقِ تمام کے ساتھ جان و مال قربان کر دینا اپنی سعادت مندی سمجھتے ۔

گر بہ نقدِ جاں توانستے خریدن وصلِ دوست

طالبِ وصلِ تو بودے ہر کہ جانے داشتے

روزہ روزۂ ماہِ رمضان ذوق وشوق کے ساتھ رکھنا اور اس "گرسنگی" و "تشنگی" کو اپنی سعادت شمار کرنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے ۔ "ابنِ آدم کا ہر عمل دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک ثواب پاتا ہے" ــــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ــــ مگر روزہ ــــ (کہ اس کے ثواب کا ٹھکانہ ہی نہیں) روزہ میرے لیے ہے میں اس کی جزا خود براہِ راست عطا کروں گا۔ (یا میں خود اس کی جزا ہو جاؤں گا)۔ انسان اپنی خواہشوں کو اور اپنے کھانے پینے کو میری وجہ سے چھوڑتا ہے ــــ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی تو اُس وقت جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔ دوسری اُس وقت جب وہ اپنے رَب سے ملاقات کرے گا ــــ روزہ دار کے مُنہ کی (خلوتِ معدہ کے باعث ایک خاص قسم کی) بُو اللہ کے نزدیک مُشک سے بھی زیادہ خوشبودار ہے ــــ روزہ ڈھال ہے ــــ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ بیہودہ گوئی نہ کرے۔ اگر کوئی اسے بُرا بھلا کہے بھی تو اُس سے کہہ دے (یا اپنے دل میں کہے) کہ میں تو روزہ دار ہوں"۔

(بخاری ومسلم)

حج شرائطِ وجوب کی موجودگی میں حج بھی کرنا چاہیئے اور بیت اللہ کے ذریعہ اللہ کا تقرب ڈھونڈھنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ۔ "حجِ مقبول کا ثواب جنت ہے"۔

مسلمان کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، ان میں سے ایک شہادتِ توحید و رسالت ہے، اور چار مذکورہ بالا ہیں ــــ اگر ان پانچ چیزوں میں سے ایک بھی نہ ہوگی تو "خانۂ دین" ویران اور ناتمام رہے گا۔ بعدِ تصحیحِ عقائد و اعمالِ صوریہ ــــ "سلوکِ طریقۂ صوفیا" بھی ضروری ہے۔ تاکہ معرفتِ حق حاصل ہو جائے اور خواہشاتِ نفسانی کی آویزش سے نجات ملے ــــ میری سمجھ

Marfat.com

میں نہیں آتا کہ جو بندہ اپنے مولا کی معرفت سے خالی ہے اور اس کو نہیں پہچانتا، وہ کیسے اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور کس طرح دوسری چیزوں سے مانوس ہے؟ (حالانکہ اس کا حال تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ) ؎

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام
دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد

مکتوب (۱۳) مولانا محمد حنیف کے نام

"وصولِ فیض" اور "برکاتِ طریق" رعایتِ آداب کے بغیر میسر نہیں۔ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا ہے —— "عدمِ رعایتِ آداب" میں ضرر کا پلہ غالب رہتا ہے اور نفع موقوف ہو جاتا ہے۔

دوسری بات یہ لکھنی ہے کہ تم "ضبطِ اوقات" میں کوشش کرو اور اہم امور میں وقت صرف کیا کرو، ایسا نہ ہو کہ وقت یوں ہی خرچ ہو جائے۔ "کثرتِ اختلاطِ مردم" سے بھی بچتے رہو کیونکہ (بے ضرورت زیادہ میل جول) "نسبتِ باطن" کی رونق برباد کرتا ہے —— بلے نیتِ صالحہ" مخلوق سے (زیادہ) ملنا جلنا خالق سے انقطاع کا سبب بن جاتا ہے —— ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ۔ "بدوں کی صحبت سے پرہیز کرو اور نیکوں کی صحبت بھی اتنی رکھو کہ حق عزّ و جل سے انقطاع نہ ہونے پائے۔"

اپنے فرزندوں اور مسترشدوں سے ایسا سلوک کرو کہ ان کی نظروں میں تمہارا رُعب قائم رہے ایسی بے تکلفی نہ برتنا جس سے وہ بالکل گستاخ ہو جائیں اور ان کی اصلاح میں خلل واقع ہو جائے

لہ فرزندوں کے بعد آپ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ کو خلافت دے کر کابل روانہ کر دیا گیا تھا۔ وہاں کے گرد و نواح میں بیشمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اپنے پیر و مرشد کے زمانۂ حیات ہی میں ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کے سانحۂ ارتحال سے پیر و مرشد کو بہت غم ہوا آپ کا مزار کابل کے قریب ماناخا تو گاؤں میں واقع ہے۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم)

Marfat.com

ان دنوں چونکہ حواس پراگندہ ہیں۔ اس لئے کوئی اور بات نہیں لکھ سکتا۔ (پراگندگیٔ حواس کا باعث یہ ہے کہ) شبِ دوشنبہ ہفتم ماہ ذی الحجہ (۱۰۵۰ھ) کو والدہ صاحبہ (زوجۂ حضرت مجدد الف ثانیؒ) نے سفرِ آخرت اختیار کیا اور پسماندگان کو باسینۂ بریاں اور باچشم گریاں چھوڑ گئیں —— ان کا وجودِ مبارک "وسیلۂ سعادتِ کونین" اور "ذریعۂ رضامندیٔ رَبُّ المشرقین" تھا —— اب اس راہ سے کسبِ فیض سے محرومی ہوگئی —— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

احباب ان کے لئے ایصالِ ثواب کریں!

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

مکتوب (۱۵) مولانا محمد حنیف کے نام

بعد الحمد و الصلوٰۃ و بعد ارسالِ سلام —— واضح ہو کہ اس طرف کے فقراء کے احوال مستوجبِ شکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے تمہاری سلامتی، عافیت، استقامتِ شریعت اور ترقیٔ درجاتِ معنویہ چاہتا ہوں۔

مخدوما: —— موت پَرتَو انداز ہو رہی ہے اور "اجلِ مسمّٰی" قریب اور مجھ سے کچھ کام نہ ہو سکا اتنے دُور دراز سفر کے لئے سامان دُرست نہیں کیا گیا —— جَآءَ الْمَوْتُ بِحَذَافِیْرِہٖ، جَآءَتِ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ (موت آگئی، اس کے بعد راجفہ اور رادفہ بھی گویا آہی گئے) ہائے عمر کا عمدہ حصہ (شباب) ہوا و ہوس میں بسر ہو گیا، اب ظاہر ہے کہ نکمّی عمر (پیری) میں کیا بن سکے گا اور اس وقت کے عمل کا کیا اعتبار ہوگا، خجالت کی وجہ سے پانی پانی ہوا جاتا ہوں اور (آخرت کے لئے کوئی عُذر سمجھ میں نہیں آتا)۔ کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

کنوں چہ عذرِ گناہانِ خویشتن خواہم
زشرم خوں چکدم از بدن بجائے عرق

مکتوب (۱۶) مولانا محمد حنیف کے نام

حامدًا و مصلیًا —— تمہارا مکتوبِ مرغوب پہنچا —— خوشوقت کیا —— جو کچھ "واردات"

Marfat.com

لکھے ہیں، بہت عمدہ اور عالی ہیں قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ـــــ مریدوں کی اصلاح میں سرگرم اور بے آرام رہو۔ خدا کرے کہ سرد قلبی اور بے فکری نصیبِ اعداء ہو جائے۔

ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ "تصوّف اضطراب و بےچینی کا نام ہے"۔ جب سکون آگیا، تصوّف نہ رہا ـــ طالب، بے اضطراب اور بے سوزش نہیں ہوتا ـــ کوئی عارف بغیر درد و حزن کے نہیں ہے ـــ جب فخرِ کائنات علیہ افضل الصّلوات "دوامِ فکر" اور "تواصلِ حزن" کے ساتھ موصوف تھے تو دوسروں کا کیا ذکر ہے ـــــ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ عَلٰٓی اَهْلِ بَيْتِكُمْ۔

مکتوب (۱۹) مولانا محمّد حنیف کے نام

برادرِ گرامی مولانا محمّد حنیف سلامِ مسنون ـــــ بہت مدّت ہوگئی۔ تمہاری کوئی خبر خیر نہیں ملی ـــ فکر ہے۔

مخدوما! "وقتِ کار" ہے، گفتار کا زمانہ نہیں ہے ـــ کالی کالی راتوں کو گریہ و استغفار سے روشن کردو اور کلمۂ طیّبہ کی کثرت سے برابر رطب اللسان رہو، موافقِ فرصت و حال، تلاوتِ قرآنِ مجید سے "حظِ وافر" جمع کرلو، طولِ قرأت کے ساتھ نماز (نوافل) پڑھو اور تعلیم و تعلّم پر حریص رہو۔ جَآءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ط

مکتوب (۲۵) مولانا محمّد حنیف کے نام

بعدِ حمد و صلوٰۃ و ارسالِ سلامِ مسنون! ـــــ یہاں کے فقراء کے احوال واوضاع مستوجبِ حمد ہیں ـــــ مدّت سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا ـــ انتظار ہے ـــ اللہ تعالیٰ "عافیتِ صوری" اور "جمعیتِ معنوی" عطا فرمائے اور آفات سے مامون و محفوظ رکھے ـــ کمرِ ہمت "احیائے سنّت" کے لئے باندھو، ایسے وقت میں جب کہ "ظلماتِ بدعت" نے عالم کو گھیر رکھا ہے۔ خاص طور پر احیاءِ سنّت عظیم الشّان کام ہے ـ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے میری کسی سنّت کو اس کے مُردہ ہو جانے پر زندہ کیا، اس کو سَو شہیداں،

کا ثواب ملے گا" — یہ حدیث تم نے بھی سُنی ہوگی — اغنیاء کی صحبت پر راغب نہ ہونا — فقر کو عزیز جاننا اور ورع و تقویٰ کے جان و دل سے طالب بنے رہنا — کسی گناہ کو چھوٹا نہ جانو — اِس دُور افتادہ (کاتبِ تحریر) کو دعائے خیر میں یاد رکھو۔

ع "ایں کار دولت است کنوں تا کرا دہند"

والسلام علیکم!

مکتوب (۳۴) حاجی محمد عاشور بخاری[1] کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی — سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نیز صحابۂ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین — بہ برکتِ صحبتِ آنحضرت کمالِ زُہد، تبتّل، توکّل، انقطاع، صبر و قناعت وغیرہ اوصافِ حمیدہ سے موصوف تھے، اُن کے "قلب و قالب" کی "صورت و حقیقت" میں یہ نسبتیں اور یہ کمالات پوری طرح جلوہ آرا تھے — باقی تمام اُمّت کے افراد ہر چند سعیِ بسیار کریں اس درجۂ بلند کو نہیں پہنچ سکتے اور ان امور میں صحابہ کرام رض کے برابر نہیں ہو سکتے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ مشائخِ طبقۂ اعلیٰ کے "صورتِ قلب و قالب" پر یہ نسبتیں پرتو انداز ہو جائیں — اور انتہائی جد و جہد سے اکابر صحابہ سے مشارکتِ صوری حاصل ہو جائے۔

مکتوب (۳۶) مُلّا عبد الرزاق[2] کے نام

یہ مکتوب اٹھارہ سوالوں کے جوابات پر مشتمل ہے، یہاں تین سوالوں کے جوابات کا ترجمہ کیا جا رہا ہے۔

---

[1] آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے خلفاء میں سے ہیں۔ بہت مستقیم الاحوال تھے، پیر و مرشد آپ پر بہت مہربان تھے۔ مکتوباتِ معصومیہ کی ایک جلد آپ نے مرتب کی ہے۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم)

[2] آپ خواجہ محمد معصوم رح کے خلفاء میں سے ہیں۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔۔۔ صلاح آثار برادرم مُلّا عبدالرزّاق نے چند سوالات کئے ہیں، اُن کے جوابات حسبِ گنجائش فرصت لکھے جاتے ہیں:۔

پہلے اور چھٹے سوال کا ماحصل یہ ہے کہ بعضے اَوراد اور قرآن کی سورتیں جو "داخلۂ طریقہ" سے پہلے بطورِ وظیفہ وہ پڑھا کرتے تھے، آیا اُن اَوراد کو اب بھی پڑھا جائے یا نہیں ؛ نمازِ تہجّد و چاشت پہلے کی طرح اب بھی جاری رہے ؛ اور مطالعۂ کتبِ فقہ و کتبِ علم کلام اور بعض سورتوں کا حفظ اب بھی جاری رہے یا نہیں ؟

جواب یہ ہے کہ اہلِ طریقت مُبتدی کے لئے علاوہ فرائض و (واجبات) وسُنَنِ مؤکّدہ اور ذکرِ مقرّر کے اور کچھ تجویز نہیں کرتے ۔۔۔ اور میں مُبتدی کے لئے توسّع کر دیتا ہوں ۔ تمہارے لئے کہ تم درجۂ مُبتدی سے بہت کچھ ترقی کر گئے ہو ۔۔۔ بدرجۂ اولیٰ اجازت ہے کہ اورادِ مسنونہ علاوہ ذکر کے پڑھا کرو، نمازِ تہجد و چاشت، اوّابین اور اس کے علاوہ سنن زوائد بھی ادا کرو نمازِ تہجّد اور قیامِ لیل تو یہ کہنا چاہیئے کہ "ضروریاتِ طریقۂ صوفیاء" سے ہے ۔۔۔ تعلیم و تعلّم طریقت کے منافی نہیں ہے، بلکہ یہ کام نیتِ صالحہ کے ساتھ ہو تو نسبتِ باطنیہؔ کے لئے مؤیّد ہے، شوق سے کتبِ دینیہ کے مطالعہ میں مشغول رہو اور تعلیم و تعلّم کی طرف رغبت کرو ۔۔۔ البتہ ایک وقت مقرّر کر کے تعلیم و تعلّم کا اہم کام انجام دو اور باقی اوقات کو "ذکر و فکر" سے معمور کر دو ۔۔۔ قرآن کی سورتیں ضرور حفظ کرو۔

دوسرا سوال یہ کیا ہے کہ عوام میں جو یہ بات مشہور ہے کہ فرائض و سُنَن کے علاوہ کسی اور عمل کو بغیر کسی بزرگ کی اجازت کے نہ کیا جائے، یہ کہاں تک درست ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جو اعمالِ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اور وہ عام ہیں خصائصِ آنحضرتؐ " میں سے نہیں ہیں، اُن کو بہ نیتِ ثوابِ اُخروی انجام دینے میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے ؛ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مستقل "اذن" اور "سند" ہے تمام اُمت کے واسطے ۔

البتہ بعض اعمال و اذکار اور ادعیہ و رقیات جو حاجت برآری اور کشائشِ مشکلات کے لئے

Marfat.com

ہیں اُن کی تاثیر، مرشد یا اُستاد کی اجازت پر موقوف ہے۔

مکتوب (۴۹) حاجی حرمین میر غضنفرؒ کے نام۔

(حج کی مُبارکباد میں)

بعد الحمد والصّلوٰۃ ـــــ خدا کا شکر ہے کہ تم سعادت عظمیٰ کو پہنچے، حج و عمرہ ادا کیا، مقامات مقدسہ اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کی زیارت نصیب ہوئی اور اُس علاقے کی برکات سے حصّہ پایا۔ پھر عافیت کے ساتھ مع الجماعۃ مراجعت کی، ہمارے پاس جلد آؤ، ہم سراپا انتظار ہیں اور زائران کعبۂ مقصود کی برکات کے اُمیدوار ؏

"نشانِ آشنا داری بیا نزدیکِ من بنشیں"

والسّلام اَوّلاً و آخراً

مکتوب (۵۱) ایک صالحہ خاتون کے نام۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ سوال کیا تھا کہ اپنی حیات میں اپنی قبر بنالینا طریقۂ مسنونہ ہے یا نہیں؟

جواب یہ ہے کہ یہ عمل حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین و نیز کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت نہیں ہوا ہے، ہاں بعض سلف (مثلاً عمر بن عبد العزیزؒ) سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنی حیات میں قبر بنالی تھی ـــــ علماء کی اس بارے میں مختلف آراء ہیں، بعضے کراہت کے قائل ہوئے ہیں اور بعض بے کراہت جواز کے اور بعض استحباب کے۔

ایک سوال یہ تھا کہ عادتِ شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے میں کیا تھی؟

لہ میر غضنفر مخاطب بیکہ تاز خان۔ امرائے عالمگیر شاہی میں سے تھے، ۱۱ر رمضان ۱۰۹۱ھ کو اجمیر میں فوت ہوئے (تاریخ محمدی قلمی، رضا لائبریری رام پور) ـــــ روضۃ القیومیہ رکن دوم میں آپ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلفاء میں شمار کیا ہے۔ ۱۲

جواب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کھانا بقدرِ ضرورت تناول فرمایا کرتے تھے، اتنا کہ قوامِ بدن بن جائے، پیٹ بھر کر نہ کھاتے تھے —— روایتِ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شکم سیر ہو کر تناول نہیں فرمایا۔ مرغوب ترین طعام حضورؐ کے نزدیک وہ ہوتا تھا جس پر زیادہ ہاتھ واقع ہوں (زیادہ آدمی ساتھ بیٹھ کر کھائیں) یعنی جماعت کے ساتھ تناول فرماتے تھے، تنہا نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابنِ آدم کو چند لقمے کافی ہیں، جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں، اگر اتنے پر صبر نہیں کر سکتا تو پھر پیٹ کا تیسرا حصہ کھانے کے لئے ہو، ایک تہائی پانی کے لئے، اور ایک تہائی سانس لینے کے ہو۔ حضورؐ کھاتے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھتے تھے اور یہ عمل سنتِ مؤکدہ ہے۔

نیند —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدِ اعتدال کے ساتھ تھی، آپ کا دلِ مبارک نہ سوتا تھا، فقط آپ کی آنکھ سوتی تھی۔

لباسِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم —— چند نوع کا تھا۔ لباسِ نفیس بھی آپ نے زیبِ تن فرمایا ہے اور معمولی لباس بھی۔ سوتی کپڑا زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ اُونی بھی پہنا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ لباس میں آپ تکلف نہ فرماتے تھے، وقت پر جو میسر آ گیا پہن لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روزِ ولادت اور یومِ وفات پیر کا دن ہے، اس دن کے آخری حصے میں وفات ہوئی۔ منگل کا دن گذار کر شبِ چہار شنبہ کے نصف میں، اور ایک روایت کی رو سے آخری شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مبارک کو دفن کیا گیا۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرْبِ أَعْظُمُهُ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ[1]

رُوحِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ ۔۔۔ فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرِ مبارک بھی دریافت کی ہے، اس بارے میں چند اقوال ہیں۔ ایک قول کی رُو سے ساٹھ سال، ایک قول سے تریسٹھ سال اور یہی صحیح ترین قول ہے اور ایک قول

---

[1] اے وہ بہترین مدفون کہ جس کے استخوانہائے مبارک کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے معطّر ہو گئے۔ میری روح آپ کی اُس قبرِ مقدس پر فدا ہو جس میں آپ ساکن ہیں، اس قبرِ اقدس میں مجسّم جود و کرم موجود ہے۔

سے پینسٹھ سال۔ علماء نے ان اقوال کو اس طرح جمع کیا ہے، کہ جس نے (۶۳) سال کہے ہیں، اُس نے سالِ وِلادت اور سالِ وفات کا شمار نہیں کیا ہے اور جس نے (۶۵) سال لئے ہیں، اُس نے سالِ ولادت اور سالِ وفات کو بھی محسوب کر لیا ہے اور جس نے (۶۰) سال کا قول کیا ہے، اُس نے فقط دہائیوں کو لیا اور کسر کو چھوڑ دیا ہے ــــ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔

مکتوب (۵۳) حاجی شریفؒ کے نام ــــ (ملخصاً)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول (جو قرآنِ مجید میں ہے) فَأَخَافُ أَنْ يَّقْتُلُوْنِ (میں ڈرتا ہوں کہ فرعونی مجھے قتل کر دیں گے) تبلیغ سے عذر و انکار نہ تھا بلکہ بیانِ حال تھا اور اس طرف اشارہ تھا کہ میں قتل ہو جاؤں گا تو تبلیغ میرے ذریعہ سے نہ ہو سکے گی، اگر "عذر و ابا ہوتا" تو یہ کیوں فرماتے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۙ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ۠ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِيْ ۙ هٰرُوْنَ أَخِي ۙ اشْدُدْ بِهٖٓ أَزْرِيْ ۙ وَأَشْرِكْهُ فِيْٓ أَمْرِيْ ۙ (میری زبان کی گرہ کھول دے، تاکہ لوگ میری بات سمجھ لیں اور میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار اور شریکِ کار بنا دے)۔

مکتوب (۶۱) حافظ ابو القاسم[1] بن محمد مراد لاہوری[2] کے نام

بعد الحمد والصلوٰۃ ــــ صحیفۂ گرامی نے مشرف و مسرور کیا۔ چونکہ وہ "دیدِ قصور" اور "احوالِ ماضی و حال" کے تاسف پر مشتمل تھا اور وصول الی المطلوب کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اس لئے اس کو پڑھ کر مسرت پر مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس "احساسِ کوتاہی" کو اور زیادہ کر دے۔ عُجب و پندار سے رہائی دے۔ آتشِ شوق دل میں بھڑکا دے۔ اپنے تک

---

[1] آپ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے صاحبِ ارشاد و مشیخت خلیفہ تھے۔ (روضۂ رکن دوم)

[2] آپ کے والد مولانا محمد مراد لاہوری کے حالات نزہۃ الخواطر (جلد ۶) میں درج ہیں، آپ کے حالات نہ مل سکے۔

پہونچنے کے تمام موانع سے یکسو کرے اور طلب و محبت میں "یکجہت و یک رو" کر دے ۔
اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۔۔۔۔ مخدوما ۔۔ مقصدِ اعلیٰ اس فانی زندگی کے اندر "تحصیلِ معرفتِ حق" ہے اور معرفت دو قسم کی ہے :۔

۱۔ وہ معرفت جس کو علمائے عظام بیان کرتے ہیں ۔

۲۔ وہ معرفت جس کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں ۔

معرفت کی پہلی قسم نظر و استدلال سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری کشف و شہود سے ۔ پہلی قسم کی معرفت "دائرۂ علم" میں داخل ہے اور "تصور و تعقل" کے قبیل سے ہے اور دوسری معرفت "دائرۂ حال" میں داخل ہے اور "تحقق" کی جنس سے ہے ۔ پہلی قسم وجودِ عارف کو فنا کرنے والی نہیں ہے اور دوسری نوع وجودِ سالک کو فنا کرنے والی ہے ۔ پہلی قسم از قسمِ علمِ حصولی ہے اور دوسری از قبیلِ علمِ حضوری ۔ اس لئے کہ اس دوسری قسم کی معرفت میں نفسِ سالک فنا ہو جاتا ہے اور حق حاضر ہوتا ہے ۔ پہلی قسم میں حصولِ معرفت، منازعتِ نفس اور انکارِ نفس کی کشمکش کے ساتھ ساتھ ہے (اس لئے کہ نفس ابھی اپنی صفاتِ رذیلہ پر قائم ہے ۔ تمرّد و سرکشی سے باہر نہیں ہو سکا ہے) ۔ اس صورت میں اگر ایمان ہے تو محض "صورتِ ایمان" ہے ۔ اور اگر اعمال صالحہ ہیں تو "صورتِ اعمال صالحہ" (حقیقت ایمان و اعمال نہیں) وجہ یہی ہے کہ نفس ہنوز کفر میں مبتلا ہے اور مولیٰ تعالےٰ کی مخالفت کر رہا ہے ۔ اس ایمان کو "ایمانِ مجازی" کہتے ہیں ۔ یہ ایمانِ مجازی "زوال و خلل" سے محفوظ نہیں ہوتا ۔

دوسری معرفت چونکہ وجود سالک کو فنا کرتی ہے اور "اسلامِ نفس" کا نتیجہ بخشتی ہے، اس لئے اس منزل میں ایمان، زوال سے محفوظ اور خلل سے مامون ہوتا ہے ۔ "حقیقتِ ایمان" اس مقام پر ہوتی ہے اور "حقیقتِ اعمالِ صالحہ" بھی یہیں جلوہ گر ہوتی ہے ۔ حقیقت کبھی منتفی نہیں ہوا کرتی، اس کو بقا لازم ہے ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا[1] ۔۔۔۔ میں اسی ایمان کی طرف اشارہ ہے ۔ امام

---

[1] اے ایمان والو (حقیقی) ایمان پیدا کرو ۔

Marfat.com

احمد بن حنبلؒ اسی معرفت کے طالب تھے کہ علم و اجتہاد کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوتے ہوئے مشہور بزرگ حضرت بشر حافیؒ کی رکاب کے ساتھ خادمانہ طریقے پر چلتے تھے۔ لوگوں نے اس ادب و احترام کا سبب دریافت کیا تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ "بشر کو خدا کی معرفت مجھ سے زیادہ حاصل ہے۔"

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی عمر کے اخیر دو سال میں اسی مقصدِ اعلیٰ کی تکمیل کی۔ اور ان کا مشہور مقولہ ہے۔ "لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ" (اگر تکمیل مقصد کے یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا)۔ دیکھو اعمال میں وہ کتنا اونچا درجہ پہلے ہی سے رکھتے تھے۔ اجتہاد و استنباط کی برابر کونسا عمل ہو سکتا ہے اور درس و تعلیم کے پائے کو کون سی طاعت پہنچ سکتی ہے (مگر پھر بھی وہ تکمیل کی طرف مائل ہوئے)۔

جاننا چاہیئے کہ "قبولیتِ اعمال" پورے طریقے پر "کمالِ ایمان" کے بقدر ہے۔ اور "نورانیتِ اعمال" "کمالِ اخلاص" سے ہے جتنا ایمان کامل تر اور اخلاص تمام تر ہوگا، اعمال میں نورانیت و قبولیت اُسی قدر ہوگی۔ کمالِ ایمان اور کمالِ اخلاص "معرفت" کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ معرفت فنا کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو فنا میں راسخ تر ہوگا۔ ایمان میں کامل تر ہوگا۔ اسی وجہ سے ایمانِ صدیقِ اکبرؓ ایمانِ اُمّت پر راجح ہے۔ حضرت صدیقِ اکبرؓ "فنا" میں فردِ کامل تھے۔

اِس طویل تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ہوشمند پر لازم ہے کہ وہ مقصدِ اصلی میں سچے دل سے غور و تامّل کرے۔ جس کسی کو معرفتِ مذکورہ حاصل ہے۔ وہ لائقِ مبارکباد ہے۔ اُس نے "مقصدِ آفرینش" پورا کر لیا اور کمالِ عبادت کے ساتھ زندگی گذار دی۔

ارشادِ باری ہے۔ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[1]۔ یہاں عبادت سے مراد معرفت ہے — جس کسی کو یہ معرفت حاصل نہیں ہے۔ وہ جان و دل سے اس کی طلب میں کوشش کرے اور جس جگہ اس کی خوشبو سونگھے، وہاں پہنچے۔ افسوس کہ جو چیز فانی زندگی میں مطلوب ہے اُسے انسان حاصل نہ کرے اور دوسرے لایعنی اُمور میں مصروف ہو۔ ایسا شخص

---

[1] ہم نے جنّ اور انسان کو اطاعت و فرمانبرداری کے لئے پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

کل بروزِ قیامت کس طرح زبانِ عذر کھول سکے گا؟ ؎

ترسم کہ یار با ما نا آشنا بماند　　　تا دامنِ قیامت ایں غم بما بماند

مکتوب (۶۲) حاجی مصطفٰے[1] کے نام

تم نے بعض مادی چیزوں کے حاصل نہ ہونے کے بارے میں لکھا ہے، اللہ تعالٰے جو کرتا ہے وہ بہتر ہے۔ تمام اُمور کو اللہ تعالٰے کے سپرد کردو اور مادی اشیاء کے حصول میں خواہ مخواہ مشقت مت جھیلو۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ[2]۔ یاد رکھو کہ ہماری عزت "ایمان و معرفت" کے ساتھ وابستہ ہے۔ مال و جاہ کے ساتھ نہیں، تکمیلِ ایمان میں کوشش کرو اور مراتبِ معرفت حاصل کرنے میں پوری جدوجہد کرو۔ جتنا بھی اس مقصدِ اعلےٰ میں مشقت جھیلوگے اُتنا ہی زیادہ مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "جو شخص اپنے تمام غموں کو ایک غم یعنی غمِ آخرت بنادے گا، اللہ تعالےٰ اس کے تمام غموں کو دُور کردے گا۔"

مکتوب (۶۳) شیخ عرب[3] کے نام

جس کے دو دن مساوی گذریں (اگلے دن پہلے دن کے مقابلہ میں کوئی دینی ترقی نہیں کی) وہ گھاٹے میں ہے، اپنے اوقات کو وظائف و طاعات میں مصروف رکھو۔ اس فرصتِ قلیلہ

---

[1] آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رح کے خلفاء میں سے ہیں، بنگالہ میں آپ کو قبولیتِ تام حاصل ہوئی۔ رَوضۃ القیومیہ میں آپ کو حاجی مصطفٰے بنگالی لکھا گیا ہے۔ (روضہ رکن دوم)

[2] کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں؟

[3] شیخ عرب۔ آپ شیخ نور رح فرزند اخون درویزہ رح خلیفہ شیخ آدم بنوری رح کے مخصوص مرید تھے صبح و شام درسِ مکتوباتِ مجدد الف ثانی رح میں مشغول رہتے تھے۔ (روضہ رکن اول ص ۲۵۳) تاریخِ محمدی میں ۱۰۹۶ھ کے تحت ایک شخصیت عرب شیخ نام کی ملتی ہے، جس کے متعلق یہ الفاظ ہیں۔ عرب شیخ مخاطب بہ مغل خاں ابنِ طاہر خاں از امرائے عالمگیر شاہی ۲۲ شعبان (۱۰۹۶ھ) در

کو "تعمیرِ باطن" اور "تنویرِ قلب" میں لگا دو "تعمیرِ ظاہر" "تخریبِ باطن" کا سبب ہے اور "تخریبِ ظاہر" "تعمیرِ باطن" کا۔ اور ہم بوالہوس تعمیرِ ظاہر ہی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ بھلا باطن کی ایسی صورت میں کیا خاک خبر گیری ہو سکے گی۔

مکتوب (۶۷) حافظ محمد محسن[1] رح (دہلوی) کے نام

بعد الحمد والصلوٰۃ و تبلیغ الدعوات۔ مکتوب مرغوب کے ورود سے، جو ازراہِ محبت اس مسکین کے نام زد تھا، مسرور ہوا۔ چونکہ "احوالِ عالیہ" اور "اذواقِ سَنِیَّہ" پر مشتمل تھا اس لئے اس نے مسرت پر مسرت بخشی۔ تم نے لکھا تھا کہ کبھی کبھی ایک "نسبت" وارد ہوتی ہے یعنی ایک نورِ محض ظاہر ہوتا ہے اور خود کو اس نور میں گم پاتا ہوں، اس نسبت کا نام سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا رکھا جائے؟ اس پر نور کا اطلاق اس کی حقیقت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ہے، ورنہ وہ ایسا امر ہے کہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ کسی چیز سے اس کی تعبیر نہیں کی جا سکتی اور اس "مرتبۂ مقدسہ" کے ظہور سے عجز و حیرت کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

مخدوما! حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ نے "مراتبِ تعینات" کے اوپر ایک اور مرتبہ

صوبہ داری مالوہ فوت شد۔ (تاریخ محمدی قلمی رضا لائبریری رام پور)۔

مآثر الامراء جلد سوم میں عرب شیخ نام کے ان ہی امیر کا تذکرہ مفصل طور پر ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مغل خاں عرب شیخ پسر طاہر خاں بلخی۔ ان کا مغل خاں خطاب تھا۔ عہدِ عالمگیری کے منصب دار تھے، دربارِ عالمگیری میں سال بہ سال ترقی کرتے رہے۔ آخر میں صوبہ دارِ مالوہ ہوئے اور منصب ۳ ہزار دو پانصدی و ۳ ہزار سوار سے ممتاز ہوئے۔ ۱۰۹۶ھ میں انتقال ہوا۔

[1] آپ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کی اولاد سے تھے۔ خواجہ محمد معصوم رح کے بلند پایہ خلیفہ اور جامعِ علومِ عقلیہ و نقلیہ تھے۔ اپنے زمانہ کے دہلی کے تمام علماء سے فائق تھے۔ ان سے حضرت نور محمد بدایونی رح اور دیگر حضرات نے اخذِ فیض کیا۔ ۱۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ مزار دہلی میں مقبرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کے غرب میں ایک چبوترہ پر ہے۔ (تذکرہ علماء ہند و مزارات اولیاء دہلی و نزہۃ الخواطر جلد ۶)

بھی بیان کیا ہے اور اس کو "نورِ صرف" سے تعبیر کیا ہے۔ نیز اس کو "حقیقتِ کعبہ" قرار دیا ہے، تم جو چیز محسوس کرتے ہو، اگر وہی حقیقت ہے جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے تو زہے سعادت۔ اُس کا سایہ بھی ہے تب بھی غنیمت ہے۔ الغرض جو کچھ بھی ہے کبریتِ احمر ہے، اس نسبت کی اصلیت اور بلندی کی وجہ سے ہی یہ بات ہے جو تم نے لکھی ہے کہ اکثر اوقات یہ نسبت نماز میں وارد ہوتی ہے، بالخصوص نمازِ فرض میں، جو بجماعت ادا کی گئی ہو فراغتِ نماز کے بعد بھی جب تک محلِ نماز میں بیٹھے رہتے ہو یہ حالت باقی رہتی ہے۔ بعد ازاں چھپ جاتی ہے۔

مخدوما! — نماز معراجِ مومن ہے، اور نمونہ "حالتِ معراجیہ" ہے۔ ساجد، اللہ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے الخ تم نے یہ حدیث سُنی ہوگی۔ نیز حدیث میں آیا ہے۔ بندہ جب کہ نماز میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے الخ پھر فرائض کی خصوصیت جُداگانہ ہے اور جماعت نورٌ علیٰ نور ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نور سے روشن و منور کر دے گا جو اندھیروں میں مسجد کی طرف جاتے ہیں"۔ (اس کے بعد چند احادیث مسجد میں جانے اور مسجد میں نماز با جماعت پڑھنے کی فضیلت اور ثواب کے بیان میں تحریر کی ہیں) لکھا تھا کہ جو ترقی تلاوتِ قرآنِ مجید میں مفہوم ہوتی ہے، وہ دوسری چیزوں میں کم ہے۔ خصوصاً وہ تلاوت جو نماز میں طولِ قنوت کے ساتھ کی جاتی ہے۔ ہاں — یہ ترقی، تلاوت و نماز دونوں کا (مجموعی) نتیجہ ہے — کلام، صفتِ حقیقی ہے۔ اپنے موصوف سے جُدا نہیں ہوا کرتا۔ اس صفت سے تعلق رکھنا موصوف سے کمالِ تقرب کا باعث ہے۔ والسلام

مکتوب (۶۹) محمد باقرؒ فتح آبادی کے نام

تم نے دریافت کیا تھا، کہ حضرت حق جل مجدہٗ کا عشق از راہِ "دیدن" ہے یا از راہِ "دانستن"

ل؎ اعظم خاں میر محمد باقر عرف ارادت خاں، سادات میں سے تھے۔ پہلے جہانگیر کے یہاں پھر شاہجہان

(جواب یہ ہے کہ) ازراہِ دیدن نہیں، کیونکہ دیدار کا وعدہ تو آخرت میں ہے۔ ازراہِ "شنیدن و دانستن" ہے ہے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کیں دولت از گفتار خیزد

تم نے یہ بھی معلوم کیا تھا کہ اگر ازراہِ دانستن ہے تو ہم خدائے تعالیٰ پر جیسا کہ وہ اپنے اسماء و صفات کے ساتھ ہے ایمان لاتے ہیں، پھر کونسی وجہ ہے کہ باوجود اس "دانستن و شناختن" کے عشقِ مجازی کی برابر بیقراری اور بے آرامی ہمارے اندر نہیں اور نہ ویسی آتشِ شوق ہمارے دلوں میں بھڑکتی ہے۔ (جواب) اس کی دو وجوہ ہیں۔ وجہ اوّل یہ ہے کہ محض "دانستن" موجبِ عشق نہیں ہوتا، اگر محض جاننا عشق کے لئے کافی ہوتا تو تمام مسلمان عاشق و شیدا ہونے چاہئے تھے اور وہ اپنے وجود اور اپنے غیر سے کلیۃً آزاد ہوتے کیونکہ یہ چیز لازمۂ عشق ہے۔ درحقیقت عشق و "گرفتاریِ دل" عطیۂ ربانی ہے، اگرچہ اس عشق کا ترتب "دانستن" پر ہی ہوتا ہے مگر عالمِ اسباب میں یہ عشق سلوک و ریاضت سے وابستہ ہے اور (ساتھ ہی ساتھ) ایسے شیخِ کامل کی صحبت کی بھی ضرورت ہے جو مقاماتِ "سلوک و جذبہ" طے کئے ہوئے ہو۔ وہ معرفت جس کے ساتھ صوفیاءِ کرام ممتاز ہیں، اسی عشق و ولولہ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ وجہ دوئم یہ ہے کہ وہ عشق جو "مراتبِ بیچونی" سے تعلق رکھتا ہے اس میں بے کیفی ہوتی ہے اور وہ باطن ہی کا حصہ ہوتا ہے، ظاہر تک وہ سرایت کم کرتا ہے کیونکہ ظاہر سراسر "بیچونی" کے خلاف ہے، اس کے برعکس عشقِ مجازی "چوں و چند" سے متعلق ہے اور یہ ظاہر کا حصہ ہے، اس کے آثار ظاہر میں زیادہ ہوتے ہیں (بیقراری، بے آرامی، آہ و نعرہ وغیرہ) عشقِ حقیقی

(صفحہ کا بقیہ حاشیہ) کے یہاں منصب دار رہے۔ شاہجہان جب برہانپور آئے تو ان کو مقابلہ خان جہاں لودی اور تسخیرِ مملکتِ نظامِ شاہیہ کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے دونوں کام انجام دیئے۔ دھارور کے قلعہ کو فتح کیا اور اس کا فتح آباد نام رکھا، (غالباً اسی وجہ سے فتح آبادی کہلاتے ہوں)۔ آخر میں جونپور کی حراست ان کے سپرد ہوئی اور وہیں ۱۰۵۹ھ میں ۷۰ سال کی عمر پاکر انتقال کیا۔ "اعظمِ اولیا" تاریخِ وفات ہے۔ جونپور میں دریا کے کنارے ایک باغ نصب کیا تھا، اسی میں دفن ہوئے۔ (ماثر الامراء جلد اوّل)

بے کیست ہے اور عشقِ مجازی والے آثار اس میں کم ہوتے ہیں، عشقِ حقیقی کا اثر فنا فی المحبوب ہونا اور ما سوا سے آزادی ہے۔ یہ حقیقتِ عشق ہے اور عشقِ مجازی صورتِ عشق ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ عشقِ مجازی میں، محب و محبوب کے درمیان مناسبتِ صوری موجود ہے، اس لیے اس کے آثار بھی صورت میں زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔ عشقِ حقیقی میں مناسبتِ صوری مفقود ہے" لہٰذا اس کے آثار بھی ظاہر میں کم پائے جاتے ہیں۔ عشقِ حقیقی فنا و بقا تک پہنچاتا ہے جو مقاماتِ باطن سے ہیں۔ ہاں "مقاماتِ ظل" میں مناسبت، درمیان محب و محبوب حقیقی پائی جاتی ہے۔ اگر یہاں اس کے آثار کچھ نہ کچھ ظاہر میں نمودار ہو جائیں تو البتہ گنجائش ہے، اسی وجہ سے عشقِ حقیقی میں بھی کبھی کبھی چیخ پکار اور نعرہ یہ چیزیں پائی جاتی ہیں جب معاملہ "ظل" سے اوپر کو چلتا ہے اور غیب الغیب پر بات پہنچتی ہے تو اس منزل میں بےچینی اور بے آرامی کم ہو جاتی ہے، چنانچہ "کمالاتِ نبوت" کے مقام میں محبت بمعنیٰ" ارادہ طاعت رہ جاتی ہے اور بس، بے آرامی و بے چینی اس میں نہیں ہوتی، یہ محبت اس طرح کی ہوتی ہے جیسا کہ ہر کسی کو اپنی ذات کے ساتھ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ نازک و لطیف، اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے وجود سے زیادہ بظاہر کوئی محبوب نہیں، اِلّا ماشاءاللہ۔ پھر بھی اس سلسلے میں کوئی بے آرامی اور تڑپ نہیں پائی جاتی۔ تم نے لکھا تھا کہ توفیقِ عبادتِ خدائے تعالیٰ میں اپنے کو بہت قاصر و عاجز پاتا ہوں، اُمورِ اخروی کے انجام دینے کی قدرت بہت کم دیکھتا ہوں۔

مخدوما! تم نے یہ جو کچھ لکھا ہے، گویا اس فقیر کی بجنسہٖ ترجمانی ہے، میں خود اپنی بے توفیقی کا تم سے کیا اظہار کروں۔ اس ناکارہ سے علاج طلب کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عاریت طلب کرنے والے سے عاریت طلب کرنا، یا کسی محتاج و مفلس سے سوال کرنا۔ یہاں تو طبیب خود بیمار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے اور مراتبِ کمال کی طرف رہنمائی کرے۔ والسلام

مکتوب (۷۱) شیخ مظفر کے نام

الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ —— اللہ تعالیٰ "ابوابِ فیوض" کو ہمیشہ

Marfat.com

مفتوح رکھے — تمہارا مکتوب پہنچا۔ باعثِ مسرت ہوا۔ تم نے اظہارِ اشتیاقِ ملاقات کیا ہے اس جانب سے بھی اپنی ملاقات کا اشتیاق تصور کرو۔ مخدوما! اتباعِ سنت میں جان و دل سے کوشش کرو۔

سرورِ دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادات و عبادات کے جزو و کل میں تشبہ کو سعادتِ عظمیٰ سمجھو، یہی چیز "برکات" کا ثمرہ دیتی ہے، اور یہی "درجاتِ عالیہ" کا نتیجہ بخشتی ہے۔ محبوب کی شکل اختیار کرنے والے بھی محبوب و مرغوب بن جاتے ہیں، اس حقیقت کی گواہ یہ آیتِ کریمہ ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (اے محبوبؐ! کہہ دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو (اس اتباع کی برکت سے) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ (اور تم ترقی کرکے اللہ کے محبوب بن جاؤ گے)

اپنے اوقات کو معمور رکھو، نماز کو طولِ قنوت کے ساتھ ادا کرو اور کالی کالی راتوں کو گریہ و استغفار سے روشن کردو، کلمۂ طیبہ کی اتنی تکرار کرو کہ سوائے مرادِ حق کے تمام مرادوں سے دل خالی ہوجائے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب (۷۴) شیخ بایزیدؒ (سہارنپوری) کے نام

(سفرِ حج بیت اللہ کا ارادہ ہوجانے پر)

اللہ تعالیٰ تم کو ماسوا کی غلامی سے آزاد، اور جذباتِ معنویہ سے لذت یاب کرے، تمہارا مکتوب پہنچا، سببِ مسرت ہوا۔

لہ آپ شیخ بدیع الدین انصاری سہارنپوری (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ) کے صاحبزادے تھے اپنے والد سے تحصیلِ علم کرکے سرہند پہنچے، وہاں حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہوئے۔ اور اذکار طریقہ میں مشغول رہ کر روحانی فوائد حاصل کئے۔ بالآخر حضرت خواجہ سرہندیؒ نے ان کو خلافت عطا کی اور یہ سہارنپور آکر مسندِ ارشاد پر متمکن ہوگئے۔ آپ سے بہت سے مشاہیر نے سلوک طے کیا۔ قانع و متوکل تھے۔ درس و افادہ میں مشغول رہتے تھے۔ پیر کے دن ۱۰۸۰ھ میں انتقال کیا، قبر سہارنپور میں ہے۔ (نزہۃ الخواطر جلد ۵)

Marfat.com

مخدوما! اُمید ہے کہ ماہ ذی الحجہ کے آخر میں ۲۰ سے لے کر ۲۹ تک کسی تاریخ میں سرہند سے (حج کے لئے) روانگی ہوگی اور بندرگاہِ سورت سے کعبۂ مقصود تک رسائی میسر آئے گی ؎

تا درمیانہ خواستۂ کردگار چیست

عقل ہر چند عالمِ اسباب پر نظر کر کے پابندِ اسباب ہوتی ہے لیکن عشقِ باری تعالیٰ کے راستے میں بندشِ عقل سے باہر آجانا چاہیئے اور اپنی نظر تمام تر مسبب الاسباب پر جا دینا چاہیئے، کسی نے بہت اچھا کہا ہے ؎

دل اندر زلفِ لیلیٰ بند و کار از عقلِ مجنوں کن　　که عاشق را زیاں دارد مقالاتِ خردمندی

جو خواب تم نے دیکھا ہے وہ بہت عمدہ ہے، اللہ تعالےٰ اُمورِ منتظرہ کو قوت سے فعل میں لے آئے، طلب میں گرمی عطا فرمائے اور ما سوا سے چھٹکارا دے اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ

ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ "تصوّف، اضطراب کا نام ہے، جب سکون آیا، تصوّف نہ رہا"

مرید کو اس صفت پر ہونا چاہیئے جو اس آیۂ کریمہ میں مذکور ہے :۔

"حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ" ۔۔ (سورۂ توبہ)

(یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور ان کی جانیں ان پر تنگ ہوئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب کوئی پناہ نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف)۔

اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ تم بھی مجھ کو خدا کے سپرد کرو۔ دعائے سلامتیٔ خاتمہ سے یاد رکھنا ؎

گر بماندیم زندہ، بردوزیم　　دامنے کز فراق چاک شدہ
ور بمردیم عذرِ ما بپذیر　　اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

والسلام اوّلاً و آخراً

مکتوب (۵) سلسلے کی ایک مستورہ کے نام

(تعزیت و نصیحت میں)

ہمشیرۂ عفیفہ محترمہ کو لکھتا ہوں کہ — خبرِ وحشت اثر (غالباً مکتوب الیہا کے شوہر کے انتقال کی خبر) کو سُن کر کیا بتاؤں کتنا صدمہ ہوا۔ لیکن چونکہ ارادۂ الٰہی یوں ہی تھا۔ اس لئے سوائے صبر و شکیبائی چارہ نہیں ہے اور بجز تسلیم و رضا مفر نہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ تمہاری دُنیا چلی گئی، اللہ تعالیٰ تم کو آخرت دیدے، اور اپنی محبت عطا فرمائے، اپنی آشنائی بخشے اور ماسوا سے رہا کردے۔

اوقات کو یادِ حق سے معمور رکھو اور گذرے ہوؤں کو دُعا و ایصالِ ثواب میں یاد رکھو، آج یا کل ہم بھی اسی جماعتِ رفتگاں سے ملحق ہوں گے اور اپنے خانماں سے جُدا ہو جائیں گے اور "فرزندان و خویشاں" کو الوداع کہیں گے۔ توشۂ آخرت کو مہیا کرو، قبر و قیامت کو نصب العین بناؤ — اللہ تعالیٰ تم کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور جمعیتِ ظاہر و باطن عنایت کرے۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔

مکتوب (۷۹) میرک معین الدینؒ[۱] کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْاَنَامِ وَعَلٰی اٰلِہِ الْکِرَامِ وَصَحْبِہِ الْعِظَامِ

۱؎ میرک معین الدین احمد۔ مآثر الامراء جلد اول میں تقریباً دس صفحات پر آپ کا مفصل تذکرہ ہے۔ شروع میں صاحبِ مآثر الامراء نے جو کلمات آپ کی شان میں لکھے ہیں، اُن کو بجنسہٖ نقل کرکے باقی حالات کا خلاصہ لکھا جائے گا۔

"خان آمرزش نشان میرک معین الدین احمد، امانت خاں خوافی، راستی منش، درستی آئین دیدہ ور، حقیقت بیں، فقیر مشرب، غنی مزاج، فرشتہ خوئے قدس امتزاج، پسندیدہ شیم، ستودہ اخلاق، صاحبِ مروت، بلند وفاق، سعادت سیمائے عالی فطرت، صافی ضمیر، والا فکرت، مؤسس قواعدِ دیانت و امانت، مشید بنیان فتوت و سماحت نیکو رائے خیر اندیش، کم کینہ و مہر بیش"۔

باقی صفحہ ۵۱ پر

"صحیفۂ گرامی" پہنچا، مسرت ہوئی، چونکہ وہ شوق و طلب پر مشتمل تھا، اس لئے مسرت میں اور اضافہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ "آتشِ شوق" کو مشتعل اور "شعلۂ طلب" کو سربلند کردے، تاکہ ماسوا سے چھٹکارا ملے اور خوشبوئے مطلوب مشامِ جان میں پہنچے ؎

عشق آں شعلہ است کو چوں برفروخت ۔۔۔ ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

جس قدر بھی شوق و طلب ہو غنیمت ہے اور اُمید بخش ـــــــــ ۔

ان کے اسلاف کا وطن بلدۂ ہرات تھا، ان کے جدِ کلاں میر حسن قصبہ خواف میں آ رہے تھے۔ میر حسن کے بیٹے میرک کمال اپنے لڑکے میرک حسین کے ساتھ عہدِ اکبری میں ہندوستان آ گئے تھے۔ میرک حسین جنت مکانی (جہانگیر) کے دربار میں عزت یافتہ ہوئے، عہدِ شاہجہانی میں دیوانی دکن ان کے سپرد ہوئی، پھر والیٔ بلخ کے پاس بحیثیتِ سفیر بھیجے گئے تھے۔ ان میرک حسین کے خلف ارشد میرک معین الدین تھے۔ باپ کی وفات کے وقت یہ نو عمر تھے، بعد تحصیل علوم رسمیہ، نوکری بادشاہ پر فائز ہوئے۔ ۱۰۵۰ھ میں (بعہد شاہجہان) بخشی گری اور واقع نویسی صوبۂ اجمیر کا کام ان کے سپرد ہوا، پھر دکن چلے گئے۔ شیخ معروف بھکری نے اپنی تالیف ذخیرۃ الخوانین میں (جو ۱۰۶۰ھ کی تصنیف ہے) لکھا ہے کہ "میرک معین الدین پسر میرک حسین خوافی کے باپ دادا کی بزرگی آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ میرک معین الدین اس عالمِ جوانی میں فہم و فراست اور حُسنِ خط کے اندر بہرۂ کامل رکھتے ہیں"۔ شاہجہانی جلوس کے اٹھائیسویں سال داراشکوہ کی ہمراہی میں جنگِ قندھار کے لئے متعین ہوئے۔ وہاں سے لوٹنے پر اُسی سال (مطابق ۱۰۶۴ھ میں) شاہجہان کی طرف سے خدمتِ دیوانی و بخشی گری اور واقعہ نویسی صوبۂ ملتان سے ممتاز ہوئے۔ بہت زمانے وہاں رہے۔ پنجاب کی پبلک آپ کے صلاح و تقویٰ کو دیکھ کر مریدوں کی طرح پیش آتی تھی اور اب تک (بارھویں صدی کے آخر تک) آپ میرک جیو کے نام سے وہاں کے لوگوں کی زبان پر ہیں۔ ملتان سے دو کوس کے فاصلے پر ایک باغ اور حویلی بنائی جو "کوٹلہ میرک جیو" کے نام سے مشہور ہے۔ عہدِ عالمگیری میں آپ کو دیوانی کابل ملی اور خطاب امانت خاں سے نوازے گئے، منصب میں بھی اضافہ ہوا۔ بعدہٗ یہ کسی وجہ سے مستعفی ہو گئے۔ مگر چونکہ ان کا نقشِ امانت عالمگیرؒ کے دل پر ثبت تھا، اس لئے فوراً خدمتِ حراستِ دارالسلطنت لاہور اور وہاں کی قلعہ داری تفویض کی اور رخصت

باقی صفحہ ۹۲

Marfat.com

اس صحیفے میں گم شدہ "نسبت" کے حصول کی درخواست بھی کی گئی ہے ۔ مخدوما ! جو کچھ طالب کو ضروری ہے ' یہ ہے کہ اظہارِ طلب اور جو لوازمِ طلب ہیں ۔ اُن کا اظہار شیخ سے کر دے مگر "طریقِ وصول" کا تعین شیخ کے حوالے کرے ۔ مریض کے ذمّے بس اپنے مرض کا حال حاذق طبیب سے بیان کرنا ہے ۔ ازالۂ مرض کے طریقے کا تعین چاہنا (کس طرح اور کیا علاج ہوگا)

کے وقت دیوانیٔ صوبۂ لاہور بھی عطا کی ۔ لاہور میں بھی حویلی خوافی پورہ اور چوک کلاں کے متصل حویلی و حمام تعمیر کئے ۔ بائیسویں سال جلوسِ عالمگیری میں جب کہ بادشاہ اجمیر میں خیمہ زن تھے ۔ آپ نے دیوانیٔ صوبجاتِ دکن سے امتیاز حاصل کیا ۔ پچیسویں سالِ عالمگیری میں خجستہ بنیاد اورنگ آباد میں ورودِ شاہی ہوا تو حویلی نظام شاہ مشہور بہ سبز بنگلہ ' میرک معین الدین کا محلِ سکونت رہا ۔ اس کے بعد میرک نے چاہا کہ گڑھی ہرسول میں جو اورنگ آباد سے دو کوس ہے ۔ ملتان کی طرح اپنی بود و باش کے لئے جگہ بنائیں ۔ بادشاہ نے حویلی ملک عنبر کو جو متصل شاہ گنج ہے ان کے لیے تجویز کیا ۔ وہ جگہ بھی کوٹلہ کے نام سے مشہور ہے ۔ میرک معین کا انتقال ۱۰۹۵ھ میں ہوا ۔ شہر اورنگ آباد کے جنوب میں نزدیک درگاہ شاہ نور حمامیؒ دفن ہوئے ۔ "سید بہشتی شد" سے تاریخ وفات نکلتی ہے ۔ حقائق آگاہ میاں شاہ نور حمامیؒ فرمایا کرتے تھے کہ : "لوگ جو چیز مجھ سے طلب کرنے آتے ہیں وہ یہ "بابائے پیر" اپنے پاس رکھتے ہیں ۔" اشارہ میرک معین الدین احمدؒ کی طرف ہوتا تھا ۔

خوافی خاں صاحبِ "تاریخ لُبِّ لباب" نے لکھا ہے ۔ "واقعی ایسا دیانت دار جو اپنی ترقی کو ملحوظ نہ رکھے اور رفاہِ خلق کو کفایتِ سرکار سے بھی زیادہ ملحوظ رکھے اور جس کی حکومت میں کسی کو کبھی مالی و جانی نقصان نہ پہنچا ہو ' بجز امانت خاں (میرک معین احمدؒ) کے کم سُنا اور دیکھا گیا ہے ۔" عمّالِ مطالبہ دار اور زمینداران نادار جیل خانے میں قریب بہ ہلاکت ہو جایا کرتے تھے ' اُن کو جیل میں رکھنے سے سوائے بدنامیٔ سرکار کے اور کچھ فائدہ نہ تھا ۔ اسی وجہ سے میرک معین الدین احمدؒ ان معزز قیدیوں کو قسطوں کے وعدے پر چھوڑ دیا کرتے تھے ۔ چنانچہ لاہور میں ایک مرتبہ اس طریقے سے دو لاکھ روپیہ کے نقصان کی خبر اخبار نویسوں نے پہنچائی ۔ بادشاہ کو اس خبر سے کچھ گرانی ہوئی ۔ لیکن جب حقیقتِ حال پر مطّلع ہوئے تو تحسین فرمائی دکن میں بھی دس بارہ لاکھ روپیہ کئی سال کا بقایا رعایائے سقیم الحال پر چلا آرہا تھا ' جس کے وصول کرنے

باقی صفحہ ۵۵ پر

بالکل غلط بات ہے ۔ کرما! "افادہ و استفادہ" کا دار و مدار صحبتِ شیخ پر ہے ۔ ایک مستعد طالب اپنی استعداد و محبت کے مطابق کسی شیخ کامل کے باطن سے فیضیاب ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ "رذائل اوصاف" سے خالی ہو کر "برنگ شیخ کامل" ظہور پذیر ہو جاتا ہے ۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ فنافی الشیخ ہونا ہی فنافی اللہ کا مقدمہ ہے ۔ اگر صحبت میسّر نہ ہو تب بھی خالی محبت سے شیخ کی توجہ کے بقدر بہرہ یاب ہو سکے گا۔ لیکن صحبت یافتہ اور غیر صحبت یافتہ میں بہت بڑا فرق ہے ۔

(دیکھو حضرت اویس قرنیؒ ہر چند آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باطنِ مبارک سے نفع مند ہوئے اور اعلیٰ درجۂ ولایت کو پہنچے، لیکن مرتبۂ صحابہؓ کو نہ پہنچ سکے ۔ ہاں خیر التابعین ضرور ہو گئے ۔ تم کو فقراء سے جو محبت ہے اس کو نعمتِ عظمیٰ تصور کرو اور اس دولت میں اضافہ کی فکر کرو ــــ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (انسان کا حشر اُس کے ساتھ ہو گا، جس سے وہ محبت رکھتا ہے) یہ حدیث تم نے سُنی ہو گی ۔

اُمید ہے کہ فقراء کے باطن سے بہرۂ کامل حاصل کرو گے اور "فیض مند" ہو گے ــــ یہ فقیر اپنے اندر اتنی لیاقت نہیں دیکھتا کہ تم کسی "امرِ عظیم" کی درخواست مجھ سے کرو ۔ لیکن چونکہ از راہِ حسنِ ظن لکھا ہے، اس لیے اُمید ہے کہ تمہارے اس ظن کے مطابق اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ معاملہ ہو اور ویرانے سے خزانہ برآمد ہو جائے ۔ یہ بھی حدیثِ قُدسی ہے ۔

کے لئے ہر سال احدیان و منصب داران مقرر ہوتے تھے ۔ میرک معین الدین احمدؒ نے یہ تمام بقایا یک قلم معاف کر دیا ۔ ایک دن عالمگیرؒ بادشاہ میرک معین الدین احمد کی دیانت کی تعریف کر رہے تھے ۔ انہوں نے عرض کیا کہ "سرکار! میری برابر تو کوئی بھی خائن نہ ہو گا ۔ ہر سال ولی نعمت کے مال کو باقی داروں پر معاف کر دیتا ہوں" ۔ بادشاہ نے فرمایا ۔ "میں جانتا ہوں کہ تم میرا خزانۂ آخرت معمور کر رہے ہو" ــــ

میرک معین الدین احمد، اوضاعِ معیشت میں ضوابطِ اغنیاء سے بیگانہ اور دنیا داروں کے تکلفات سے ناآشنا تھے ۔ کتاب شرعۃ الاسلام (جو آدابِ شریعت میں ایک کتاب ہے) کا ترجمہ آپ کی مؤلفات میں سے ہے ۔ خطِ شکستہ اور خطِ نستعلیق میں مہارت رکھتے تھے ۔ آپ کے سات لڑکے اور سات لڑکیاں تھیں تقریباً سب سے اولاد کثیر ہوئی ۔ (ماخوذ از مآثر الامراء ۔ جلد اوّل صفحہ ۲۵ تا صفحہ ۲۶ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی)

Marfat.com

"اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" (میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں) - بہر حال میں توجہِ غائبانہ سے دریغ نہیں کروں گا، انشاءاللہ تعالیٰ - اپنے اوقات کو طاعات میں مشغول رکھو، لہو ولعب سے بچتے رہو - "بیوفائی دنیا" "احوالِ گور" اور "ہولِ قیامت" کو پیشِ نظر رکھو - اور نجات کو اتباعِ سنّت واجتناب از بدعت میں یقین کرو - اہلِ بدعت اور ملاحدہ سے تعلقِ صحبت نہ رکھنا، اس لئے کہ یہ لوگ دین کے چور ہیں - جو فقیر شرعی وضع پر نہیں اور سنّتِ نبوی سے آراستہ نہیں، اُس کو اپنی مجلس میں راہ نہ دینا - حاصلِ کلام (اس ارشادِ ربّانی پر پورا پورا عمل ہو) - وَمَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ق وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج وَاتَّقُوا اللّٰهَ الْاٰیَةُ - (سورۂ حشر) (پیغمبر جو تم کو حکم دیں اُسے (بجان ودل) قبول کرو اور جس چیز سے منع کر دیں اس کو چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو)

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

مکتوب (۹۳) نذر بیگ سمرقندی کے نام

حَامِدًا لِلّٰهِ الْعَظِیْمِ وَمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ - اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھے اور ایک لحظہ اپنی معیّت سے نہ چھوڑے - جو خط از راہِ محبّت ارسال کیا تھا پہنچا، خوش وقت کیا - اپنے احوال اسی طرح لکھتے رہا کرو، تاکہ غائبانہ توجّہ کا سبب پیدا ہو، جو خواب دیکھے ہیں خوب ہیں - مبشّرات ہیں - اپنے کام میں سرگرم رہو - احوالِ باطن، ذکر وفکر اور اس کے نتائج کے بارے میں کچھ تحریر نہیں کیا، اوّل اس کو لکھنا چاہیئے، دوسری باتیں اس کے ضمن میں ہوں ؎

طفیلِ دوست باشد ہر چہ باشد

حاصلِ کلام - اس قدر مداومتِ ذکر کرو، کہ "ذکر وحضور" ملکۂ دل بن جائے .... اور "مذکور" کے علاوہ ہر چیز صحنِ سینہ سے رخصت ہو جائے، کوئی مراد اور مقصد غیر از حق سبحانہٗ باقی نہ رہے ؎

ایں کارِ دولتست کنوں تاکرا دہند

Marfat.com

دوستوں سے دعاء سلامتی خاتمہ کی اُمید ہے۔

والسلام اولاً و آخراً

مکتوب (۹۵) سیّد[1] علی (بارہہ) کے نام

بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات، مکتوب گرامی پہنچا، مسرت بخشی۔ ملاقات کا شوق ظاہر کیا ہے، یہ وقت پر موقوف ہے۔ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ۔ دُنیا تو محل جدائی ہے، دُعا کرو کہ حق تعالےٰ آخرت میں ہمیں تمہیں جمع کرے۔ اللہ تعالےٰ کی ملاقات بھی آخرت کے لئے موعود ہے۔ موت اُس کا دریچہ ہے۔ دُنیا مزرعہ سے زیادہ نہیں ہے۔ جتنا عمل میں اخلاص ہوگا، ثمرات ونتائج اُخروی اور درجاتِ قرب کی بھی زیادہ اُمید ہوگی۔ عمل کتبِ شرعیہ سے لیا جاتا ہے اور "حقیقتِ اخلاص عمل" "اسلام حقیقی" اور "اطمینانِ نفس" سے متعلق ہے اور اسلام حقیقی واطمینانِ نفس صحبتِ صوفیائے کرام سے وابستہ ہے۔ "عمل بے اخلاص" جسم بے روح کی مانند ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

مکتوب (۹۶) سیّد[2] نور بحر (بارہہ) کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ سیادت پناہ کو اس مسکین کا سلام عافیت انجام ــــ جو خط ازراہِ محبت بھیجا تھا، پہنچا ــــ خوش کیا۔ اسی طرح اپنے احوال ظاہر و باطن

---

[1] تاریخ محمدی میں ۱۱۱۹ھ کے تحت ایک شخصیت کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ "سید نورالدین علی خاں بن سید عبداللہ خاں بارہہ از امرائے عالمگیر شاہی در ہمراہی شاہ عالم در جنگ محمد اعظم کشتہ شد" (در ۱۱۱۹ھ) غالباً مکتوب الیہ یہی ہیں۔ مآثر الامراء جلد سوم ص ۱۳۶ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی میں ان کو حسن علی خاں اور حسین علی خاں کا بھائی بتایا ہے۔ ۱۲

[2] تاریخ محمدی قلمی (رضا لائبریری رام پور) میں ان کا ذکر ۱۰۸۰ھ کے تحت ان الفاظ میں ہے "سید نور بحر بارہہ مخاطب بہ سیف خاں از امرائے عالمگیر شاہی در شاہجہان آباد فوت شد۔ (ص ۵۹ پر)

نہ رہا کرو، یہ سلسلۂ خط و کتابت توجہ غائبانہ کا ذریعہ ہوتا ہے۔

مخدوما! اشرفِ عمر (جوانی) ختم ہوتی چلی جا رہی ہے اور ارذلِ عمر (بڑھاپے) کی آمد آمد ہے۔ افسوس ہے کہ اشرفِ اشیاء یعنی معرفت اللہ کو ارذلِ عمر کے حوالے کیا جائے اور اشرف عمر کو ارذلِ اشیاء (ہوا و ہوس اور زینتِ دُنیا) میں صرف کیا جائے (ایسا نہ ہونا چاہیئے) چاہیئے کہ اوقات کو ذکر و فکر سے معمور کرو اور توشۂ آخرت مہیا کرو۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

مکتوب (۹۰) حافظ محمد شریف لاہوری کے نام

اللہ تعالےٰ مدارجِ قرب میں ترقیاتِ بے اندازہ نصیب کرے۔ خط پہنچا، خوش وقت کیا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ بعافیت ہو۔

مخدوما! بندگی نام ہے "گردن نہادن" کا، اور اپنے ارادے سے باہر آجانے اور مرضی خدا کے ساتھ وابستہ ہو جانے کا، جو کچھ محبوب کی طرف سے پہنچتا ہے محبوب ہوتا ہے۔ انعام ہو یا تکلیف۔ محب، فدائے محبوب ہوتا ہے، اُس کی نظر میں محبوب کے تمام افعال و کردار "زعنا و زیبا" ہوتے ہیں۔ ہر تلخی جو اُس طرف سے پہنچتی ہے، عاشق اس کو شکر کی طرح استعمال کرتا ہے اور شیریں کام ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: عَجِبْتُ مِنْ قَضَاءِ اللّٰهِ لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ حَمِدَ رَبَّهُ وَشَكَرَ وَإِنْ أَصَابَهُ مُصِيبَةٌ حَمِدَ رَبَّهُ وَصَبَرَ۔ يُؤْجَرُ الْمُؤْمِنُ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلٰى فِي امْرَأَتِهِ۔" (مومن کے حق میں اس فیصلۂ خداوندی سے متعجب ہوں کہ جب مومن کو خیر پہنچتی ہے تو اپنے رب کی حمد کرتا ہے اور شکر کرتا ہے اور جب اُس کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو بھی حمد کرتا ہے اور صبر کرتا ہے۔ مومن کے ہر عمل پر اجر ملتا ہے۔ حتیٰ کہ اس لقمے میں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ساداتِ بارہہ میں سے تھے۔ امرائے عالمگیری میں آپ کا شمار تھا۔ ۱۱۰۰ھ میں دہلی میں آپ کی وفات ہوئی۔

Marfat.com

بھی جو وہ اپنی بیوی کے مُنہ میں دے)۔ والسلام اوّلاً و آخراً

مکتوب (۹۹) سیّد نور بحر کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ خط پہنچا بہجت افزا ہوا۔ الحمدللہ! کہ تمہارے اوقات ذکر سے معمور ہیں۔ اتباعِ سنّت میں کوشش کرو، بدعت اور اہلِ بدعت سے دُور رہو، صحبتِ صلحاء و فقراء پابندِ شرع کی طرف راغب رہو۔ جس جگہ خلافِ شرع دیکھو وہاں سے گریزاں اور یکسو ہو جاؤ ؎

با عاشقاں نشیں و ہمہ عاشقی گزیں ۔۔۔ با ہر کہ نیست عاشق ہرگز مشو قریں

اور عاشقِ صادق وہ ہے جو متابعتِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر راسخ ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ سے اسی حقیقت کا اظہار ہو رہا ہے۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی۔

مکتوب (۱۰۱) مرزا خاں کے نام

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التحیات۔ اس طرف کے فقراء کے حالات مستوجبِ حمد ہیں۔ تمہاری سلامتی، استقامتِ شریعت و سُنّت اور ترقی درجاتِ صوریہ و معنویہ کا خواستگار ہوں۔ تمہارا خط پہنچا۔

مکرما! "ادعیہ و اذکار" جو فقیر نے تم کو بتائے تھے۔ وہ اس عنوان سے نہ تھے کہ اس طریقہ میں وہ شرائط کا درجہ رکھتے ہوں، یا سلوکِ طریق کا ان پر دار و مدار ہے بلکہ اس طور پر تھے کہ تم خالی نہ رہو اور حصولِ صحبت تک اپنے اوقات کو معمور رکھ سکو، غفلت میں اوقات ضائع نہ ہوں۔ اس فقیر نے "رسالہ اذکار و ادعیۂ ماثورہ" (موقتہ و غیر موقتہ) کو احادیثِ معتبرہ سے مرتب کیا ہے۔ بعض اذکار و ادعیہ کے فضائل بھی لکھے ہیں۔ اس رسالہ کی نقل تم کو بھیج دی گئی ہے جس قدر بھی اس پر عمل کر سکو عمل کرو، رسالہ بڑا ہے فارسی زبان میں ہے۔ فوائدِ کثیرہ کو متضمن ہے۔ اگر تمام رسالہ مطالعہ کرو تو بہتر ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے ایک خزانہ ہے۔ "سرِ اوقاتِ قرب" کے

Marfat.com

اسرار کا اور ایک دریا ہے۔ "منازلِ قدس" تک پہنچانے والا۔ کسی غوّاص کی ضرورت ہے کہ وہ اسکی گہرائی سے نفیس موتی حاصل کرے اور کوئی پیراک ہو جو شناوری کرکے "شہرِ مطلوب" تک پہنچ جائے۔ تم نے لکھا تھا کہ ہرچند صحبتِ شیخ کامل سلوک میں ضروری ہے، لیکن اس سلسلۂ عالیہ میں غائبانہ بھی "افادہ و استفادہ" کی محفل گرم ہوتی رہی ہے جیسا کہ حضرت خواجہ باقیؒ باللہ اور حضرت مجددؒ کے درمیان (غائبانہ افادہ و استفادہ ہوتا رہا) اشفاق پناہا! ہمارے حضرت (مجدد صاحبؒ) کو جو کچھ "مقاماتِ ولایت" کے سلوک اور "منازلِ قرب" کی رسائی میں درکار تھا، وہ تمام تر حضرت خواجہؒ کی خدمت ہی میں ظہور پذیر ہوا اور انھیں کی صحبتِ پُرنور میں مراتبِ کمال و تکمیل کا حصول ہوا۔ چنانچہ یہ امر حضرت مجددؒ کے مکتوب سے ظاہر ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ سلوک طے کرنے کے بعد جب (دہلی سے) مکان کو رخصت ہوگئے تو مراسلات و مکاتبات کا سلسلہ جاری رہا اور سوال و جواب ہوتے رہے۔ اس ضمن میں جو "افادہ و استفادہ" ہوا تو وہ خارج از بحث ہے کیونکہ یہ بعد از حصولِ کمال و مراتبِ سلوک ہے۔ نفسِ حصولِ کمال اور کسبِ منازلِ سلوک کے لئے صحبتِ شیخ ضروری چیز ہے ۔۔ حضرت ایشان (حضرت مجددؒ) نسبت محبوبیت" رکھتے تھے، اگر غائبانہ بے صحبتِ پیر بھی اخذِ فیوض و برکات کرلیتے تو گنجائش تھی کیونکہ محبوبوں کا معاملہ ہی جُدا ہوتا ہے۔ ان کو "اجتبار" کے راستے سے لے جاتے ہیں اور کشاں کشاں منزل پر پہنچا دیا جاتا ہے ؏

"گر نہ آید بخوشی موئے کشاں کشاں آرند"

اگر پیرِ ظاہر کا واسطہ بھی نہ ہو، تب بھی ان کو اللہ تعالےٰ نواز دیتے ہیں اور راہ میں نہیں چھوڑتے۔ ان کے (محبوبوں کے) علاوہ باقی سب براہِ "انابت" چلتے ہیں اور صحبتِ پیرِ ظاہر کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان میں اور اُن میں بہت بڑا فرق ہے۔ حضرت ایشانؒ کی محبوبیت حضرت خواجہ صاحبؒ کے نزدیک بھی مُسلّم تھی۔ حضرت خواجہؒ ہمارے حضرت کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

عشقِ معشوقاں نہاں است و ستیر | عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک عشقِ عاشقاں تن زہ کند | عشقِ معشوقاں خوش و فربہ کند

Marfat.com

اس فقیر نے جو کچھ لکھا ہے، وہ "راہِ انابت" سے متعلق ہے کہ عام طور پر راہِ مرید یہی ہے اور اسی راہ کے متعلق میں نے تحریر کیا ہے کہ ترقی اکثر و بیشتر صحبتِ شیخ ہی سے وابستہ ہے.... آں مکرم کے اخلاقِ کریمانہ سے کچھ دُور نہیں کہ دُعائے سلامتی خاتمہ میں یاد رکھیں گے۔
وَسَلَامٌ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰى۔

مکتوب (۱۰۶) مولانا برخوردار کابلی کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى سَيِّدِ الْوَرٰى صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ نُجُوْمِ الْهُدٰى ——— امابعد ——— مکتوبِ مرغوب جو اس مسکین کو لکھا تھا، اس کے ورود سے مشرف و مسرور ہوا۔ مقصدِ اعلیٰ کے طلب و شوق کا اظہار اس مکتوب میں کیا ہے، نیک اور مبارک بات ہے۔ اللہ تعالےٰ آتشِ طلب کو مشتعل کر دے، شعلۂ شوق کو بھڑکائے اور ماسوا سے کلیۃً رہائی دے کر قرب و معرفت کی بارگاہ تک پہنچائے اِنَّهٗ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ——— جو خواب دیکھا تھا وہ بالکل واضح ہے اور "مناسبتِ معنویہ" کا پتہ دے رہا ہے۔ ہماری مُلاقات ہونے تک کلمۂ طیبہ کی تکرار میں مشغول رہو اور یہ ذکر موافقتِ قلب کے ساتھ کرو، جس قدر بھی کر سکو۔ اگر خلوت میں ذکر ہو تو بہتر ہے۔ یہ کلمۂ طیبہ "تطہیرِ باطن" میں تاثیرِ عظیم رکھتا ہے۔ اس کے ایک جزو (لَا اِلٰهَ) میں "ماسوائے حق" کی نفی ہے اور دوسرے جزو (اِلَّا اللّٰهُ) میں معبودِ برحق کا اثبات ہے اور سلوک کا خلاصہ یہی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[1] ——— طاعات پر حریص رہو، سُنّتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرو، بدعت سے بچو اور مُنکرات سے یکسو رہو۔ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ۔ اعمالِ نیک تو نیک و بد دونوں قسم کے اشخاص کر لیتے ہیں لیکن معاصی سے

---

[1] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب سے بڑا ذکر ہے۔ ۱۲۰

Marfat.com

اجتناب کرنا "صدیق" کا خاص شیوہ ہے۔ اس مسکین کو دعائے سلامتیٔ خاتمہ میں یاد رکھنا۔
(اس کے بعد ایک سوال کے جواب میں حدیث "استبدالِ خمیصہ" با بنجانیہ" پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ حدیث کے مختلف طُرق پیشِ نظر رکھ کر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ نفیس لباس سالک کے لیے مضرت رساں نہیں ہے۔ حدیث کا اصل مفہوم ظاہر کرتے ہوئے شراحِ حدیث کی عبارات بھی پیش کی ہیں اور اپنے ذاتی فہم سے بھی عجیب عجیب نکتے بیان کئے ہیں۔ چونکہ یہ بحث کئی صفحوں میں ہے اور دقیق ہونے کی وجہ سے ماہرینِ حدیث کے سمجھنے کی ہے۔ اس لئے اُس کا ترجمہ چھوڑ رہا ہوں۔)

(اس مکتوب کے آخر میں فرماتے ہیں) ـــ تم نے لکھا تھا کہ کسی بدعتی، رشوت ستاں یا علی الاعلان فسق وفجور کرنے والے کے یہاں جانا اور کھانا تناول کرنا کیسا ہے؟ ـــ مخدوما! اس میں شک نہیں کہ ایسے لوگوں کے یہاں جانے سے پرہیز اولیٰ ہے بلکہ طالبانِ طریق کے لیے تو پرہیز لازم ہے۔ ہاں مواضعِ ضرورت مستثنیٰ ہیں ...... "بابِ لقمہ" میں (خلاصۂ کلام) یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ یہ کھانا حرام طریقے پر ہے تو اس کا کھانا حرام ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ وجہ حلال سے ہے تو حلال ہے کچھ نہ معلوم ہو تو وہ "مشتبہ" ہے اس کا نہ کھانا بہتر ہے۔

تم نے ایک بات یہ بھی لکھی تھی کہ بعض منکرین کہتے ہیں کہ مرید کرنا اس مخصوص طریقے پر بدعت ہے ـــ مخدوما! طلب حق کرنا اور راہِ دین میں رہنما منتخب کرنا اور اس سے ارادت کا تعلق قائم کرنا "ماموراتِ شرعیہ" میں سے ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ[1] ـــ "افادہ واستفادۂ معنوی" کا سلسلہ جس کو بعنوانِ دگر "پیری ومریدی" کہہ لو۔ زمانۂ پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر اس وقت تک برابر جاری ہے کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے جس کو مشائخ کرام نے یوں ہی اپنی طرف سے گڑھ لیا ہو۔ تمام مشائخ کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبرؓ کے واسطے سے اور باقی سلاسل حضرت علیؓ کے ذریعہ سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتے

---

[1] اللہ تعالےٰ کی طرف وسیلے کو طلب کرو۔ ۱۲

Marfat.com

ہیں ـــــ پھر یہ طریقۂ بیعت بدعت کیسے ہوگیا ؟ ہاں یہ کہہ لو کہ لفظ "پیری و مریدی" نیا لغت ہے ۔ مگر الفاظ کا کوئی اعتبار نہیں ـــــ "رابطۂ معنوی" اور "افاضۂ معنوی" بحالِ خود رہے گا اور یہ کہنا کہ اس مخصوص طریقے پر مرید کرنا بدعت ہے ۔ معلوم نہیں کہ مخصوص طریقے سے کیا مراد ہے ؟ ہمارے طریقے میں تعلیم و تعلّم اور ذکر ہے ۔ ذکر خود "ماموراتِ شرعیہ" سے ہے ۔ یہ تو ایسا ہی ہوا کہ کوئی کہہ دے کہ صحیح بخاری پڑھنا اور ہدایہ کا درس دینا بدعت ہے ۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰى ۔

مکتوب (۱۱۰) عبدالحکیم کے نام

(مواعظ و نصائح اور سیرتِ صالحین میں)

اے بھائی ! ـــ ناجنس اور مخالفِ طریق کی صحبت سے بچتے رہنا اور بدعتی کی مجلس سے گریزاں رہنا ـــ یحییٰ معاذ رازی قدس سرہٗ کا مقولہ ہے کہ ۔ ان تین اصناف سے اجتناب کرو۔

۱۔ علمائے غافلین ۲۔ قرائے مداہنین اور ۳۔ متصوفۂ جاہلین

جو شخص مسندِ مشیخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کا عمل موافقِ سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اور نہ خود زیورِ شریعت سے آراستہ ہے ۔ خبردار ، خبردار ۔ اس سے دُور رہنا ، بلکہ (احتیاطاً) اس شہر میں بھی نہ رہنا جس میں ایسا (مکّار) رہتا ہو ۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ عرصے بعد اس کی طرف دل کا میلان ہو جائے اور کارخانۂ روحانیت خلل پذیر ہو ۔ ایسا شخص ہرگز اقتدا کے لائق نہیں ہوتا ۔ وہ تو درحقیقت ایک چور ہے پنہاں ۔ ہرچند کہ اس سے طرح طرح کے خوارقِ عادات دیکھو اور اس کو دنیا سے بظاہر بے تعلق بھی پاؤ (کبھی اس کی طرف ملتفت نہ ہونا) اس کی صحبت سے اس طرح بھاگنا جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں ۔

سید الطائفہ حضرت جُنید بغدادی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ۔ "کامیابی کے تمام راستے بند ہیں سوائے اس شخص کے راستے کے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے نقشِ قدم کی پیروی کرے" سید الطائفہ ہی کا قول ہے کہ "مقربینِ صادقین" کا راستہ درحقیقت کتاب و سنّت کے ساتھ

وابستہ ہے۔ اور وہ علماء جو شریعت و طریقت پر عامل ہیں اور وارث النبیؐ کہلانے کے مستحق ہیں وہ اقوال، اخلاق اور افعال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہوتے ہیں۔"

مکرر لکھتا ہوں کہ آدابِ نبویؐ کا خیال نہ رکھنے والے اور سُننِ مصطفویؐ کو چھوڑنے والا کو ہرگز ہرگز "عارف" خیال نہ کرنا۔ اس کے (ظاہری) تبتّل و انقطاع، خوارقِ عادات، زہد، توکل اور (زبانی) معارفِ توحیدی پر فریفتہ و شیفتہ نہ ہو جانا۔ ... مدارِ کار، اتباعِ شریعت پر ہے اور "معاملۂ نجات" "پیروی نقشِ قدمِ رسولؐ" سے مربوط ہے۔ محق و مبطل میں امتیاز پیدا کرنے والی چیز اتباعِ پیغمبرؐ ہی ہے ـــ زہد و توکل اور تبتّل بغیر اتباعِ رسولؐ کے ناممکن ہیں ـــ "اذکار و افکار" اور "اشواق و اذواق" بے توسّلِ سرکارِ دو عالمؐ غیر مفید ہیں ـــ خوارقِ عادات کا دار و مدار بھوک اور ریاضت پر ہے۔ اُس کو معرفت سے کیا تعلق!

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا ہے: "جس نے آداب سے سُستی برتی وہ سُنن سے محروم ہو گیا۔ جس نے سُنن سے غفلت اختیار کی وہ فرائض سے محروم ہوا اور جس نے فرائض سے تہاون کیا وہ معرفت سے محروم ہو گیا۔"

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے۔ انہوں نے فرمایا "ہاں! گھاس کا تنکا بھی پانی پر چلتا ہے (یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے)۔ پھر کہا گیا کہ فلاں آدمی ہوا میں اُڑتا ہے۔ فرمایا:۔ (ٹھیک ہے) چیل اور مکھی بھی ہوا میں اُڑتے ہیں۔ پھر کہا گیا کہ:۔ فلاں آدمی ایک لحظے میں ایک شہر سے دوسرے شہر چلا جاتا ہے۔ فرمایا: (اس میں کیا رکھا ہے) شیطان تو ایک دم مشرق سے مغرب تک چلا جاتا ہے۔ ان باتوں کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ مردِ حق دراصل وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے۔ بیوی بچے رکھتا ہو اور پھر ایک لحظہ خدائے عزّ و جل سے غافل نہ رہے۔"

شیخ علی ابن ابی بکر قدس سرہٗ نے "معارج البدایہ" میں فرمایا ہے کہ "ہر انسان کا حسن و کمال تمام اُمور میں ظاہراً و باطناً، اصولاً و فروعاً، عقلاً و فعلاً، عادتاً و عبادتاً کامل اتباعِ رسولؐ میں مضمر ہے۔"

اگر کوئی گناہ وقوع میں آ جائے تو بہت جلد اس کا تدارک توبہ و استغفار سے کر لینا

Marfat.com

چاہیئے، گناہِ پوشیدہ کی توبہ پوشیدہ طریقے پر اور گناہِ آشکارا کی علانیہ طریقے پر توبہ ہو۔ توبہ میں دیر نہ کی جائے ــــ منقول ہے کہ: ۔ کراماً کاتبین تین ساعت تک گناہ لکھنے میں توقّف کرتے ہیں ۔ اگر اس درمیان میں توبہ کرلی، تو اس گناہ کو نہیں لکھتے ورنہ اپنے رجسٹر میں اس گناہ کا اندراج کر لیتے ہیں ۔ جعفر بن سنانؒ فرماتے ہیں کہ: توبہ سے غفلت کرنا ارتکابِ گناہ سے بھی زیادہ بُری بات ہے ۔" اگر جلدی توبہ میسّر نہ ہو سکے تو جب بھی توبہ کرے غرغرۂ موت سے پہلے پہلے ۔۔ ۔ ۔ وہ توبہ مقبول ہے ۔ حدیث میں آیا ہے ۔ اللہ تعالےٰ رات کو اپنا دستِ نوازش دراز کرتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرلے اور دن کو بھی اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرلے ۔ انسان کو چاہیئے کہ ورع و تقوےٰ کو اپنا شعار بنائے اور منہیات میں قدم نہ رکھے کیونکہ اس راہِ سلوک میں نواہی سے باز رہنا (درحقیقت) اوامر کے امتثال سے زیادہ ترقی بخش اور سود مند ہے ۔ ایک درویش نے کہا ہے کہ: اچھے اعمال تو نیک اور فاجر دونوں کر لیتے ہیں لیکن معاصی سے بچنے کا (اہتمام) "صدّیق" کا کام ہے ۔"

حدیث میں آیا ہے کہ ۔ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ــ جو چیز تجھے شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دے ، الخ

اگر اپنے اور اہل و عیال کے لیے تجارت یا اس کے مانند کوئی حلال کسب کرے تو وہ مُضر نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے کیونکہ سلف نے اس کو اختیار کیا ہے ۔ احادیث میں فضلِ کسب بہت کچھ بیان کیا گیا ہے ۔ اگر کوئی توکل اختیار کرے، تو یہ بھی بہتر ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پھر کسی سے طمع نہ رکھے ۔

ابو محمد منازلؒ نے فرمایا ہے کہ: توکل کسبِ حلال کے ساتھ ساتھ کرنا بہتر ہے بمقابلہ خالی توکل کے "۔ کھانا کھانے میں اعتدال کا خیال رکھے، نہ اتنا زیادہ کھائے کہ وہ کھانا عبادات میں کسل اور سُستی پیدا کر دے اور نہ اس قدر کم کھائے کہ (ضعف کے باعث) اذکار و طاعات سے باز رہے ۔ ۔ ۔ ۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ کا ارشاد کہ ۔ لقمۂ تر کھاؤ، لیکن (دینی) کام خوب کرو ۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ "طاعت" میں جس قدر کھانا ممد و معاون ہو، وہ خوب اور مُبارک ہے اور اس "کارخانے" میں جتنی زیادتیٔ طعام خلل انداز ہو جائے

وہ البتہ ممنوع ہے۔

تمام افعال و حرکات میں اس کا قصد کرے کہ نیت صحیح ہو، جب تک نیتِ صالحہ نہ ہو۔ حتی الامکان کوئی قدم نہ اُٹھائے ۔ لوگوں کے ساتھ اختلاط بقدرِ ضرورت کرے ۔ وہ اختلاط جو برائے افادہ و استفادہ ہو، البتہ محمود بلکہ ضروری ہے ۔ ہر نیک و بد کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیئے، خواہ اس سے باطن میں انبساط پیدا ہو یا انقباض، جو شخص عذر خواہی کرے۔ اس کے عذر کو قبول کرنا چاہیئے ۔ اخلاق اچھے ہوں ۔ (خواہ مخواہ) اعتراض کسی پر نہ کیا جائے، نرم و ملائم گفتگو ہو۔ کسی کے ساتھ سختی و درشتی سے معاملہ نہ کرے، ہاں خدا کے لیے سختی کر سکتا ہے۔

شیخ عبد اللہ رح نے فرمایا ہے کہ: درویشی نہ فقط نماز روزے کا نام ہے اور نہ صرف احیاءِ شب کا، یہ تو اسبابِ بندگی ہیں، درویشی یہ ہے کہ کسی کی دلآزاری نہ کی جائے۔ اس خوبی کو حاصل کرے گا تو واصل ہوگا۔"

محمد بن سالم رح سے لوگوں نے دریافت کیا "اولیاء کی پہچان کیا ہے! انھوں نے فرمایا:۔ اولیاء کی علامات یہ ہیں ۔ لطفِ لسان، حسنِ اخلاق، بشاشتِ چہرہ، سخاوتِ نفس، قلتِ اعتراض، عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا، تمام مخلوقِ خدا پر شفقت کرنا خواہ نیکو کار ہوں یا بدکار۔"

ابو عبد اللہ احمد مقری قدس سرہٗ فرماتے ہیں :۔ جوانمردی یہ ہے کہ تو جس شخص سے کدورت رکھتا ہو اُس سے حسنِ خلق سے پیش آئے اور جس آدمی سے کراہت کرتا ہو اس پر مال خرچ کرے اور جس سے نفرت ہو اُس سے اچھا سلوک کرے"۔ بات چیت کرنے میں "رعایتِ قلت" مدِ نظر رہے ۔ زیادہ نیند اور زیادہ ہنسنا بھی درست نہیں کیونکہ اس سے دل مُردہ ہو جاتا ہے۔ اپنے تمام اُمور کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرے اور خدمتِ مولیٰ میں چُست ہو جائے ۔ ایسا کرے گا تو تدبیرِ امور سے فارغ ہو جائے گا اور سب کام غیب سے بن جائیں گے (سید الطائفہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے کہ :۔ دنیا کی تمام حاجتوں میں کامیابی کا راز ان حاجتوں کو ترک کر دینے میں پوشیدہ ہے۔ جب دل ایک جانب (خدا کی

Marfat.com

آخرت ا ہو جائے گا۔ خداوندِ کریم سب کام پورے کر دے گا۔ حدیث میں ہے : "جو شخص اپنے تمام فکر ، کو ایک غم (غمِ آخرت) بنا دے گا ۔ اللہ تعالےٰ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام کام بنا دے گا" نیز ایسا کرنے سے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو تیرے اوپر مہربان کر دے گا کہ وہ تیرے کاموں کو (خود بخود) انجام دیں گے ۔

یحییٰ معاذ رازی رح فرماتے ہیں : ۔ "جس قدر تجھے اللہ سے محبّت ہوگی ۔ مخلوقِ خدا بھی تجھ سے اتنی ہی محبت کرے گی ۔ تجھے خدا کا جس قدر خوف ہوگا ، مخلوق بھی تجھ سے اتنا ہی ڈرے گی اور تو جتنا خدا کے حکموں میں مشغول ہو گا مخلوق بھی تیرا اتنا ہی کہنا مانے گی" ۔

کسی پر اعتماد سوائے فضلِ پروردگار کے نہ ہو ۔ اہل و عیال کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے اور بقدرِ ضرورت ان سے اختلاط ہو تاکہ ان کا حق ادا ہو جائے "موانستِ تام" ان سے نہ ہو ۔ اس صورت میں اللہ تعالےٰ سے اعراض کا اندیشہ ہے ۔ "احوالِ باطن" نا اہل سے نہ بیان کئے جائیں ۔ مالداروں سے حتی المقدور میل جول نہ رکھا جائے ۔ جمیع حالات میں سُنّتِ نبوی کو اختیار کیا جائے ، بدعت سے حتی الوسع اجتناب ہونا چاہیئے ۔ سالک کو چاہیئے کہ حوادث میں متذبذب نہ ہو ۔ عیوبِ مردم پر نظر نہ کرے اور اپنے عیوب ہمیشہ پیشِ نظر رکھے ۔ اپنے آپ کو کسی مسلمان پر ترجیح نہ دے ، سب کو اپنے سے بہتر سمجھے ۔ ہر مسلمان کے متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ اس کی برکت اور دُعا سے مجھے کشودِ کار میسّر ہو سکتا ہے ۔ سلف صالحین کے حالات پیشِ نظر رکھے ۔ مساکین کی ہم نشینی پسند کرے ۔ کسی کی غیبت کی جانب خود بھی مائل نہ ہو اور جہاں تک ہو سکے دوسرے کو بھی اس سے روکے ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شیوہ بنائے ۔ اللہ کے راستے میں انفاقِ مال پر حریص ہو ۔ حسنات کے صدور سے خوشی محسوس کرے اور سیّئات کے ارتکاب سے دُور دُور رہے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ : ۔ جو شخص ایسا ہو کہ اپنا گناہ اس کو ناگوار گذرے اور نیکی اُس کو خوش کرے ، بس وہ مومن (کامل) ہے ۔

مفلسی سے ڈر کر بخیلی اختیار نہ کرے ، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ (شیطان تم کو فقر و فاقہ سے ڈراتا ہے اور بُری باتوں کا حکم کرتا ہے) قلتِ معیشت سے تنگدل نہ ہو ۔ عیش کا زمانہ تو آگے آ رہا ہے ۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْآخِرَۃِ - یہاں کی تنگی "وہاں" کی فراخی کا سبب ہو جائے گی۔

فقراء اور اخوانِ دینی کی خدمت میں کوتاہی نہ کی جائے۔ جعفر خلدیؒ نے فرمایا ہے کہ "احرار" کی کوشش اپنے بھائیوں کے فائدے کے لیے ہوتی ہے نہ کہ اپنے ہم نفسوں کے لیے۔ ابو عبد اللہ خفیفؒ فرماتے ہیں کہ: ایک درویش میرا مہمان ہوا۔ اتفاقاً اُس کو پیٹ کا مرض لاحق ہو گیا۔ میں نے اس کی خدمت و تیمار داری اپنے اوپر لازم کر لی۔ تمام رات طشت اس کے لئے رکھتا اور اٹھاتا تھا۔ اتفاق سے تھوڑی دیر کے لیے میری آنکھ لگ گئی تو اس درویش نے مجھے لعنت ملامت کرنی شروع کی اور غصے میں آکر "لَعَنَکَ اللّٰہُ" کہا۔ لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ جب اس نے تم کو لعنک اللہ کہا تو تم نے اپنے نفس کو کس حال میں پایا؟ - میں نے کہا کہ: - مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا گویا کہ اُس نے مجھے دعا دی اور "رَحِمَکَ اللّٰہُ" کہا

صوفیا کی خدمت آداب کے ساتھ کرے تاکہ ان کی برکات سے بہرہ ور ہو جائے اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّھَا اَدَبٌ۔ کوئی بے ادب خدا رسیدہ نہیں ہوا۔ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ آدابِ صوفیاء کو علیحدہ (رسالہ کی شکل میں) جمع کروں۔ حضرت ایشاں (حضرت مجدد الف ثانی رح) نے اس باب میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے اور بعض "آدابِ ضروریہ" کو اس میں درج کیا ہے۔ اگر مل جائے تو اس کا مطالعہ کر لینا۔ بالجملہ خاک اور بے وجود ہو کر ان بزرگوں کی خدمت میں پہنچے، ورنہ ان کی مصاحبت کی ہوس نہ کرے۔ کیونکہ اس کے خلاف کرنے میں احتمالِ ضرر، غالب ہے اور نفع بالکل نہ ہوگا۔ ابو بکر بن سعدانؒ فرماتے ہیں: جو صوفیاء کی ہمنشینی اختیار کرے اُسے چاہیئے کہ "بے نفس و بے دل" اور "بے مِلک" ہو کر ان کے پاس رہے اور اگر اپنی چیزوں میں سے کسی چیز پر نگاہ رکھے گا تو یہ اَمر اس کو مطلوب تک پہنچنے سے روکے گا۔

طلبِ حق جلّ مجدہٗ میں اپنے آپ کو آرام نہ دے اور مضطرب رہے۔ ابو بکر طمستانیؒ فرماتے ہیں: - "تصوف" اضطراب کا دوسرا نام ہے۔ جب سکون آیا، تصوف نہ رہا۔ محبت کو

۱؎ اے اللہ! عیش تو بس آخرت ہی کا عیش ہے۔ ۲؎ اللہ تجھ پر لعنت کرے۔

Marfat.com

بغیر محبوب کے چین میسر نہیں ہوتا اور اس کے ماسوا سے اُلفت نہیں ہوتی۔ اس کے اندرون سے ہمیشہ یہ ندا نکلتی ہے ؎

دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد	بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام

مرید کو اس صفت پر ہونا چاہیئے جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے :۔ حَتّٰیٓ[1] اِذَا ضَاقَتۡ عَلَیۡہِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَ ضَاقَتۡ عَلَیۡہِمۡ اَنۡفُسُہُمۡ وَ ظَنُّوۡۤا اَنۡ لَّا مَلۡجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّاۤ اِلَیۡہِ (توبہ) (جب کہ ان پر زمین تنگ ہو گئی، باوجود کشادگی کے اور ان کی جانیں ان پر تنگ ہو گئیں اور انہوں نے جانا کہ اللہ کے قہر سے نجات نہیں، سوائے اللہ کی طرف پناہ لینے کے)۔ جب مرید کی پیاس اس درجہ پر پہنچے گی اور تمام روئے زمین باوجود فراخی کے اس پر تنگ و تاریک ہو جائے گی۔ تب یہ اُمید ہے کہ رحمت، جوش میں آ جائے اور اس خانماں برباد عاشق کو اپنے آغوش میں لے لے ؎

گر ما نرسیدیم تو شاید برسی	دادیم ترا ز گنجِ مقصود نشاں

اس مسکین کا التماس تم جیسے دوستوں سے یہ ہے کہ اس مہجور و عاصی کو دعاؤں سے فراموش نہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ کے کرم عمیم سے درخواست کرو گے کہ یہ گنہگار تباہ کار کل قیامت کے دن (کم از کم) "زمرۂ عاصیانِ مرحوم" میں داخل و شامل ہو جائے ؎

عجب دیوانگی اندر سر افتاد	کجا ما و کجا زنجیرِ زُلفش،

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ۚ وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ۚ وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۔

مکتوب (۱۱۶) مولانا محمد امینؒ لاہوری کے نام

اس مکتوب میں پانچ سوالات کے جواب ہیں۔ سوال پنجم اور اس کا جواب یہ ہے :۔

---

[1] یہ آیت اُن تین صحابیوں کے بارے میں ہے جو غزوۂ تبوک کی شرکت سے رہ گئے تھے۔ مقاطعہ کی وجہ سے پچاس دن تک ان پر سخت حالت گزری، بالآخر ان کی توبہ قبول ہوئی۔

Marfat.com

سوالِ پنجم:۔ صوفیاء کے مسلمات میں سے ہے کہ اسلامِ حقیقی جو کہ "اطمینانِ نفس" کے ساتھ مربوط ہے، زوال و خلل سے محفوظ ہوتا ہے۔ حالانکہ منجملہ عقائد یہ بھی ہے کہ "اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ"[ع] اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وَاللّٰہِ[ع] لَآ اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔

جواب:۔ جاننا چاہیئے کہ "نفسِ مطمئنّہ" "نصِّ قطعی" "راضی و مرضی" اور "مبشّر بہ جنّت" ہے لیکن کسی شخصِ معیّن کے بارے میں "حصولِ اطمینان کا علم یا تو علامات سے ہوگا، یا الہام سے اور یہ امورِ ظنّیہ ہیں قطعیہ نہیں۔ یقین تو وحی اور اخبارِ انبیاءؑ سے متعلق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے۔ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ الخ ابہامِ خاتمہ کے طور پر نہیں ہے کیونکہ آپؐ کا اطمینانِ نفس اور حسنِ خاتمہ قطعی امر ہے ۔۔ ۔۔ بلکہ (آپ کا ارشاد) اس معنی کا اظہار ہے کہ وہ تفصیلات جو میرے اور دوسروں کے ساتھ دنیا اور آخرت میں پیش آئیں گی۔ میں اُن کو نہیں جانتا اس لئے کہ "علمِ غیب" حق سُبحانہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

مکتوب (۱۱۹) مخدوم زادہ شیخ عبدالاحدؒ[ل] کے نام: (اوّل حصّہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

(حاشیہ صفحہ ۶۷) [ل] مولانا محمد امین بن مولانا خواجہ حسینی الہروی ثم اللاہوری۔ آپ ہرات میں پیدا ہوئے وہاں سے قندھار محلِ سکونت ہوا۔ شیخ زین الدین خوافیؒ سے حصولِ علم کیا۔ عہدِ اکبری میں ہندوستان آئے۔ اور ملک پور (مضافاتِ لاہور) میں بود و باش اختیار کی۔ آپ کی عمر ۸۰ سال ہوئی۔ (نزہۃ الخواطر جلد ۵ صـ ۳۶۱)

[ع] ایمان، خوف اور اُمید کے درمیان ہے۔ [ع] خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں، درآنحالیکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔

[ل] آپ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے ابن الابن یعنی حضرت خواجہ محمد سعید سرہندیؒ کے صاحبزادے اور حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے برادر زادے ہیں۔ پہلے اپنے والد کے مُرید ہوئے۔ پھر اپنے چچا حضرت

باقی صفحہ ۶۹!

Marfat.com

فرزندِ ارجمند شیخ عبدالاحد نے اس مسکین سے دریافت کیا ہے کہ "سالک" ادائے نماز کے وقت کس چیز کی طرف متوجہ ہو؛ ذاتِ حق کی طرف جو مسجود و معبودِ حقیقی ہے یا قرآنِ مجید کی طرف جو کہ مدارِ نماز ہے یا کعبہ کی طرف جو کہ "مسجود الیہا" ہے؛ یا خشوع و خضوع اور تعدیلِ ارکان کی طرف جو کہ "مامور بہا" ہیں یا ان تمام امور کی جانب بیک وقت ساتھ ساتھ؛ اور ان میں سے ہر شئی پر کچھ شبہات پیش کئے ہیں۔

سعادت آثارا! نماز پڑھنے والے کے لیے جو ضروری اور مامور بہ ہے وہ یہ ہے کہ ارکانِ نماز کی طرف دھیان رکھے۔ قومہ، جلسہ وغیرہ میں طمانیت اور خشوع و خضوع ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ۔ اور نماز میں خشوع یہ ہے کہ نظر کو مثلاً قیام میں سجدہ گاہ پر رکھے (اسی طرح رکوع و سجود وغیرہ میں اپنی اپنی جگہ نظر رکھے) اسی کے ساتھ ساتھ قرأتِ قرآن پر توجہ ہو اور "معانی و اسرار" میں تفکر ہو۔ (اگر اہلِ معنیٰ میں سے ہو) ورنہ اسی قدر کافی ہے کہ یہ حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ "ذاتِ بحت" کی جانب توجہ کرنا اموراتِ نماز میں سے نہیں ہے۔ اسکے باوجود میں کہتا ہوں کہ امورِ مذکورہ (جو خشوع کے معنی بتاتے ہوئے میں نے ذکر کئے ہیں) کی جانب توجہ کرنا ذات مسجود کی طرف توجہ کرنا ہے، بے ملاحظۂ اسماء و صفات۔

مکتوب (۱۲۱) شیخ ابوالقاسم کے نام:۔

دوستوں کی بے پرواہی اور عدمِ توجہ سے ملول نہ ہوں۔ ان سب باتوں کو حق تعالیٰ کی

خواجہ محمد معصوم رہ سے خلافت پائی۔ حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند ابن خواجہ محمد معصوم رہ سے بھی استفادۂ باطنی کیا ہے۔ آپ صاحبِ تصانیف اور جید عالم تھے۔ آپ سے اور آپ کی تصنیفات سے خلقِ کثیر نے نفع حاصل کیا۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۶ھ کو بروز جمعہ دہلی میں وفات پائی، سرہند میں دفن ہوئے۔ (روضۃ القیومیہ)

عہ کامیاب ہوئے وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع والے ہیں۔

Marfat.com

طرف سے جائیں، بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں جس طرح چاہتا ہے ان کو گھماتا ہے ؎

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست
کہ دلِ ہر دو در تصرّفِ اوست

جو شخص تم سے دوستی رکھتا ہے وہ تم کو اللہ تعالیٰ سے ہٹا کر اپنی جانب مشغول کرنا چاہتا ہے اور جو تم سے دوستی نہیں رکھتا، وہ (درحقیقت،) تم کو حق تعالیٰ کی جانب مشغول ہونے کا موقع دے رہا ہے۔ اللہ کے ساتھ مشغول رہنا بہتر ہے یا مخلوق کے ساتھ؟

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یارب ہمہ خلق را ز من بدخو کن
وز جملہ جہانیاں مرا یکسو کن

روئے دلِ من صرف کن از ہر جہتے
در عشقِ خودم یک جہت و یک رو کن

مکتوب (۱۲۳) شیخ ابوالقاسم کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ تمہارے خطوط پہنچے مسرت بخش ثابت ہوئے۔ تم نے آپس میں صلح صفائی کے متعلق لکھا ہے۔ بہت اچھا ہوا۔ "آتشِ فتنہ" جس قدر بجھے اتنا ہی اچھا ہے۔ دوستوں سے بمقتضائے بشریّت کوئی قصور ہو ہی جاتا ہے اور کوئی ایسی بات سرزد ہو ہی جاتی ہے جو مخالفِ دوستی ہوتی ہے ایسی غلطیوں سے درگذر کرنا چاہئے اور دوستوں کی خوبیاں پیشِ نظر رکھنی چاہئیں ؏

اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ

ایک شخص نے کسی (بزرگ) کے سامنے کسی شخص کی بُرائی بیان کی۔ انہوں نے کہا:۔ (بھائی) ہماری نظر تو اس کی اچھائیوں پر ہے کہ وہ اس کی برائیوں سے زائد ہیں، ہم اس کی اچھائیاں لیتے ہیں اور بُرائیوں سے درگذر کرتے ہیں۔

آقا اپنے غلام کے ساتھ بھی اسی نقطۂ نظر سے معاملہ کرتا ہے۔ غلام کا غلام کے ساتھ بدرجۂ اولیٰ یہ معاملہ ہونا چاہئے۔ تم نے لکھا ہے کہ بعض صالحین نے خبریں مجھ تک پہنچائی

تھیں۔ "بمقتضائے حسنِ ظن" میں نے ان کے قول پر اعتماد کرلیا تھا اور آزردہ خاطر ہوگیا۔ اہلِ علم سے اس قسم کی باتیں محلِ تعجب ہیں ۔ لگانے بجھانے والوں کی باتوں کو تو "حسنِ ظن" کے ساتھ قبول کرلیا اور جانبِ دیگر جو مستحقِ حسنِ ظن تھی، وہاں حسنِ ظن نہ کیا گیا (چہ خوب) ۔ (سنو) جو شخص چغلخور ہے ۔اس کا قول ہرگز قابلِ قبول نہیں ۔چغلخوری کو قبول کرلینا چغلخوری سے بھی زیادہ برا ہے ۔اس لئے کہ چغل خوری "دلالت" ہے اور اس کا قبول کرنا "اجازت" ہے ۔ظاہر ہے کہ دلالت کرنے والا اور قبول کرنے والا برابر نہیں (بلکہ قبول کرنے والا بدتر ہے) ۔۔ ۔۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلاً وَّ آخِراً

مکتوب (۱۲۴) ہمت[1] خاں کے نام

اللہ تعالےٰ ماسوا کی غلامی سے آزاد کرکے اپنی مرضیات سے مکرم و مستفید کرے۔

مخدوما! حق تعالےٰ نے آدمی کو مہمل نہیں پیدا کیا ہے اور اس کو اسی کی مرضی پر نہیں چھوڑ دیا ہے کہ جو کچھ سمجھ میں آئے اور جس طرح جی چاہے اُس کے مطابق اپنی زندگی گذارے ۔۔

---

[1] ہمت خاں میر عیسےٰ ۔اسلام خاں بدخشی کے صاحبزادے تھے ۔عالمگیرؒ کی تربیت میں نشو ونما پائی تھی۔ سلیم النفس، نیک ذات، کریم الاخلاق اور خیر خواہ کائنات تھے ۔ارباب علم و ہنر اُن کی محفل میں باریاب و کامیاب تھے ۔طبیعت موزوں رکھتے تھے، یہ شعر ان ہی کا ہے ؎

بجز خارے کہ مجنوں داشت در دل ۔۔۔ بیابانِ جنوں خارے ندارد

ان کے باپ کو تو خلد مکاں (عالمگیرؒ) کے دربار میں رسوخ تھا ہی، خود ان کی ذاتی لیاقت بھی ربتِ شاہی کا باعث بنی ۔سالِ ششم جلوسِ عالمگیری میں ان کے باپ کو صوبہ داری "آگرہ" ملی، تو ان کو فوجداری "آگرہ" دی گئی ۔بعد فوتِ پدر سال بہ سال ترقی مناصب ہوتی رہی ۔الہ آباد کی صوبیداری بھی ان کو ملی تھی ۔آخر میں جلوسِ عالمگیری کے چوبیسویں سال بلدۂ اجمیر میں بخشی گری اوّل کے منصب جلیل پر فائز ہوئے ۔ اسی سال حفاظتِ اجمیر کی غرض سے خلد مکاںؒ نے ان کو اجمیر کے قلعہ میں رکھا ۔۵ محرم الحرام

باقی صفحہ ۱۰۲ پر

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی ؏ ۔ انسان کی پیدائش کا مقصد "وظائف بندگی" کی ادائیگی ہے تاکہ "معرفتِ خداوندی" حاصل ہو۔ بعض چیزوں کا اس نے حکم دیا ہے اور بعض سے روکا ہے۔ اگر اوامر و نواہی کے خلاف زندگی بسر کرے گا "بندۂ سرکش" قرار پائے گا اور عقوبت و غضب کا مستحق ہوگا۔ "وعیداتِ اُخروی" یقینی طور پر سامنے آنے والی ہیں۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَالَہٗ مِنْ دَافِعٍ ؏

اللہ نے اپنے اس "کمالِ اہتمام" کے ماتحت جو دربارۂ انسان ہے بہت سے مؤکل (فرشتے) اس کے سر پر مسلط کر دیئے ہیں تاکہ اس کے "افعال و اقوال" اور حرکات و سکنات کے محافظ رہیں اور "رپورٹ" تیار کرتے رہیں۔ وائے بر جانِ آدمیٔ نامراد۔ ایک شاہی "رپورٹر" ایک علاقے میں جاتا ہے۔ اُس سے وہاں کے تمام باشندے لرزاں اور ترساں ہو جاتے ہیں۔ اعمالِ شنیعہ سے اجتناب کرتے ہیں اور یہاں اتنے "مؤکلانِ امین" دن کی رپورٹ شام کے وقت اور رات کی رپورٹ صبح کے وقت حضرت ذوالجلال کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور ہم جیسے غافل بالکل متنبہ نہیں ہوتے۔ کسبِ معاصی میں اور زیادہ دلیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔

مخدوما! یہ عمرِ چند روزہ بہت عزیز چیز ہے۔ یہ فرصت غنیمت ہے۔ چاہیئے کہ اہم امور میں صرف ہو۔ افسوس کی بات ہے اگر عمرِ عزیز بیہودہ اور لایعنی امور میں گذرے۔ تھوڑی سی کوشش سے "ملکِ ابدی" ہاتھ لگ سکتا ہے اور ذرا سی غفلت سے ہاتھ سے نکل بھی سکتا ہے۔ "ذکرِ کثیر" اہم مقصد ہے اور ورع و تقویٰ "عزائمِ امور" میں سے ہیں۔ دیکھیں کون جوان اسبابِ عیش اور خدم و حشم کے ہوتے ہوئے "کلمۂ حق" کو "سمعِ قبول" سے سن کر اس بے غرض نصیحت

(صلہ کا باقی حاشیہ) ۹۲ھ کو انتقال فرما گئے۔ مستعدانِ روزگار میں سے تھے۔ ہمسروں میں ممتاز اور فصاحت و بلاغت میں مسلّم تھے۔ ہندی میں بھی شعر کہتے تھے۔ میرن تخلص کرتے تھے۔

(ماخوذ از مآثر الامراء جلد سوم)

؏ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو یونہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟

؏ بیشک تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے۔ اس کو کوئی دفع نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

کو پیوندِ جاں کرتا ہے ؎

وادیم ترا ز گنجِ مقصود نشاں ۔ گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

مکتوب (۱۲۵) محمد معصومؒ کے نام

بَعْدَ الْحَمْدِ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الْمُخْتَصِّیْنَ بِفَضْلِ اللّٰہِ ۔ مکتوب مرغوب جو از راہِ محبت ارسال کیا تھا ۔ مسرت بخش ہوا۔ "غلبۂ ضعفِ دماغ" کی شکایت لکھی ہے، اللہ تعالیٰ شفائے عاجل اور قوت عطا فرمائے۔ اگر ضعف کی وجہ سے "ذکرِ لسان" نہ ہو سکے، تو "ذکرِ قلبی" اور "تفکر" میں زیادہ مشغول رہو۔ جانتے ہو تفکر کس کو کہتے ہیں؟ ؎

تفکر رفتن از باطل سوئے حق

(باطل سے حق کی طرف جانے کا نام تفکر ہے) اہل اللہ کی عبادتیں اور ان کے مراقبے سب تفکر کے تحت ہوتے ہیں، وہ علمِ اسفل سے علمِ اعلیٰ کی طرف جاتے ہیں، دال سے مدلول کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ ظل سے اصل کی سمت مائل ہوتے ہیں۔ صفت سے شان اور شان سے ذیشان تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ حاصلِ کلام یہ کہ ذکر سے مراد غفلت کا دُور کرنا ہے۔ جس ذریعہ سے بھی غفلت سے برطرفی ہو، وہ داخلِ ذکر ہے اور ہر وہ کام جو "نیت صالحہ" کے ساتھ ملا ہوا ہو، خواہ بیع و شراء ہو یا اس کی مانند، سب ذکر ہیں۔ امورِ دنیاوی بھی نیتِ صحیح کی شمولیت سے ذکر بن جاتے ہیں اور "دوامِ آگاہی" حاصل ہوتی ہے ؎

دردلِ ما غمِ دنیا غمِ معشوق شود ۔ بادہ گر خام بود پختہ کند شیشۂ ما

دریچۂ ترقی ہمیشہ مفتوح باد

مکتوب (۱۲۶) مخدوم زادہ شیخ محمد اشرفؒ[۱] کے نام

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیْغِ الدَّعَوَاتِ ۔ مکتوب مرغوب پہنچا۔ مسرت حاصل ہوئی

[۱] شیخ محمد اشرفؒ۔ آپ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے چوتھے صاحبزادے ہیں۔ ۱۰۴۰ھ میں (بقیہ ص...)

اپنے "احوالِ ظاہر و باطن" اسی طرح لکھتے رہا کرو۔ یہ امر توجہ غائبانہ کا باعث بنتا ہے۔ لکھا تھا کہ نمازِ فرض اور نمازِ تہجد میں کبھی ایک ایسی خاص حلاوت و کیفیت پیدا ہوتی ہے، جو تمام اعضاء پر چھا جاتی ہے۔ اس حالت کے طاری ہونے پر یہ جی چاہتا ہے کہ نماز طول کے ساتھ ادا کی جائے اور حلقۂ فجر میں بھی اکثر یہ حالت وارد ہو جاتی ہے۔

سعادت آثارا! یہ حلاوت و کیفیت جو نماز، خصوصاً نمازِ فرض میں پیدا ہوتی ہے اصل کیفیت ہے اور بیرونِ نماز والی کیفیت پر فضیلت رکھتی ہے۔ نماز کو طولِ قرأت کے ساتھ پڑھو، رکوع و سجود بھی دراز کرو، کبھی کبھی بغیر کسی بوریئے اور فرش کے خالی زمین پر نماز پڑھا کرو اور اپنی پیشانی کو (براہ راست) خاک پر چسپاں کر دیا کرو، کبھی کبھی جنگل میں جا کر جہاں کوئی شخص نہ دیکھے طول اور خشوع اور رغبت کے ساتھ (نمازِ نفل) پڑھا کرو۔ تکرارِ کلمۂ طیبہ پر حریص رہو۔ "اپنی مرادات" اور "منتسبات" کی نفی کرو اور "ظلال" سے "اصول" کی جانب مائل ہو جاؤ... تم نے خواب میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور یہ دیکھا کہ آنحضرتؐ تمہارا ہاتھ پکڑ کر تم کو اپنی جانب کھینچ رہے ہیں اور تم اپنی زبان سے کہہ رہے ہو۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ خُذْ بِیَدِیْ، یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ خُذْ بِیَدِیْ۔

یہ خواب بہت مبارک ہے اور (سراپا) بشارت ہے۔ اُمید ہے کہ یہ دستگیری "وسیلۂ نجاتِ اُخروی" اور "دریچۂ درجات" بن جائے گی۔ "والسلام"

(بقیہ حاشیہ صد۷۳) پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل طور پر حاصل کی۔ علمِ معقول و منقول، فروع و اُصولِ فقہ، کلام اور تفسیر و حدیث میں مہارتِ تامہ حاصل کی۔ کتبِ مشہورہ پر شروح و حواشی لکھے۔ اپنے والد سے بیعت ہو کر وادیٔ سلوک کو طے کیا۔ بالآخر خلافت سے نوازے گئے۔ آپ سے بیشمار تصرفات ظاہر ہوئے سُنّتِ نبویؐ اور طریقۂ مجددیہ پر کامل طریقے سے کاربند تھے۔ آپ نے ۲ صفر ۱۱۱۱ھ کو اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی اور اپنے والدِ ماجد کے مرقد سے بہ سمتِ مغرب مدفون ہوئے۔ نزع کے وقت آپ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، بار بار پڑھتے تھے۔

(روضۃ القیومیہ رکن دوم)

Marfat.com

مکتوب (۱۴۸) مولانا محمد حنیف کے نام

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ - صحیفۂ گرامی جو اس مسکین کے نام دیتا پہنچا، مسرت بخشی خدا کا شکر ہے کہ بعافیت ہو اور "یاد اجتاد" سے فارغ نہیں ہو۔ "نسبتہائے خاصہ" کی آرزو کی ہے اور "یارانِ حاضر باش" پر غبطہ کیا ہے -

مخدوما! ہم نے تم سے بھی کسی چیز کو اُٹھا نہیں رکھا ہے - حتی الامکان (تمہارے معاملے میں) کوئی کوتاہی نہیں کی ہے - اس کے باوجود دل برابر تمہاری جانب نگراں ہے اور خواہانِ ترقی ہے - اس خط کے لکھتے وقت بھی تمہاری طرف توجہ کی گئی - تم "خلعتِ بیش بہا" میں ظاہر ہوئے اور تمہارے انوار، عالم پر چھاتے ہوئے نظر آئے - تم نے جو غبطہ (خانقاہ کے) حاضر باشوں پر کیا ہے، یہ غبطہ محمود ہے - لیکن تم بھی کم درجہ نہیں ہو - اپنے ہم جنسوں میں ممتاز ہو - ہاں بعضوں کو جو خصوصیت از راہِ استعداد حاصل ہے، وہ امر دیگر ہے اور خارج از بحث ہے - ہر شخص اپنی اپنی استعداد کے موافق خصوصیت رکھتا ہے ؎

" ہر خوشش پسرے را حرکاتے دگر است "

تمہیں جو دولت حاصل ہے، اکثر کے ہاتھ اس سے خالی ہیں اور جن امور میں تمہارے معصر اس وقت "تنافس" کر رہے ہیں اور جد و جہد سے اس کی فکر میں ہیں، مدت ہوئی تم ان امور کے مستحق ہو چکے ہو - تمہارے مسترشدین تمہارے کمالات کا آئینہ ہیں - تمہارے ہی معانی ہیں - جو "صورِ مختلفہ" میں جلوہ گر ہو رہے ہیں اور تمہارا ہی حُسن "لباسِ فیض" میں ظاہر ہو رہا ہے - اپنے مریدوں میں دو مریدوں کے جو حالات تم نے اس خط میں تحریر کئے ہیں ان کا مطالعہ کر کے بیحد خوشی ہوئی - اَللّٰھُمَّ زِدْ -

میر عبداللہ کے "حالات" دوسرے "طالب" کے مقابلے میں اُونچے ہیں - مگر اتنی بات ملحوظ رہے کہ اس قسم کے اُمور جب طالبین میں ظاہر ہوتے ہیں تو کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ "بمقتضائے استعداد" ہوتے ہیں اور زیادہ تر ایسا بھی ہوتا ہے کہ "انعکاسی" طور پر وہ کمالات جلوہ گر ہو جاتے ہیں - خود ان کی استعداد اتنی نہیں ہوتی، خیر جو کچھ بھی ہو دولت عظیم ہے -

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى -

Marfat.com

تلخیص و ترجمہ جلد دوم

دُرّۃ التّاج

مکتوباتِ خواجہ محمّد معصوم سرہندیؒ

مُرتّبہ مُروِّجُ الشّریعۃ خواجہ محمّد عبیداللہ ابن خواجہ محمّد معصومؒ

مکتوب (۱۰) خواجہ دینار کے نام

(در نعتِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و ترغیبِ اتباعِ آنسرورؐ)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی۔ نقدِ سعادتِ دارین متابعتِ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے، دوزخ سے نجات اور دار القرار (جنّت) کا داخلہ سید ابرار و قدوۂ اخیار علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی اتباع پر ہی موقوف ہے۔ نیز رضائے پروردگار، پیرویٔ رسولِ مختار کے ساتھ مشروط ہے۔ توبہ، زہد، توکل اور تبتّل آنحضرتؐ کی تابعداری کے بغیر نامقبول اور اذکار و افکار، اشواق و اذواق بے توسلِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم غیر معمول ہیں۔ اولیائے آقائے نامدارؐ کے بحرِ بے پایانِ فیض کے ایک جرعے سے مستفیض اور انبیاءؑ ان کے سرچشمۂ آبِ حیات کے ایک قدح سے سیراب ہیں۔ فرشتہ ان کا طفیلی ہے، فلک ان کی حویلی ہے رشتۂ وجود انہیں کے وجود سے متصل، سلسلۂ ایجاد انہیں سے مربوط ہے ... جملہ کائنات ان کی تابعدار، اور تمام عالم کے بادشاہ اُن کی رضا کے طلب گار ہیں ؎

نماند بہ عصیاں کسے درگرو
کہ دارد چنیں سیدِ پیشرو

فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ نُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٗ [1]

صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَتَسْلِیْمَاتُہٗ وَتَحِیَّاتُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ

پس جوانانِ سعادت مند اور طالبانِ ہوشمند پر لازم ہے کہ ظاہراً و باطناً ان کی اتباع میں کوشاں رہیں اور جو بات متابعتِ رسولؐ کے منافی ہو اس سے روگرداں رہیں اور یقین رکھیں کہ اگر کوئی شخص ہزاراں ہزار فضائل و خوارق رکھتا ہو اور متابعتِ رسولؐ میں سست ہو۔ اس شخص کی صحبت و محبت سمِ قاتل ہے اور جو کوئی بھی فضیلت و کرامت نہ رکھتا ہو، لیکن اتباعِ رسولؐ میں اس کا قدم راسخ ہو۔ اس کی صحبت و محبت "تریاقِ نافع" ہے۔

محال است سعدیؒ کہ راہِ صفا توان رفت جز درپئے مصطفیٰؐ

عَلَیْہِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَالْبَرَکَاتُ الْعُلیٰ

مکتوب (۱۱) قلیج اللہؒ [2] کے نام

(اس میں سات سوالوں کے جوابات ہیں۔ جن میں سے ایک کا ترجمہ کیا جاتا ہے)۔

سوالِ ششم کا حاصل یہ ہے کہ تیجے اور دسویں کو میت کی رُوح کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا پکانا اور تیجے کے دن پھولوں کی رسم کرنا کہاں سے ثابت ہے؟

مخدوما! اللہ کے واسطے کھانا کھلانا بغیر کسی "رسم و ریا" کے اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا بہت اچھی بات اور نیک کام ہے۔ لیکن وقت کے متعین کرنے کی کوئی "معتمد علیہ" اصل ظاہر نہیں ہوتی۔ تیسرے دن مردوں میں پھولوں کی رسم بدعت ہے، البتہ عورتوں میں تیسرے

---

[1] بیشک جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک عمدہ تلوار (بھی) ہیں۔

[2] آپ قلیج محمد اندجانی کے قریبی عزیز تھے، مفصل حالات معلوم نہ ہوسکے۔ بعض قلمی مکتوباتِ معصومیہ میں آپ کا نام فتح اللہ لکھا ہے اگر صحیح قلیج اللہ ہے۔

دن سوگ اُٹھانے کے لیے خوشبو لانا ثابت ہے کیونکہ زوجہ کے علاوہ اہلِ قرابت میں سے کسی اور کو تین دن سے زائد سوگ رکھنا غیر مشروع ہے۔

مکتوب (۲۵) عبید اللہ بیگ کے نام

(اس مضمون میں کہ ہر سرزمین کا ایک خاص حکم اور خاص فیض ہے)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیْغِ الدَّعْوَاتِ۔ اخوی "اعزی مرزا عبید اللہ بیگ کی خدمت میں نگارش ہے کہ ان کا خط جو میر ضیاء الدین حسین کے ہاتھ بھیجا گیا تھا ملا۔ چونکہ احوال واذواقِ سَنیہ پر مشتمل تھا اس لئے لذاتِ معنویہ حاصل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ راہ ترقیات پر گامزن رکھے اور اتباعِ سنّت میں استقامت بخشے۔ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ[1]۔ تمہارے صوبۂ دکن کے جانے میں بظاہر کوئی حکمت ضرور ہوگی۔ ہر زمین کے فیوض مختلف ہیں۔ ہر شہر کی ایک علیحدہ خاصیت ہے اور ہر قریہ کا ایک جُدا معاملہ ہے۔ اہلِ بصیرت ہر توجہ سے فیض حاصل کرتے ہیں اور ہر زمین سے ایک خاص کمال بہم پہنچاتے ہیں۔ حضرت ایشانِ ما (حضرت مجدد الف ثانی رح) جس وقت کہ سلطانِ وقت (جہانگیر) کی ہمراہی میں لاہور تشریف رکھتے تھے وہاں شروع شروع میں ایک دو ماہ "درگذر حاجی سوائی" خواجہ قاسم کی حویلی کہنہ میں مقیم رہے۔ اس جگہ وہ "اسرار و معارف" ان پر فائض ہوئے جن کا تعلق "کمالاتِ فنا" اور "عدمیتِ اشیاء" سے ہے اور وہ مکتوب جو هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا[2] سے معنون ہے اور اس کے گرد و پیش کے چند مکتوبات اسی جگہ تحریر فرمائے ہیں۔ چونکہ وہ حویلی بہت پرانی تھی لہٰذا ایک دوسری حویلی میں منتقل ہونے کا ارادہ فرمایا، جو "درگذر مُلّا" تھی۔ اس سے پہلے کہ دوسری حویلی میں اقامت گزیں

---

[1] عقل مند کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

[2] انسان پر ایک ایسا زمانہ بھی آیا تھا جس میں وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔

Marfat.com

حضرتِ والا نے فرمادیا تھا کہ وہاں وہ "معارف و اسرار" فائض ہوں گے جن کا تعلق "کمالات بقا" سے ہے، انشاء اللہ تعالےٰ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ .. .. دوستوں سے دُعا اور توجہ "ظہر الغیب" کی اُمید ہے۔ والسلام

مکتوب (۲۲) مولانا محمد حنیف کے نام

(در تحریص بر احیائے سنّت و اماتتِ بدعت و ترغیب بر متابعت و محبتِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ــــ اَمَّا بَعْدُ۔ ہنگامِ قربِ قیامت ہے اور وقتِ زیادتیِ "ظلمات"، ایک عالم "ظلمات" کے اندر غرق ہے اور غرق ہوتا چلا جارہا ہے۔ کوئی جواں مرد درکار ہے جو اس خطرناک زمانہ میں احیائے سنّت کرے اور بدعت کو مٹائے ــ بے انوارِ سُننِ نبوی "راہِ راست" پانا محال ہے اور بے التزامِ اطوارِ نبوت "نجات" ڈھونڈھنا محض خیال ہے۔ طریقہ "صوفیاء کا سُلوک اور "محبّتِ ذاتیہ" کا وصول" بے اتباعِ حبیبِ ربّ العالمین متحقق نہیں ہوسکتا۔ آیۂ "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" ہمارے اس قول کی گواہ ہے۔ اپنی سعادت اسی میں سمجھنی چاہیئے کہ عادات، عبادات اور معاملات میں آنحضرتؐ سے نسبت پیدا ہو۔ عالمِ مجاز میں دیکھو کہ جو شخص محبوب سے مشابہت اختیار کرتا ہے محب کی نظر میں وہ کتنا محبوب و زیبا اور مرغوب و رعنا معلوم ہوتا ہے۔ محبوب کے دوست محب کی نظر میں عزیز اور محبوب کے مبغوض، محبوب کی نظر میں مبغوض ہوتے ہیں۔ پس کمالاتِ صوری و معنوی، آنحضرتؐ کی محبت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ افضلِ طاعات، "موالاتِ اولیاءؒ اور معاداتِ اعداء" ہے ؎

تولّٰی بے تبرّیٰ نیست ممکن

مگر یہ بات صحابۂ کرام رضؓ کے بارے میں جاری نہیں ہوسکتی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی دوستی، اکابر صحابہ رضؓ سے تبریٰ و بیزاری کے بغیر حاصل نہ ہو، جن لوگوں نے ایسا

سمجھا ہے غلط سمجھا ہے، اس لیے کہ بیزاری، اعداء سے ہونی شرط ہے نہ کہ احباء سے۔ حق سبحانہ، تعالیٰ نے صحابہ کرام کی شان میں رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ فرمایا ہے۔ "رُحَمَآءُ" جمع رحیم کی ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے۔ پس چاہیئے کہ یہ بزرگ (صحابہؓ) آپس میں کمالِ مہربانی کے ساتھ موصوف ہوں اور چونکہ صفتِ مشبہ استمرار و دوام پر دلالت کرتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ کمالِ مہربانی کی یہ صفت بطریقِ دوام و استمرار ہو۔ بغض، کینہ، حسد اور عداوت جو منافیِ رحم ہیں دوامی و استمراری طور پر ان سے مفقود ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ" (یعنی میری اُمّت میں میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں)۔ بھلا جو شخص "ارحم" ہو اُس سے کینہ اور عداوت اُمّت کے حق میں کیسے متحقق ہو سکتا ہے۔

مکتوب (۲۹) میرزا عبیداللہ بیگ کے نام

(امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ کی اہمیت کے بیان میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

مخدوما! اہلِ زمانہ کی زبانوں پر عام طور پر یہ بات چڑھی ہوئی ہے کہ صوفیاء کرام کا مسلک و مشرب یہ ہے کہ مخلوق کے حال سے بالکل تعرض نہ کیا جائے اور کسی سے بُرے نہ بنیں، چونکہ یہ بات خلافِ واقعہ ہے اور بہت سے فتنوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اس لئے دل میں یہ آیا ہے کہ اس کے بارے میں کچھ لکھا جائے اور اس خیال کے مفاسد ظاہر کئے جائیں۔ نیز اس سلسلے میں وہ احادیث بیان کردوں جو امر بالمعروف، نہی عن المنکر، حب فی اللہ بغض فی اللہ، فضیلتِ جہاد فی سبیل اللہ اور علوئے مرتبۂ مجاہدین و درجاتِ شہداء سے تعلق رکھتی ہیں اور صوفیائے کرام کی وہ باتیں بھی ذکر کردوں جو اس مقام سے مناسبت رکھتی ہیں اور جن سے ان کا جادۂ شریعت پر مستقیم ہونا معلوم ہوتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی موجود

Marfat.com

ہیں جو اپنے آپ کو گروہِ صوفیاء سے منسوب کرتے ہیں، لیکن دائرۂ شریعت سے باہر نکلے ہوئے ہیں، ان کے متعلق بھی کچھ لکھوں اور دوستوں کو ارسال کردوں۔ مِنَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ الْعِصْمَۃُ وَالتَّوْفِیْقُ۔

کرتا! جو شخص اس قسم کا لغو خیال رکھتا ہے (امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو مسلکِ صوفیاء کے خلاف کہتا اور سمجھتا ہے) پتہ نہیں کہ وہ کس جماعت کے صوفیاء کے متعلق یہ بات کہتا ہے؟ ہمارے پیروں یعنی مشائخِ نقشبندیہ کا طریقہ خود اتباعِ سنّت اور اجتناب از بدعت ہے، جیسا کہ ان حضرات کی کتابوں سے اور ان کے رسائل سے یہ بات ظاہر و ہویدا ہے۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر بغض فی اللہ، جہاد فی سبیل اللہ، یہ چیزیں تو "سننِ مقررۂ مصطفویہ" میں سے ہیں بلکہ واجبات و فرائض میں سے ہیں۔ بنا بریں امرِ معروف کو ترک کرنا، گویا اس طریقۂ علیہ (نقشبندیہ) کا ترک کرنا ہوگا۔ حضرت خواجہ نقشبند رح فرماتے ہیں کہ "ہمارا طریقہ "عروۃُ وثقیٰ" ہے۔ اس میں دامنِ متابعتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھامنا اور آثارِ صحابہ رض پر چلنا (ضروری) ہے، اس راہ میں تھوڑے عمل سے "فتوحِ بسیار" حاصل ہوتا ہے اور جو ان باتوں سے روگردانی کرے گا اُس کے لیے خطرِ عظیم ہے۔"

طریقۂ سلف اور صوفیاء و مشائخِ مستقیم الاحوال کا طرزِ عمل بھی یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تھا۔ غور کرو صوفیائے کرام نے جو سلوک و ریاضت اور موعظت کے دفتر کے دفتر لکھے ہیں اور "مہلکات و منجیات" کی نشاندہی کی ہے، یہ امر معروف اور نہی منکر نہیں، تو اور کیا ہے؟

حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ اپنے پیر و مرشد (حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ) سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ "راہِ دوستی "تاریک و باریک ہے"۔ تمہیں چاہیئے کہ مخلوقِ خدا کو نصیحت کرو اور لوگوں کو عذابِ خداوندی سے ڈراؤ"۔ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ جو کہ اہلِ وحدتِ وجود کے امام و پیشوا ہیں۔ انہوں نے اپنے زمانے کے ان صوفیاء کو جو طریقۂ "سماع و رقاصی" اختیار کئے ہوئے تھے۔ اس فعل سے روکا ہے اور ان باتوں کو ترک کرنے کے لئے امر فرمایا۔ بعض اشخاص شیخ موصوف کے فرمانے کے مطابق باز آ گئے اور اس طریقے کو چھوڑ دیا اور بعضوں نے اپنا (غلط) طریقہ تو نہیں چھوڑا لیکن اپنے قصور کا اعتراف و

Marfat.com

اقرار کیا، جیسا کہ شیخ نے اپنے بعض رسائل میں اس کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رسالہ میں امر معروف و نہی منکر کا ایک مستقل باب باندھا ہے اور اس کے دقائق بیان فرمائے ہیں۔ اسی رسالہ میں فرماتے ہیں:-

"جب کہ یہ بات ثابت ہوئی کہ نہی عن المنکر عدم قدرت کے وقت واجب نہیں تو کیا نہی عن المنکر ایسے وقت میں جب کہ اپنی جان پر بن آنے کا گمان غالب ہو، جائز بھی ہے یا نہیں؛ پس ہمارے نزدیک ایسے وقت میں جائز ہے اور افضل ہے، بشرطیکہ نہی کرنے والا اہلِ عزیمت و صبر میں سے ہو، پس یہ نہی عن المنکر جہاد فی سبیل اللہ مع الکفار کی مانند ہوگی۔ اللہ تعالےٰ قصۂ لقمان میں فرماتا ہے:- معروف کا حکم کر، منکر سے منع کر اور جو مصیبت (نتیجے میں) پڑے، اُس پر صبر کر، بیشک یہ ہمّت کے کام ہیں۔"

انصاف کرنا چاہئے۔ یہ حضرات پیشوائے اہلِ ولایت اور مقتدائے صوفیائے کرام تھے، ان کا مسلک اگر مداہنت ہوتا تو اتنا مبالغہ اُمرِ معروف میں کیوں کرتے!

حضرت فضیل ابن عیاض رح جو کہ اکابر صوفیاء میں سے ہیں، فرماتے ہیں:- "جو شخص صاحب بدعت" سے محبت رکھے گا، اللہ تعالےٰ اس کے عمل حبط کر دے گا اور اُس کے قلب سے ایمان کی نورانیت سلب کرلے گا اور میں اللہ تعالےٰ سے اُمید رکھتا ہوں کہ جب اللہ تعالےٰ یہ جان لے گا کہ کوئی شخص، صاحبِ بدعت سے بغض رکھتا تھا، تو اس بغض رکھنے والے کو (یقیناً) بخش دے گا، اگرچہ اس کے نیک عمل قلیل ہی کیوں نہ ہوں۔ اے مخاطب! تو جب کسی بدعتی کو ایک راستہ پر چلتا دیکھے تو دوسرا راستہ اختیار کرلے"۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں اہلِ بدعت پر لعنت فرمائی ہے:- جو کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت پڑتی ہے، نہ ایسے شخص کا فرض قبول نہ نفل"۔

حدیث میں آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔" اے عائشہ رض! وہ لوگ جنہوں نے دین میں تفریق پیدا کی اور گروہ در گروہ ہوئے، وہ اصحاب بدعت اور اربابِ ہواو

Marfat.com

ہوس ہیں، اُن کو تو بہی نصیب نہیں ہوتی۔ میں اُن سے بری ہوں، وہ مجھ سے"۔

اگر مشربِ صوفیائے کرام ترکِ امر معروف ہوتا تو کیوں ایک عظیم الشان صوفی یہ فرماتا کہ "جس روز صوفیوں کے درمیان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام نہ ہو، اُس دن کو اچھا دن نہ سمجھیں" پس مطلب ظاہر ہے کہ جس روز صوفیا مداہنت برتیں، وہ دن خیر کا دن نہیں ہے۔ وہ لوگ جو تعرض نہ کرنے اور امر بالمعروف نہ کرنے کے قائل ہیں، ذرا سوچیں کہ وہ عذاب و ثوابِ اُخروی کے اور اُن مواعیدِ شدیدہ کے (جو اعمالِ بد کے بارے میں قرآن و حدیث میں ہیں) قائل ہیں یا نہیں؛ اگر قائل ہیں تو پھر کیوں کسی نامراد انسان کو "مہلکۂ عظیم" سے نہیں نکالتے اور عذابِ سخت سے بچا کر طریقِ نجات نہیں دکھاتے۔ اگر کسی نابینا کے راستے میں کنواں یا سانپ ہو یا کوئی شخص دنیاوی مصیبت میں مبتلا ہو تو یہ لوگ اس کو آگاہ کریں گے اور چھٹکارے کی سبیل نکالیں گے اور اس کے حال سے تعرض کریں گے۔ افسوس کہ وہ مصیبتِ اُخروی پر جو کہ "اشدّ و ابقیٰ" ہے، لوگوں کو متنبہ نہیں کرتے، اور راہِ نجات نہیں دکھاتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرے سے قیامت، حشر و نشر اور میدانِ حشر میں جو کچھ ہوگا اس کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ اِعْتِقَادِھِمُ السُّوْءِ۔ (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بُرے عقائد سے ہمیں محفوظ رکھے)۔

اگر مخلوق سے کچھ تعرض نہ کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند تھا، تو اُس نے انبیاء علیہم السلام کو کیوں مبعوث کیا اور دعوتِ دینِ اسلام و بطلانِ ادیانِ دیگر کیوں کیا؟ اُمَمِ سابقہ میں جن لوگوں نے ان انبیاء کی دعوت کو قبول نہیں کیا تو اُن کو عذاب ہائے گوناگوں میں کیوں گرفتار کیا؟ اور کیوں اُن کا استیصال کیا؟ چاہیئے تو یہ تھا کہ اُن کو یوں ہی اپنے حال پر چھوڑ دیتا۔ اور جہاد کس لئے فرض کیا؟ کہ وہ متضمنِ ایذائے قتلِ مسلمانان ہے اور اس میں ایذائے قتلِ کفار بھی ہے اور مجاہدین و شہدائے فی سبیل اللہ کی فضیلت جو نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے کیوں بیان کی گئی؟

اللہ تعالیٰ نے کمالِ رحمت سے انبیاءؑ کو اصالۃً اور اولیاء کو تبعاً دعوتِ دین کے لیے مقرر فرمایا اور ان کے ذریعے سے لوگوں کو عذاب و ثواب سے آگاہ کیا اور اس طرح مخالفینِ اسلام پر حجت قائم کی اور ان کی زبانِ عذر کو بند کر دیا۔ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ[1]۔

---

[1] تاکہ لوگوں کے لیے اللہ پر رسولوں کے آنے کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے۔

Marfat.com

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (سچے) تابعدار دعوت و امرِ معروف میں آپ کے شریک ہیں۔ اور جو شخص تارکِ امرِ معروف ہے وہ درحقیقت تابعِ رسولؐ ہی نہیں ہے۔ انصافاً غور کرنا چاہئیے کہ اگر فساق و کفار مبغوضِ خدا نہ ہوتے تو بغض فی اللہ واجباتِ دین سے نہ ہوتا، افضل قربات اور ایمان کا مکمل کرنے والا نہ قرار پاتا، سببِ وصولِ ولایت اور باعث رضاء و قربِ خداوندیؐ بنتا۔

حضرت عمرو بن الجموحؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ "بندہ صریح ایمان نہیں پاسکتا، تاوقتیکہ اللہ کے لیے بغض نہ کرے جس کسی میں یہ صفت پیدا ہوگئی کہ وہ اللہ کے لیے محبت رکھتا ہے اور اللہ کے لیے بغض رکھتا ہے تو وہ مستحقِ ولایت ہوگیا۔" (رواہ احمد)

حضرت ابوامامہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کسی نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے عطا کیا اور اللہ کے لیے منع کیا، اُس کا ایمان کامل ہوگیا۔" (رواہ ابوداؤد) ۔ (اس کے بعد اس مضمون کی چند اور احادیث پیش کی ہیں)۔

سچ تو یہ ہے کہ دوستانِ محبوب سے محبت اور دشمنانِ محبوب سے عداوت، لوازم محبت سے ہے، محبتِ صادق بے اختیار ان دونوں باتوں کو عمل میں لاتا ہے اور "کسب و تعمل"، کا محتاج نہیں ہوتا۔ دوستانِ دوست کس قدر اچھے نظر آتے ہیں اور دشمنانِ دوست کتنے زشت و بدمعلوم ہوتے ہیں (یہ بات محتاجِ بیان نہیں) اور یہ بات عشقِ مجازی میں بھی بالکل ظاہر و نمایاں ہے، جو شخص دعویٰ دوستی کرے اُس کا دعویٰ ہرگز قبول نہیں ہوگا۔ جب تک (محبوب کے) دشمنوں سے اظہارِ بیزاری نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ الآية"[1]

ایک جگہ فرماتا ہے۔ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الآية"

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ طالبِ حق کو "غلط قسم کے لوگوں سے) بیزاری بھی ضروری و

---

[1] حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سیرت میں تمہارے لئے ایک بہترین نمونہ ہے۔

Marfat.com

"ناگزیر ہے۔ (اس کے بعد چند آیات اس مضمون کی اور پیش کی ہیں) اہلِ وحدتِ وجود میں جو حضرات مستقیم الاحوال ہیں ان کا دینِ متین میں متشرع اور پختہ ہونا بھی مشہور و ماثور ہے، تحریر کا محتاج نہیں۔

ہمارے حضرت (حضرت مجدّد الف ثانی رح) جو کہ وضو، طہارت، نماز اور آداب نماز میں انتہائی احتیاط برتتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے یہ تمام تر احتیاط اپنے والد (حضرت شیخ عبدالاحد رح) سے سیکھی ہے۔ محض کتابوں سے یہ باتیں حاصل ہونا مشکل ہیں"۔ میرے دادا باوجودیکہ مشربِ وحدتِ وجود رکھتے تھے، اور فصوص الحکم (مصنفہ شیخ محی الدین ابن عربی رح) کے بہترین ماہر تھے لیکن شریعت کی پابندی بھی ان کے اندر بدرجۂ کمال تھی۔ میرے دادا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ احتیاط اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ رکن الدین گنگوہی رح سے اخذ کی ہے۔ حضرت شیخ رکن الدین رح بھی مسلکِ توحید وجودی کے باوجود کامل طور پر شریعت کے پابند تھے۔ حضرت شیخ مذکور رح نے یہ احتیاط اپنے والد و مرشد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی تھی۔ شیخ گنگوہی رح

لہ زبدۃ المقامات میں حضرت شیخ گنگوہی رح کے تذکرہ میں ہے۔ باوجود کثرت جذبات و وفور غلبات در اتباع سنت سنیہ بغایت متقن بود و در التزام عزائم امور دینیہ سخت متمکن (ص۹) زبدۃ المقامات میں حضرت شیخ گنگوہی رح کے تذکرے کے اختتام پر حضرت مجدّد الف ثانی رح کی زبانی یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت شیخ ایک مرتبہ دہلی تشریف لائے ہوئے تھے۔ شیخ حاجی عبدالوہاب بخاری رح نے جو کہ حضرت سید جلال الدین بخاری رح کی اولاد سے تھے اور بڑے صاحب علم تھے، ایک تفسیر اپنی لکھی ہوئی حضرت شیخ رح کی خدمت میں مطالعہ کے لیے بھیجی۔ قطب گنگوہی رح نے جب اس تفسیر کو کھولا تو اتفاق سے آیۂ تطہیر نکل آئی۔ شیخ عبدالوہاب رح نے اس مقام پر لکھا تھا کہ: اولادِ نبی سب کے سب مامون الخاتمہ ہیں اور ان کی عاقبت یقیناً بالخیر ہوگی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس قدس سرہٗ نے اس تحریر کے حاشیہ پر تحریر فرمایا "ہذا خلاف مذہب اہل السنۃ والجماعۃ" یعنی یہ بات اہل سنت و جماعت کے مسلک کے خلاف ہے اور کتاب کو واپس کر دیا۔ اس موضوع پر کئی دن تک علمائے دہلی نے آپس میں مذاکرے کیے بالآخر

(بقیہ صفحہ ۸۶ پر)

مشربِ وحدتِ وجود میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔ اکثر مغلوب الحال رہتے تھے۔ مگر اس کے باوجود تشرّع اور احتیاطِ ظاہری میں بھی فردِ کامل تھے۔

حضرت خواجہ احرارؒ اگرچہ مشربِ توحیدِ وجودی کی طرف مائل تھے لیکن ترویجِ شریعت میں قدمِ راسخ رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں (صرف) پیری مریدی کروں تو کسی کو بھی میرے زمانے میں پیری مریدی کرنے کی جرأت وہمّت نہ ہوسکے، مگر مجھ کو تو ترویج و اشاعتِ دین کے لیے مقرر کیا گیا ہے نہ کہ (فقط) پیری مریدی کے لیے۔"

شیخ محی الدین ابنِ عربی قدس سرّہٗ جو کہ علمِ حدیث میں صاحبِ اسناد تھے اور علم فقہ میں پایۂ اجتہاد رکھتے تھے، فرماتے ہیں کہ:۔ "بعض مشائخ نے "حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا"۔ (محاسبۂ آخرت سے پہلے اپنے اعمال کا محاسبہ کرو) کے پیشِ نظر اپنے دن اور رات کا محاسبہ اختیار کیا ہے اور میں نے اس میں اور اضافہ کردیا اور وہ یہ کہ محاسبۂ اعمال کے ساتھ ساتھ، محاسبۂ خطرات بھی کرتا ہوں۔" سلطان العارفین سیّد الطائفہ (حضرت جنید بغدادیؒ) جو گویا بانیٔ مشربِ توحیدِ وجودی، وہ بھی سرتاپا شریعت سے آراستہ پیراستہ تھے۔

اگر ترکِ امرِ معروف، وحدتِ وجود والوں کا مشرب و مسلک ہوتا، تو مولانا عبدالرحمٰن جامی جو محققینِ اربابِ وحدتِ وجود میں سے ہیں، کیوں اپنی مثنوی "سلسلۃ الذہب" میں ایسے لوگوں کی تردید کرتے، جو ترکِ امر کے قائل ہیں (چند اشعار سلسلۃ الذہب کے پیش فرمائے ہیں۔ عجیب تماشے کی بات ہے کہ جو لوگ مشربِ "کم آزاری" اور مسلکِ "صلحِ کل" اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ یہود، جوگیہ، براہمہ اور زنادقہ وغیرہم کے ساتھ تو اچھے ہیں، اُن سے صلح صحبت انبساط رکھتے ہیں، لیکن اہلسنّت وجماعت سے، جو کہ فرقۂ ناجیہ ہے، غلظت وعداوت کا معاملہ کرتے ہیں۔ ان کی صلح دوسروں سے ہے، اس جماعتِ حقّہ کو ایذا وآزار پہنچاتے ہیں اور اس کو بیخ وبن سے اکھاڑنا چاہتے ہیں۔ اچھی "صلحِ کل" پالیسی ہے کہ محمدّیوں سے عداوت

وہی بات حق نکلی جو حضرت شیخ گنگوہی قدس سرّہٗ العزیز نے فرمائی تھی۔ (زبدۃ المقامات صہ ۱۱)

ؔ شیخ عبدالاحد فاروقی رح

Marfat.com

اور "غیر محرّیان" سے محبت و مؤدّت ـ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر ترکِ تعرض محمود ہوتا تو امرِ معروف و نہیِ منکر واجباتِ دین سے نہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ امر و نہی کرنے والوں کو خیرِ اُمّت کا لقب نہ دیتا ـ جیسا کہ فرماتا ہے ـ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ الآیة ـ

دوسری جگہ ان لوگوں کا ذکر فرماتا ہے ـ اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ـ ایک جگہ فرماتا ہے: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ـ

انبیاء علیہم السلام، صحابہ رضؓ، تابعین رحؒ، تبع تابعین رحؒ اور تمام سلفِ صالحین نے کتنی کوشش امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں صرف کی ہیں، اور کتنی کچھ ایذائیں اور مصیبتیں اس کام کے کرنے میں جھیلی ہیں، ایک عبث کام کے لئے اتنی جدوجہد کرنا (نعوذ باللہ) سراسر بے عقلی قرار پائے گی، اگر ترکِ تعرض مستحسن فعل ہوتا تو منکرِ شرعی کو دیکھ کر انکارِ قلبی کرنے کو کیوں اضعفُ ایمان قرار دیا جاتا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ـ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ـ اگر کہا جائے کہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ـ دلالت ترکِ امر و ترکِ نہی پر کر رہی ہے ـ تو میں کہوں گا کہ یہ بات غلط ہے، اس لیے کہ اِهْتَدَيْتُمْ میں جو اِهْتِدَاء ہے، وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو بھی شامل

ےٴ تم میں بہترین اُمّت ہو، جو لوگوں کی بہتری کے لیے پیدا کی گئی ہے ـ

ےٴ نیک کاموں کا حکم کرنے والے، بُری باتوں سے منع کرنیوالے اور اللہ کے حدود کی محافظت کرنے والے ـ

ےٴ مومن مرد اور مومنہ عورتیں (دینی معاملات میں) ایک دوسرے کے کارساز ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہیں ـ

ےٴ یہ ضعیف ترین ایمان ہے ـ ےٴ اے ایمان والو! تم کو اپنے نفسوں کی فکر لازم ہے ـ جب تم ہدایت یاب ہو تو کسی کا گمراہ ہونا تم کو نقصان نہ دے گا ـ

Marfat.com

ہے، جیساکہ مفسّرین نے بیان کیا ہے۔ اب معنیٰ اس آیت کے یہ ہوئے کہ جب تم اعمالِ صالحہ بجالاؤ گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو گے تو دوسروں کی گمراہی تم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس آیت کی شانِ نزول بھی اسی معنیٰ کی مؤید ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مسلمان، اہلِ کفر کی طرف سے دل تنگ ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے ان کی تسلی اس آیت سے فرمائی کہ جب تم اپنا کام انجام دے چکے اور راہِ راست کی جانب رہنمائی کر چکے اور کفر و طغیان سے ڈرا چکے، اس کے بعد ان لوگوں کا کفر تم کو مضرت نہیں پہنچائے گا اور جس جماعت نے اس آیت کو اپنے ظاہری معنیٰ پر رکھا ہے۔ اس نے آیتِ امرِ معروف سے اس کو منسوخ مانا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ الآیہ) اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سُنا ہے، فرماتے تھے کہ: "لوگ جب منکر کو ہوتا ہوا دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنا عذاب سب پر عام کر دے"۔

(رواہ ابن ماجہ والترمذی وصحہ)

اگر کہا جائے کہ امرِ معروف (تبلیغ) اور جہاد فی سبیل اللہ طریقۂ انبیاء ہے اور طریقۂ اولیاء ترکِ تعرض اور ترکِ امر ہے، جیساکہ اس وقت بعض اشخاص کہہ دیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ امورِ مذکورہ کی فرضیت اور ان کے انجام دینے کی فضیلت اور ان کے چھوڑنے پر وعید، نصوص سے ثابت ہے اور فرضیت، وعد، وعید، کافۂ انام کے لئے ہوتے ہیں، ان میں کسی کی خصوصیت نہیں ہوتی، خواص و عوام، انبیاء و اولیاء "ایتانِ فرائض" میں برابر ہیں۔ البتہ حصولِ نجات، اور "وصول بدرجاتِ کمال" متابعتِ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اولیاء نے جو کچھ بھی ولایت، محبت، معرفت اور قربِ الٰہی سے حصہ پایا ہے، وہ بطفیلِ انبیاء پایا ہے۔ راہِ وصول انبیاء ہی کے اتباع پر موقوف و منحصر ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ

عہ اے رسولؐ! کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو (اس عملِ خیر کی بدولت) اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرے گا۔

Marfat.com

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ اس کے علاوہ جو راہ ہے وہ ضلالت و گمراہی کی راہ ہے اور شیاطین کا راستہ ہے۔ قرآن کی آیات۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ اور وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج اِس دعوے پر شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ : یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر چند خطوط اس کے دائیں بائیں کھینچے اور فرمایا۔ یہ شیاطین کے راستے ہیں۔ بعدہٗ یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ۔ (رواہ احمد والنسائیؒ والدارمی)۔ پس جو شخص متابعتِ انبیاءؑ کے بغیر چاہے کہ راہِ حق پر چلے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا اور سوائے گمراہی کے اسے کچھ حاصل نہ ہوگا، اگر کوئی چیز حاصل بھی ہوئی تو وہ "استدراج" ہوگا کہ اس کا نتیجہ آخرت میں خُسران و حرمان ہے۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

محال است سعدیؔ کہ راہِ صفا

تواں رفت جز در پئے مصطفےٰؐ

حضرت جنید بغدادیؒ جو کہ رئیسِ صوفیاء ہیں، فرماتے ہیں کہ : جس نے قرآن حفظ نہیں کیا اور کتابتِ حدیث نہیں کی وہ ہمارے مسلک میں مقتدیٰ بننے کے قابل نہیں، اس لئے کہ ہمارا طریقہ سراسر مقید بالکتاب والسُنّۃ ہے۔

حضرت خواجہ احرارؒ سے منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ۔ اگر تمام احوال و مواجید ہم کو دیئے جائیں اور ہماری حقیقت کو عقائد اہل سنّت وجماعت کے ساتھ متجلی نہ کریں تو ہم

عہ حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا ہے ؟

عہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو۔

عہ جو شخص اسلام کے علاوہ دوسرا طریقہ اختیار کرے گا وہ قبول نہ کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اس کو سوائے خرابی کے اور کچھ تصور نہ کریں گے اور اگر تمام خرابیاں ہمارے اندر جمع ہو جائیں لیکن ہماری حقیقت کو عقائدِ اہلِ سنّت و جماعت کے ساتھ نواز دیں تو ہمیں کچھ خوف نہیں۔ انصاف کرو، جب کہ نبوّت ختم ہو گئی، زمانۂ وحی منقطع ہو چکا، دین کامل ہو گیا، نعمت تمام ہو گئی، پھر آج کس دلیل اور کس سند سے دینِ متین (کے احکام) کو برطرف کیا جا سکتا ہے اور اپنے خواب و خیال کی بُنیادوں پر انبیاءؑ کے کلمۂ متفقہ کو، جو کہ وحیِ قطعی اور اخبارِ الٰہی سے ماخوذ ہے، کس طرح نظرانداز کیا جا سکتا ہے۔ عقلِ دُور اندیش کو کام میں لانا چاہیئے، خواب و خیال کے دھوکے میں نہ پھنسنا چاہیئے، شیطان کے راستے سے دُور رہا جائے، سنّتِ سنیہ کی صراطِ مستقیم کو ہاتھ نہ دیا جائے، اتباعِ انبیاء علیہم السّلام ہی بیشک و شبہ نجات دہندہ ہے اور "مُثمرِ برکات" ہے، سوائے اس کے سب باتیں "خطر در خطر" ہیں۔ فَالْحَذَرُ كُلَّ الْحَذَرِ (الامان الامان) راہِ نجاتِ قطعی کو چھوڑ کر راہِ خطر اختیار کرنا، شیطانِ لعین کے جال میں گرفتار ہونا، اور اپنے آپ کو "مُردی ہلاکت" میں ڈالنا عقل سے بہت بعید ہے۔ جو "وجد و حال" اور خواب و خیال، کہ برخلافِ پیغمبرانِ برحق ہو، وہ كَسَرَابٍۢ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً کا مصداق ہے۔ جب خدا سے واسطہ پڑے گا اور گورو قیامت کی منزلیں درپیش ہوں گی، اُس وقت متابعتِ انبیاءؑ کے علاوہ کوئی چیز سود مند و دستگیر نہ ہوگی۔ ہاں اگر "احوال و مواجید" اور "کشوف و الہامات" متابعتِ انبیاءؑ کے ساتھ جمع ہو جائیں تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ (اس کے بعد آیات و احادیث کثرت سے اسی مضمون کی درج ہیں)۔

مکتوب (۳۱) ایک اہلِ زمانہ کے نام

تم نے لکھا تھا کہ میں نے ایسی ذلّت و خواری کے ساتھ کبھی زندگی بسر نہیں کی، جیسی اب کر رہا ہوں۔

عہ میدانِ ہموار میں ریت کی مانند، جس کو (مصنوعی لہروں کی وجہ سے) پیاسا آدمی پانی سمجھتا ہے

Marfat.com

مخدومِ من! بندۂ عاجز جب اپنے جیسے عاجز بندے سے چاپلوسی، التجا اور لجاجت کرے تو اُس کا یہی حشر ہونا چاہئے کہ ذلّت و خواری میں مُبتلا ہو۔
کیوں نہیں درگاہِ غنیِ مطلق میں تضرّع و زاری کرتا۔ درحقیقت یہی ذاتِ عالی اس لائق ہے کہ اُس کے سامنے التجا کی جائے۔ اسی کے رحم و کرم سے مشکلات حل ہوتی ہیں۔(اس کے علاوہ کوئی اس قابل نہیں) رزق کی وسعت اور تنگی بھی اُسی کی طرف سے ہے، نہ کہ اس کے غیر کی طرف سے وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔ (سورۂ یونس) (اگر پہنچائے اللہ تعالےٰ تجھ کو کوئی پریشانی، پس نہیں اُس کو کوئی دُور کرنے والا سوائے اُسی کے اور اگر وہ تجھ کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرے تو اُس کے فضل کو کوئی لوٹانے والا نہیں ہے اور یہ بھلائی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے فرماتا ہے)۔

مکتوب (۳۳) حاجی محمدؐ افغان کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وہ خط جو تم نے بھیجا تھا، پہنچا، خوش وقت کیا۔ تم نے اپنے لئے اور اپنے مریدوں کے لئے توجہات کی درخواست کی تھی ۔ کبھی کبھی توجہ کی جاتی ہے۔ انشاءاللہ تعالےٰ اور زیادہ توجہ کی جائے گی۔ لیکن۔ اتنا جان لینا ضروری ہے کہ مدارِ کار "رابطۂ معنوی" پر ہے جس کو دوسرے لفظوں میں محبّت و اعتقاد اور تسلیم سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ مسترشد کا اپنے مرشد سے جتنا رابطہ قوی ہوگا، باطنِ شیخ سے اخذِ فیوض و برکات اُسی قدر زیادہ کر سکتا ہے۔ محبّت خالص اور رابطۂ معنوی کا ہونا ایک قطبِ کامل کے باطن سے اخذِ برکات کرنے کے لئے کافی ہے، چاہے توجہ نہ بھی ہو۔ بے محبّت و رابطۂ معنوی، محض توجہ بہت کم مؤثر ہوتی ہے۔ تاثیرِ توجہ کے لیے محل درکار ہے۔ ہاں وہ توجہ جو رابطۂ مذکورہ کے ساتھ جمع ہو نورٌ علی نور ہو جائے گی (الغرض) دارومدار قوّتِ رابطہ اور اتباعِ سنّتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اگر کوئی شخص ان دو باتوں میں رسوخ اور پختگی رکھتا ہے، اُس کو غم نہیں۔ اُس کے انجام

Marfat.com

ہے، جیسا کہ مفسّرین نے بیان کیا ہے۔ اب معنیٰ اس آیت کے یہ ہوئے کہ جب تم اعمالِ صالحہ بجا لاؤ گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو گے تو دوسروں کی گمراہی تم کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس آیت کی شانِ نزول بھی اسی معنیٰ کی مؤیّد ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مسلمان، اہلِ کفر کی طرف سے دل تنگ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلّی اس آیت سے فرمائی کہ جب تم اپنا کام انجام دے چکے اور راہِ راست کی جانب رہنمائی کر چکے اور کفر و طغیان سے ڈرا چکے، اس کے بعد ان لوگوں کا کفر تم کو مضرت نہیں پہنچائے گا اور جس جماعت نے اس آیت کو اپنے ظاہری معنیٰ پر رکھا ہے۔ اُس نے آیتِ امرِ معروف سے اس کو منسوخ مانا ہے۔ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ الآیه) اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سُنا ہے، فرماتے تھے کہ: "لوگ جب منکر کو ہوتا ہوا دیکھیں اور اُس کو نہ مٹائیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب سب پر عام کر دے"۔

(رواہ ابن ماجہ والترمذی وصحہ)

اگر کہا جائے کہ امرِ معروف (تبلیغ) اور جہاد فی سبیل اللہ "طریقۂ انبیاء" ہے اور "طریقۂ اولیاء" ترکِ تعرض اور ترکِ امر ہے، جیسا کہ اس وقت بعض اشخاص کہہ دیتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ امورِ مذکورہ کی فرضیت اور ان کے انجام دینے کی فضیلت اور ان کے چھوڑنے پر وعید نصوص سے ثابت ہے اور فرضیت، وعد، وعید، کافّۂ انام کے لئے ہوتے ہیں، ان میں کسی کی خصوصیت نہیں ہوتی، خواص و عوام، انبیاء و اولیاء "ایتانِ فرائض" میں برابر ہیں۔ البتہ حصولِ نجات، اور "وصول بدرجاتِ کمال" متابعتِ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اولیاء نے جو کچھ بھی ولایت، محبّت، معرفت اور قربِ الٰہی سے حصہ پایا ہے، وہ بہ طفیلِ انبیاء پایا ہے۔ راہِ وصول انبیاء ہی کے اتباع پر موقوف و منحصر ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ

ع۵ اے رسول! کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبّت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو (اس عملِ خیر کی بدولت) اللہ تعالیٰ تم سے محبّت کرے گا۔

یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اس کے علاوہ جو راہ ہے وہ ضلالت و گمراہی کی راہ ہے اور شیاطین کا راستہ ہے۔ قرآن کی آیات۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ اور وَاَنَّ ؏ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ ؏ اس دعوے پر شاہد ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا اور فرمایا کہ: یہ اللہ کا راستہ ہے۔ پھر چند خطوط اس کے دائیں بائیں کھینچے اور فرمایا۔ یہ شیاطین کے راستے ہیں۔ بعدہٗ یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔ (رواہ احمد والنسائی والدارمی)۔ پس جو شخص متابعتِ انبیاء کے بغیر چاہے کہ راہِ حق پر چلے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا اور سوائے گمراہی کے اسے کچھ حاصل نہ ہوگا، اگر کوئی چیز حاصل بھی ہوئی تو وہ "استدراج" ہوگا کہ اس کا نتیجہ آخرت میں خُسران حرمان ہے۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ؏ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

محال است سعدیؔ کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفےٰؐ

حضرت جنید بغدادیؒ جو کہ رئیسِ صوفیاء ہیں، فرماتے ہیں کہ: جس نے قرآن حفظ نہیں کیا اور کتابتِ حدیث نہیں کی وہ ہمارے مسلک میں مقتدیٰ بننے کے قابل نہیں، اس لئے کہ ہمارا طریقہ سراسر مقید بالکتاب والسُنّۃ ہے۔

حضرت خواجہ احرارؒ سے منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ۔ اگر تمام "احوال و مواجید" ہم کو دیئے جائیں اور ہماری حقیقت کو عقائدِ اہل سنت و جماعت کے ساتھ متجلی نہ کریں تو ہم

؏ حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا ہے؟

؏ یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس پر چلو۔

؏ جو شخص اسلام کے علاوہ دوسرا طریقہ اختیار کرے گا وہ قبول نہ کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اس کو سوائے خرابی کے اور کچھ تصور نہ کریں گے اور اگر تمام خرابیاں ہمارے اندر جمع ہوجائیں لیکن ہماری حقیقت کو عقائدِ اہلِ سنت و جماعت کے ساتھ نواز دیں تو ہمیں کچھ خوف نہیں۔ انصاف کرو، جب کہ نبوت ختم ہوگئی، زمانۂ وحی منقطع ہوچکا، دین کامل ہوگیا، نعمت تمام ہوگئی، پھر آج کس دلیل اور کس سند سے دینِ متین (کے احکام) کو برطرف کیا جاسکتا ہے اور اپنے خواب و خیال کی بنیادوں پر انبیاءؑ کے کلمۂ متفقہ کو، جو کہ وحیِ قطعی اور اخبارِ الٰہی سے ماخوذ ہے، کس طرح نظرانداز کیا جاسکتا ہے۔ عقلِ دُور اندیش کو کام میں لانا چاہیئے، خواب و خیال کے دھوکے میں نہ پھنسنا چاہیئے، شیطان کے راستے سے دُور رہا جائے، سنتِ سنیہ کی صراطِ مستقیم کو ہاتھ نہ دیا جائے، اتباعِ انبیاء علیہم السلام ہی بیشک وشبہ نجات دہندہ ہے اور "مثمرِ برکات" ہے، سوائے اس کے سب باتیں "خطر در خطر" ہیں۔ فَالْحَذَرُ كُلَّ الْحَذَرِ (الامان الامان) راہِ نجاتِ قطعی کو چھوڑ کر راہِ خطر اختیار کرنا، شیطانِ لعین کے جال میں گرفتار ہونا اور اپنے آپ کو "سرحدِ ہلاکت" میں ڈالنا عقل سے بہت بعید ہے۔ جو "وجد و حال" اور خواب و خیال، کہ برخلافِ پیغمبرانِ برحق ہو، وہ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَآءً[ع] کا مصداق ہے۔ جب خدا سے واسطہ پڑے گا اور گور و قیامت کی منزلیں درپیش ہوں گی، اُس وقت متابعتِ انبیاءؑ کے علاوہ کوئی چیز سود مند و دستگیر نہ ہوگی۔ ہاں اگر "احوال و مواجید" اور "کشوف و الہامات" "متابعت انبیاءؑ" کے ساتھ جمع ہوجائیں تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ (اس کے بعد آیات و احادیث کثرت سے اسی مضمون کی درج ہیں)۔

مکتوب (۳۱) ایک اہلِ زمانہ کے نام

تم نے لکھا تھا کہ میں نے ایسی ذلت و خواری کے ساتھ کبھی زندگی بسر نہیں کی جیسی اب کر رہا ہوں۔

ع میدانِ ہموار میں ریت کی مانند، جس کو (مصنوعی لہروں کی وجہ سے) پیاسا آدمی پانی سمجھتا ہے

Marfat.com

مخدومِ من! بندۂ عاجز جب اپنے جیسے عاجز بندے سے چاپلوسی، التجا اور لجاجت کرے
تو اس کا یہی حشر ہونا چاہئے کہ ذلت و خواری میں مبتلا ہو۔
کیوں نہیں درگاہِ غنیِ مطلق میں تضرع و زاری کرتا۔ درحقیقت یہی ذاتِ عالی اس
لائق ہے کہ اس کے سامنے التجا کی جائے۔ اسی کے رحم و کرم سے مشکلات حل ہوتی ہیں۔ (اس
کے علاوہ کوئی اس قابل نہیں) رزق کی وسعت اور تنگی بھی اسی کی طرف سے ہے، نہ کہ اس
کے غیر کی طرف سے وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ
بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔ (سورۂ یونس)
(اگر پہنچائے اللہ تعالیٰ تجھ کو کوئی پریشانی، پس نہیں اس کو کوئی دور کرنے والا سوائے اسی کے اور
اگر وہ تجھ کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی لوٹانے والا نہیں ہے اور یہ بھلائی
اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے فرماتا ہے)۔

مکتوب (۲۳) حاجی محمد افغان کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وہ خط جو تم نے بھیجا تھا، پہنچا، خوش وقت کیا۔ تم نے اپنے
لئے اور اپنے مریدوں کے لئے توجہات کی درخواست کی تھی۔ کبھی کبھی توجہ کی جاتی ہے۔ انشاءاللہ
تعالیٰ اور زیادہ توجہ کی جائے گی۔ لیکن۔ اتنا جان لینا ضروری ہے کہ مدارِ کار "رابطۂ معنوی"
پر ہے جس کو دوسرے لفظوں میں محبت و اعتقاد اور تسلیم سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ مسترشد کا اپنے
مرشد سے جتنا رابطہ قوی ہوگا، باطنِ شیخ سے اخذِ فیوض و برکات اسی قدر زیادہ کر سکتا ہے۔
محبت خالص اور رابطۂ معنوی کا ہونا ایک قطبِ کامل کے باطن سے اخذِ برکات کرنے کے
لئے کافی ہے، چاہے توجہ نہ بھی ہو۔ بے محبت و رابطۂ معنوی، محض توجہ بہت کم مؤثر ہوتی
ہے۔ تاثیرِ توجہ کے لیے محل درکار ہے۔ ہاں وہ توجہ جو رابطۂ مذکورہ کے ساتھ جمع ہو نور" علیٰ
نور ہو جائے گی (الغرض) دار و مدار قوتِ رابطہ اور اتباعِ سنتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر
ہے۔ اگر کوئی شخص ان دو باتوں میں رسوخ اور پختگی رکھتا ہے، اس کو غم نہیں۔ اس کے انجام

کو نا میگاں اور اس شخص کو کمالاتِ اکابر سے محروم نہیں کریں گے اور اگر ان دو باتوں میں سے کسی ایک میں بھی خلل واقع ہوگا تو خطر در خطر ہے ـــــــ چاہے کتنی ہی ریاضت کرے ۔ والسلام۔

مکتوب (۴۴) حافظ عبدالکریم کے نام

(حیاتِ دُنیوی اور حیاتِ برزخ کے فرق کے بیان میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ وہ حیات جو دنیا سے تعلق رکھتی ہے، دوٗ چیزیں چاہتی ہے ؛ ۔ حِسؔ اور حرکتؔ اور وہ حیات جس کا تعلق برزخ سے ہے محض حس ہے بغیر حرکت کے ۔ اللہ تعالےٰ حکیم مطلق ہے، اُس نے ہر محل کے مطابق حیات عطا فرمائی ہے ۔ برزخ میں حس کے بغیر چارہ نہیں، تاکہ "تالّم و تلذذ" ہو سکے ۔ حرکت کی وہاں ضرورت ہی نہیں ۔ بخلافؔ نشاۂ دُنیوی و اُخروی کے کہ وہاں دونوں چیزیں (حس و حرکت) درکار ہیں ۔ فَافْهَمْ ـــــ وَالسَّلَامُ۔

مکتوب (۴۲) محمد وفا کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ تمہارا مکتوب مرغوب جو کہ محبت و ذوق کا مشعر تھا، پہنچا ۔ خوش وقت کیا ۔ اُمید کہ اسی طرح احوال لکھتے رہو گے۔ کیونکہ خط و کتابت، توجہ غائبانہ کا سبب ہے ۔ فقر و فاقہ سے دلتنگ نہ ہوں، اور تنگیٔ معیشت سے جی تھوڑا نہ کریں ۔ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَیَقْدِرُ ۔ (اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو کشادہ کرتا ہے اور وہی رزق میں تنگی کرتا ہے) ۔ طالبانِ حق کو چاہئیے کہ اللہ تعالےٰ کے ہر فعل سے شاد و خرّم رہیں، بلکہ "لذّت گیر" ہوں ۔ جو کچھ بھی محبوب حقیقی کی جانب سے آئے، وہ محبوب ہے ۔ ایلام ہو یا انعام ۔ نعمت ہو یا نقمت ؎

مے تلخ است جورِ گلعذاراں ؎ کہ ہر چندش خوری باشد گواراں

ظاہری تنگی کے وقت، قاعدے کے لحاظ سے تو "کشائش" و "فتوحاتِ معنوی" میں اضافہ ہونا چاہئے، اِس لئے کہ خرابیٔ ظاہر، طراوتِ باطن کا سبب ہے۔ بھلا تنگیٔ ظاہر حضورِ باطنی میں خلل انداز کیسے ہوسکتی ہے؟ جو "احوالِ عجیبہ" تنگی سے پہلے (کشادگی) میں ظاہر ہوتے تھے، وہ تنگی میں کیوں ظاہر نہ ہوں گے؟ کیا تنگی کوئی بلا ہے؟ کیا یہ بات ہے کہ وسعت و فراخی ہی میں مولائے حقیقی سے تعلق ہو اور زمانۂ تنگدستی میں قطع تعلق کر دیا جائے؟ (نہیں ہرگز نہیں، بلکہ) تنگدستی میں کلیتہً ظاہر و باطن سے بجانبِ حق تعالےٰ متوجہ ہوں اور اُس کی طلب سے باز نہ آئیں۔ تم نے اپنے کتنے اچھے حالات بیان کئے ہیں اور لطافتِ استعداد کو خاک میں ملا دیا اور "جواہر ریزوں" کو چھوڑ کر "خزف ریزوں" پر قناعت کرلی، تو قابلِ افسوس بات ہوگی۔ فَيَا وَيْلَنَا عَلٰى مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ يَا حَسْرَتَا عَلٰى مَنْ فَرَّطَ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ۔ (یاد رکھو) "قلتِ تمتعاتِ دُنیویہ" سببِ سہولتِ حساب ہے۔ تم نے رفعِ تنگیٔ معاش کے لئے بعد نمازِ فجر بعض آیات پڑھنے کی اجازت طلب کی ہے۔ اگر اس "رفعِ تنگی" میں نیتِ صالحہ ہو، تو کیا مضائقہ ہے، پڑھ لیا کرو۔

مکتوب (۴۴) محمد صادق کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ حق سُبحانہٗ کا بندے کو صراطِ مستقیم کی ہدایت کرنا یہ ہے کہ وہ ہر اُس تنگی کو جو اُس کے سینہ میں ہو دُور کر دے اور کسی قسم کی تنگی اُس کے سینہ میں کسی راہ سے باقی نہ رہے۔ "امتثالِ اوامر" اور "اجتنابِ نواہی" میں پوری آسانی اُس کو ہو جائے اور بندے

؏ پس افسوس ہے اُس پر جو اللہ کے ذکر سے مُنہ پھیرے اور حسرت و پشیمانی ہے اُس کے لئے جو تقصیر کوتاہی کرے اللہ کے حق (کی ادائیگی) میں۔

Marfat.com

کی رضا اللہ تعالےٰ کی قضا و قدر کے تابع ہو جائے ۔ اس طور پر کہ اگر تمام دنیا بھی اُس سے برہم ہو جائے یا وہ سخت مصائب و آلام میں مبتلا ہو جائے تب بھی کوئی کدورت اس کے باطن میں پیدا نہ ہو اور ان امور کو وہ عینِ صواب اور انسب سمجھے، خوشی سے وہ ان تمام اشیا سے راضی ہو بلکہ جو بلا اور مصیبت آئے اُس کو اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے شمار کرے، اور اُس کا شکر ادا کرے ۔ جب عارفِ کامل اس "کرامتِ عُلیا" اور "سعادتِ عظمےٰ" سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے ۔ ہدایتِ الٰہی سے "اہتداء" حاصل کرتا ہے ۔ "صراطِ مستقیم" اور "شرحِ صدر" اسی اہتداء کا نام ہے ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ "فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ " (سورہ انعام) ۔ (جس کسی کو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے اُس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کرتا ہے اور جس کسی کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے تو اُس کے سینہ کو نہایت تنگ کر دیتا ہے، گویا کہ وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے) ۔ والسلام

مکتوب (۴۸) میر محمد خافی کے نام

مخدوما! — دل محلِ نظرِ مولےٰ جل شانہٗ ہے ۔ دل کو پاکیزہ رکھنا چاہئے ۔ حق تعالےٰ کی جائے نظر (دل) کو مخلوق کے منظر سے زیب و زینت میں کمتر نہیں کرنا چاہئے ۔ دل کی پاکیزگی ذکر سے وابستہ ہے، لہٰذا "ذکر و فکر" میں مداومت کریں اور "سبقِ باطن" کو عزیز رکھیں ۔ "وصفِ نیستی" کے ساتھ "دوامِ توجہ بجنابِ قدس" کو لذیذ نعمت سمجھیں اور اس عالی درگاہ سے اپنے قوی تعلق کو "عزائم امور" میں سے قرار دیں ؎

ہر چہ جز عشقِ خدائے احسن است ، گر شکر خوردن بود جاں کندن است

مکتوب (۵۰) شیخ اسداللہ افغان کے نام

"اس مکتوب میں آٹھ سوالوں کے جوابات ہیں، سوال نمبر ۲ کا جواب یہاں پیش کیا جا

Marfat.com

رہا ہے۔"

تم نے دریافت کیا ہے کہ "خوارق افضل ہیں یا معارف؟ اگر معارف افضل ہیں تو کیا بات ہے کہ فاسق و فاجر بھی (بعض اوقات) معارف بیان کر دیتے ہیں اور خوارق کا یہ حال نہیں۔"

(جواب) واضح ہو کہ معارفِ الٰہی، خوارقِ عادات اور "کشفِ مغیبات از مخلوقات" سے افضل ہیں کیوں؟ اس لیے کہ معارف "کشفِ اسرارِ ذات و صفاتِ خالق" کا نام ہے اور خوارق "کشفِ احوالِ مخلوقات" ہے۔ پس جتنا فرق خالق و مخلوق میں ہے اتنا ہی معارف و خوارق میں سمجھنا چاہیئے۔ پہلی چیز (معارف) خالق سے متعلق ہے اور دوسری چیز (خوارق) مخلوق سے۔ علاوہ ازیں "معارفِ صحیحہ" داخلِ کمالِ ایمان اور سبب "ازدیادِ ایمان" ہیں۔ خوارق کی یہ حیثیت نہیں اور کوئی کمالِ انسانی خوارق سے وابستہ نہیں ہے۔ البتہ بعض کاملین کو خوارق بھی حاصل ہوتے ہیں لیکن فضیلت اہل اللہ، معارفِ الٰہی کی بناء پر ہے۔ نہ کہ کشف و کرامات کے ذریعے سے۔ اگر خوارقِ عادات، معارفِ الٰہی سے افضل ہوتے تو اُن اہل اللہ سے (جو معارف میں تو "قدمِ راسخ" رکھتے ہیں، لیکن اظہارِ خوارق کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور احوالِ مخلوق کے کشف کو توجہ بخالق کے مقابلہ میں اپنا تنزل سمجھتے ہیں) جوگیہ اور براہمہ جو (ریاضتوں کے ذریعے اظہارِ خوارق کرتے ہیں) افضل ہوتے۔ تم نے عجیب عامیانہ سوال کیا ہے (یاد رکھو) خوارقِ عادات (کرامات) "کمالِ قربِ الٰہی" کی دلیل ہرگز نہیں ہوتے، یہ خوارق (اہلِ بطالت) کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ ان خوارق کا تعلق تو بھوک اور ریاضت سے ہوتا ہے۔ ان کو "قرب و معرفت" سے کیا واسطہ؟ جو بھی طالبِ کشف و کرامات ہے وہ "طالب و گرفتارِ ماسوا" ہے اور قرب و معرفت سے بے نصیب ہے ؎

ز ابلیسِ لعین بے سعادت	شود پیدا ہزاراں خرقِ عادت
گہے از در در آید گاہ از بام	گہے در دل نشیند گہ در اندام
رہا کن طرّہات و شطح ▪ طامات	خیالِ نور و اسبابِ کرامات
کراماتِ تو اندر حق پرستی ست	جز ایں کبر و ریا و عُجب و ہستی ست

یعنی کمالِ مرتبہ انسانی "فنا و نیستی" میں ہے۔ طاعات و عبادات، اور سلوک و ریاضت سے فی الحقیقہ غرض یہی ہے کہ انسان اپنی "عدمیت" پر واقف ہو جائے اور یہ جان لے کہ ہستی مع اپنے تمام توابع کے اصل میں "مرتبۂ وجوب" کا خاصہ ہے۔ جس وقت کوئی چاہے گا کہ اظہارِ کرامت کرے، عوام کو اپنا معتقد بنائے اور خود کو اس ذریعہ سے سب میں ممتاز کرے، یقیناً یہ بات "کبر و عُجب" ہوگی اور ایسا شخص عبادت و سلوک اور ریاضت کے فائدے سے بے بہرہ و محروم رہے گا اور اُس کے لیے معرفت کا راستہ بالکل مسدود ہو جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ ......

شیخ الاسلام ہروی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ اکثر پڑھے لکھے بھی، چونکہ "جنابِ قدس" سے بیگانہ ہیں، اس لئے مائل بہ دنیا ہیں۔ "کشفِ صور" و "اخبار از مغیبات" ان کے نزدیک بہت عزیز ہیں۔ "کشفِ صور" والوں کو اہل اللہ اور "مقربانِ خاص" تصور کرتے ہیں اور "اہلِ حقیقت" کے کشف سے اعراض کرتے ہیں۔ "اہلِ حق" جو کچھ "حق" سے خبر دیتے ہیں اس کو باور نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر یہ لوگ اہلِ حق ہوتے تو مخلوقات سے متعلق خبر کیوں نہ دیتے اور جب یہ احوالِ مخلوقات کے کشف پر قادر نہیں ہیں تو اس سے اونچے درجہ کے کشف پر کس طرح قادر ہو سکتے ہیں؟ نیز اہلِ معرفت کس طرح ہو سکتے ہیں؟

یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالےٰ جو اہتمام اور غیرت ان "حضرات اہلِ حق" کے بارے میں کے بارے میں رکھتا ہے۔ اس کے باعث ان کو اس بات کا موقع نہیں ملتا کہ کشفِ احوالِ خلق کے پیچھے پڑیں اور ماسوائے حق اُن کو ملحوظِ خاطر ہو، احوالِ خلق کے کشف میں پڑ جائیں، تو مرتبۂ علیا کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ پس اہلِ حق "شایانِ خلق" نہیں ہیں۔ جس طرح اہلِ خلق "شایانِ حق" نہیں ہیں۔ اگر اہلِ حقیقت "کشفِ صور" کی طرف اُدنیٰ توجہ بھی کریں، تو دوسروں سے بڑھ سکتے ہیں۔ چونکہ ظاہری صفا و ریاضت والوں کی فراست اللہ تعالےٰ کے نزدیک کوئی قدر نہیں رکھتی، اس لئے مسلمان، یہود، نصاریٰ اور سائر طبقات اس میں شرکت رکھتے ہیں، اہل اللہ کی اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے (یہاں تک شیخ الاسلام ہروی رح کے کلام کا خلاصہ ہے)۔

ہاں بعض اولیاء کو کبھی خاص مصلحت و حکمت کے پیشِ نظر اظہارِ خوارق کی اجازت عطا کر دی

Marfat.com

جاتی ہے ۔ "عجب ہزار عجب" ہے ۔ خوارق کی معارف کے ساتھ تم نے کیا نسبت تصور کی تھی جو اس قسم کا مہمل سوال کیا ۔ معارفِ الٰہی کو نااہل بھی بیان کرے، تو معارف کی شان میں کوئی نقصان واقع نہ ہو گا ۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ ایک جوہرِ نفیس خاکروب کے ہاتھ میں آجائے، ایسی صورت میں اس جوہرِ نفیس کی "جوہریت" و "نفاست" میں کوئی نقصان نہیں آتا ۔ پس یہ لکھنا اور کہنا مندفع ہو گیا کہ معارف کو تو فاسق و فاجر بھی بیان کر دیتے ہیں اور خوارق ایسے نہیں ہوتے ۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ مقدمہ "مشترک الالزام" ہے ۔ خوارق میں بھی محق و مبطل شرکت رکھتے ہیں ۔ نیز میں کہتا ہوں کہ یہ کلام اُن معارف و اسرارِ الٰہی کے کشف میں ہے، جس سے اہل اللہ ممتاز ہیں، اگر کوئی مکار کشف و حال کی بنا پر نہیں بلکہ تقلیداً "بیانِ معارف" کرنے لگے، تو وہ مبحث سے خارج ہے اگر کہا جائے کہ بہت سے مکار دعوائے کشف و حال، معارفِ الٰہی میں کرتے ہیں ... ... تو جواباً کہتا ہوں کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ معارف جو اہلِ بطلان بیان کرتے ہیں، معارفِ الٰہی ہیں ۔ "تسویلاتِ شیطانی" ہمارے تمہارے احاطے سے باہر ہیں، کوئی کیا سمجھے کہ شیطان کن کن اسلوب سے اپنے آدمیوں پر آتا ہے اور "اباطیل" کو "عنوانِ حقانیت" کے ساتھ پیش کرتا ہے، اور غیرِ حق کو حق ظاہر کرتا ہے ۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذَالِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۔

مکتوب (۵۱) محمد مقیم قصوری کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ صحیفہ شریفہ پہنچا ۔ مسرور و خوشوقت کیا ۔ اُمید کہ اسی طرح اِس "دُور اُفتادہ" کو یاد کیا جاتا رہے گا ۔ جو اشعارِ عربی و فارسی تم نے ارسال کئے ہیں، اُن کا مطالعہ کیا ۔ خوب ہیں اور بلند نظریئے کے ماتحت ہیں ۔ ہمیں تمہاری یہ خصوصیت معلوم نہ تھی، خدا کرے یہ فضیلت اور زیادہ ہو وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۔ لیکن شعر میں "قواعدِ علومِ عربیہ" کی رعایت ضروری ہے ۔ جب تک مہارتِ تامہ نہ ہو، شعرِ عربی بنانا کیا ضروری ہے ۔

مخدوما! شعر جو، یا اُس کی مانند اور کوئی (ظاہری فضیلت) جتنا بھی درجۂ علیا کو پہنچے

گی " فضائلِ صوری " میں شامل و داخل ہو جائے گی۔ اہلِ معنیٰ کے نزدیک ایسی فضیلتوں کا کوئی اعتبار نہیں ؎

قومے ز وجودِ خویش فانی، رفتہ ز حروف در معانی

کوشش کرو کہ معنیٰ سے بالکلیہ "حظِ کامل" حاصل کر لو۔ حصولِ معنیٰ کے بعد حروف میں مشغولیت کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی ؎

ہر چہ خوباں کنند خوب آید

لیکن تحقیقِ معنےٰ سے پہلے صورتِ حروف میں پھنس جانا بطالت ہے۔ خالی گفت و شنود سے کام نہیں چلتا ہے۔

مکتوب (۵۴) جاناںؒ بیگم کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ۔ جو کچھ جمیلِ مطلق"

لہ جاناں بیگم۔ عبدالرحیم خانخاناں کی صاحبزادی تھیں، علم و کمال کے اُس درجے پر پہنچی ہوئی تھیں، جس پر بہت سے مرد بھی نہیں پہنچ سکتے۔ اکبرؔ نے ان کی شادی اپنے بیٹے دانیال سے کر دی تھی۔ دانیال کا گجرات میں انتقال ہو گیا اور یہ بیوہ ہو گئیں، عالمِ بیوگی میں حج و زیارت سے مشرف ہوئیں۔ انہوں نے ایک تفسیرِ قرآن بھی لکھی ہے۔ فارسی میں بہترین شعر کہتی ہیں، ان کا ایک شعر یہ ہے ؎

عاشق ز خلق، عشقِ تو پنہاں چساں کند پیداست از دو چشمِ ترش خوں گریستن

جاناں بیگم نے ۱۰۷۰ھ میں انتقال کیا۔

(نزہۃ الخواطر، جلد ۵، بحوالہ مرآۃ جہاں نما)

مخدراتِ تیموریہ مؤلفہ "سید ظہور الحسن دہلوی، جلد ۲ ص ۲۶" پر بھی جاناں بیگم کے مفصل حالات درج ہیں۔ اس میں سے تین چار سطریں یہاں بھی درج کی جاتی ہیں۔ جاناں بیگم اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی، اس کے علم و فضل کا چرچا دُور دُور پھیلا ہوا تھا، اُسے فطرتاً علوم دینیہ سے

(بقیہ صفحہ ۹۹ پر)

سے پہنچتا ہے گوارا اور مرغوب ہے ؎

مے تلخ است جورِ گلعذاراں ٭ کہ ہرچند کش خوری باشد گواراں

بلا — "تازیانۂ محبوب" ہے کہ محبّ کو "ماسوائے محبوب" کے التفات سے باز رکھتی ہے اور صرف محبوب ہی کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ بلا۔ کمندِ محبوب ہے، جو محب کے ہر رگ و ریشہ میں لٹکی ہوئی ہے اور کشاں کشاں اُسی کی طرف لئے جارہی ہے ؎

من نہ باختیارِ خود می روم از قفائے او
آں دو کمندِ عنبریں می بردم کشاں کشاں

ہاں سبقت اصل سے ہی ہونا چاہیئے، فرع جو کچھ رکھتا ہے اصل سے رکھتا ہے، کسی امر میں فرع استقلال نہیں رکھتا، یہ عشق و محبت بھی جو فرع ہے، اُسی (محبوبِ حقیقی) کی طرف سے ہے، اور اُسی کا عطیہ ہے، ؎

ادائے حقِ محبت عنایتے ست ز دوست
وگرنہ عاشقِ مسکیں بہ ہیچ خورسنداست

نازِ محبوب ہرچند مقتضیٔ استغناء وبے پرواہی ہے ... لیکن اگر غور سے دیکھو، تو عشق طرفین سے ہے اور محبوب بھی "محبِ مشتاق" کی مانند ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

عاشقاں ہرچند مشتاقِ جمالِ دلبرند
دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترند

لیکن عشقِ محبوب نہاں اور درپردہ ہوتا ہے ؎

پری رو از بروں آلودۂ شرم
دروں از شعلہ ہائے دوستی گرم

دلچسپی تھی اور وہ اسی مشغلے میں اپنی زندگی بسر کرنا چاہتی تھی۔ قدرت نے اس کی سرشت میں مادۂ علم کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا، اُس نے اپنی معلومات کا گرانبہا جوہر ظاہر کرنے کے لئے قرآنِ مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی تھی۔ (مخدرات تیموریہ)

Marfat.com

عشقِ عاشقاں بے پردہ اور با "جوشش و خروش" ہوتا ہے ؎

عشقِ معشوقاں نہانست و ستیر　　عشقِ عاشق با دو صد طبل و نفیر
لیک عشقِ عاشقاں تن زہ کند　　عشقِ معشوقاں خوش و فربہ کند

مکتوب (۶۰) خواجہ محمد فاروق کے نام

(اس بیان میں کہ شریعت تمام کمالات کی اصل ہے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی — ع
"از ہر چہ میرود سخنِ دوست خوشتر است"

مخدوما! "کمالاتِ ولایت" صورتِ شریعت کا نتیجہ ہیں، اور "کمالاتِ نبوت" حقیقتِ شریعت کا ثمرہ — پس کمالاتِ ولایت اور کمالاتِ نبوت میں سے کوئی کمال بھی ایسا نہیں ہے جو دائرہ شریعت سے باہر اور شریعت سے مستغنی ہو... والسلام

مکتوب (۶۱) مولانا[1] حسن علی کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی — چونکہ یہ مقام (دُنیا) "دارِ عمل" ہے۔ "دارِ اجر" (آخرت) سامنے ہے اس لئے اپنے آپ کو "وظائفِ اعمال" میں سرگرم رکھا جائے اور بے تذبذب طریقۂ ماموره کو انجام دیا جائے۔ وقتِ عمل میں اجر طلب کرنا اور اس فکر میں پھنس جانا اپنے آپ کو اجر سے باز رکھنا ہے۔ "موطنِ لقائے حقیقی" (آخرت) درپیش ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ[2] — اس جگہ مطلوب

---

[1] آپ خلفائے خواجہ محمد معصوم رح میں سے ہیں۔ (روضہ رکن دوم)

[2] جو شخص اللہ سے ملاقات کی اُمیدواری رکھتا ہے، پس اللہ کی ملاقات کا زمانہ آنے والا ہے۔

Marfat.com

"انتظار، جو کہ محبت سے پیدا ہوتا ہے، مطلوب میں استغراق سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ پہلی چیز (انتظار) عمل ہے اور ترقی بخش چیز ہے اور دوسری چیز اجر ہے اور اس کا وعدہ دوسرے جہان کے لئے ہے۔ طالبوں کی تسلی کے لئے (کبھی کبھی) اس موعود کا نمونہ اور سایہ دکھا کر (یہاں بھی) آرام دیدیتے ہیں۔ بعض طالبین کو یہ آرام بھی نہیں دیتے اور "امرِ موعود" میں کوئی نقصان نہیں کرتے۔

مکتوب (۴۹) سلطان محمدؒ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے نام

(دینی جدوجہد اور نفسِ امارہ سے مجاہدے کے بارے میں)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ـــ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اما بعد! ذرّہ احقر بعرض می رساند۔ بڑا اچھا حال ہے ان کا جو اس "امرِ عظیم" کے لئے اپنی کمر ہمت چست باندھے ہوئے ہیں اور اس سلسلہ میں مشکل و دشوار سفر کو، جو فی الحقیقت مثمرِ برکات اور وسیلۂ ترقیِ درجات ہے۔ ذوق و شوق کے ساتھ اختیار کئے ہوتے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: "جنت میں سَو درجے ہیں اور ان میں سب سے اونچا درجہ مجاہدینِ فی سبیل اللہ کے لئے ہے اور ایک درجے کا دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے۔ جتنا کہ آسمان و زمین کے درمیان"۔ (رواہ البخاری) ـــ حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ کے راستے میں ایک ساعت ٹھہرنا مکہ مکرمہ میں حجرِ اسود کے قریب لیلۃ القدر کے اندر قیام کرنے سے بہتر ہے"۔ (رواہ البیہقی و ابن حبان فی صحیحہ) ـــ (اس حدیث کے پیشِ نظر) علماء نے فرمایا ہے کہ اس حساب سے اللہ کی راہ میں ایک ساعت قیام کرنا دس کروڑ مہینوں کے قیام سے بہتر ہے۔ اور حضرت انسؓ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کسی نے کسی رات اللہ کے راستے میں چوکیداری کی (مِنْ وَّرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ) اس کو ان تمام لوگوں کا اجر ملے گا، جو (محفوظ) علاقے میں (اطمینان سے) روزے رکھ رہے ہیں، اور نمازیں پڑھ رہے ہیں"۔ (رواہ الطبرانی

باسنادِ جید) - علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالٰے حاکم کے اعمالنامے میں اُن اعمالِ حسنہ کے مثل لکھتے ہیں، جو اس علاقہ میں لوگ امن کے ساتھ اس کی حمایت وحفاظت میں انجام دے رہے ہیں، یہ فضلِ عظیم کس قدر شایانِ شان ہے۔ افسوس! کہ یہ (راقم) ازکار (کاتب) اس نعمتِ خوشگوار سے بہ حسبِ ظاہر محروم ہے اور بعض عوائق وموانع کی وجہ سے اس قسم کی "فی سبیل اللّٰہی" جدوجہد سے مہجور ہے یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۔ لیکن ازروئے باطن اپنے ساتھ ہی جاننا اور دُعاو توجہ کی راہ سے ممد ومعاون تصوّر کرنا۔ ہم فقراء کا سرمایہ اور راس المال یہی دُعا اور توجہ ہے —— اگر گوشہ نشین فقراء سالہا سال ریاضت کریں اور چلّے کھینچیں اس عمل کو نہیں پہنچ سکتے (جو آپ کر رہے ہیں) وہ طاعات وعبادات جو "جدوجہدِ دینی" کے راستے میں ہوتی ہیں "طاعاتِ عزلت" پر ان کا درجہ کہیں زیادہ ہے۔ اس راہ کی تسبیح کچھ اور ہی ثواب رکھتی ہے، یہاں کی نماز بھی رُتبۂ علیحدہ رکھتی ہے۔ اس راہ کے صدقات ونفقات درجۂ بزرگ رکھتے ہیں، اس مقام پر بیماریاں آئیں تو اُن کا ثواب بھی دوسرا ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :-

"طُوْبٰی لِمَنْ اَكْثَرَ فِی الْجِهَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ لَهٗ بِكُلِّ كَلِمَةٍ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ الخ (رواہ الطبرانی)

نیز ارشاد فرمایا کہ :- سرحد کی چوکیداری کی حالت میں ایک نماز بیس لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ملخصاً) —— (رواہ ابوالشیخ وابن حبان)

نیز فرمایا کہ :- اس راہ میں ایک درہم ودینار کا خرچ کرنا دوسری (نیک) راہ میں سات سو دینار خرچ کرنے سے افضل ہے (ملخصاً) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "جو شخص مجاہد فی سبیل اللہ کی اور غازی کے اہل وعیال کی اور مکاتب (غلام) کی آزاد کرانے میں امداد کرے گا، اللہ تعالٰے اس کو اپنے سائے میں رکھے گا، اُس دن جس دن اُس کے سایلے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا" (رواہ احمد والبیہقی) —— اور فرمایا کہ :- جو اللہ کے راستے

ے کاش! میں اُن کے ساتھ ہوتا اور بڑی کامیابی پر فائز ہوجاتا۔

میں ایک دن یا ایک دن سے کم، یا ایک ساعت بھی بیمار ہوا، اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور اس کے لیے ایک لاکھ ایسے غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے جن میں سے ہر ایک کی قیمت ایک لاکھ درہم ہو۔"

اس میں شک نہیں کہ وہ مہم جس کی طرف آپ متوجہ ہیں اللہ کے راستے ہی میں جدوجہد ہے (اس کے بعد مجاہدۂ نفس کے بارے میں فرماتے ہیں) نفسِ امّارۂ انسانی، باوجود تصدیقِ قلبی اور اقرارِ لسانی کے اپنے کفر و انکار پر مُصر ہے، احکامِ سماوی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، اوامرِ خداوندی کی تابعداری نہیں کرتا، یہ نفس چاہتا ہے کہ سب اس کے مطیع ہو جائیں اور وہ کسی کا مطیع نہ ہو۔ خودی کا دعوٰے اس کے اندر غالب ہے ــــ ندائے ــ أَنَا رَبُّكُمْ ــــ اس کے اندر سے نکل رہی ہے، لہٰذا اس سے دشمنی رکھنا پسندیدہ اور مقبول شے ہے اور اس کی مخالفت، بروفقِ شریعتِ غرّا کرنا "جہادِ اکبر" ہے۔ اعدائے آفاقی کے ساتھ جہاد کا کبھی کبھی اتفاق ہوتا ہے اور دشمنِ اندرونی (نفس) سے جہادِ دائمی ہے ــــ ارحم الرّاحمین کی یہ بڑی مہربانی ہے کہ اُس نے بکمالِ رحمت حصولِ ایمان کے لیے (فقط) تصدیقِ قلبی کو کافی قرار دیا، اور "اذعانِ نفس" کی تکلیف نہیں دی ؎

چشم دارم کہ دہد اشکِ مرا حسنِ قبول
آنکہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

ہاں افرادِ انسانی میں بعض وہ کاملین بھی ہوتے ہیں، جن کا نفس "امّارگی" سے نکل کر "اطمینان" کی منزل میں آجاتا ہے، احکامِ الٰہیہ کا مطیع ہو جاتا ہے اور اس میں مجالِ مخالفت باقی نہیں رہتی، راضی و مرضی ہو جاتا ہے ــ (خطاب) يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ ایسوں ہی کے لئے وارد ہوا ہے ــ ایمانِ کامل اور اسلامِ حقیقی اسی مقام پر جلوہ گر ہوتا ہے اور اسی قسم کا ایمان زوال و خلل سے محفوظ ہوتا ہے۔ بخلاف "معمولی" ایمان کے کہ وہ خلل و زوال سے محفوظ نہیں ہوتا ــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

؎ اے نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی طرف واپس جا، اس حال میں کہ تو راضیہ اور مرضیہ ہے۔

نے برائے تعلیمِ اُمت، اسی کامل ایمان کو ان الفاظ میں طلب فرمایا ہے :۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا لَیْسَ بَعْدَہٗ کُفْرٌ۔[ع]

(قرآن کے اندر) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا ۔۔ ۔۔ میں اسی ایمان کی طرف اشارہ ہے۔ اور اس حدیث شریف میں بھی یہی ایمان مراد ہے :۔ "لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِہٖ"۔ (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہوگا، جب تک اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے ماتحت نہ ہو جائے۔)

طریقہ صوفیہ میں مطلوبِ اولیٰ، اسلامِ حقیقی کا حصول ہے، جو کہ نفسِ امارہ کے "انقیاد" سے مربوط ہے اور جو اسلام کہ حصولِ اطمینان سے پہلے محض تصدیقِ قلبی سے حاصل ہے، اس کو اسلامِ مجازی کہتے ہیں۔ ۔۔ ۔۔ پس عقلائے اولی الابصار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے "حاصلِ کار" اور "نقدِ روزگار" میں خوب تامل کریں، اور جو کوئی یہ دولتِ مطلوبہ رکھتا ہے فَطُوْبٰی لَہٗ وَبُشْرٰی جو کچھ اس کی پیدائش کا مقصد تھا اس کو حاصل کر لیا اور نعمتِ حق اس کے حق میں پوری ہوئی۔ اگر یہ دولت (معرفت) نہیں ملی، تو اس کی طلب سے فارغ نہ ہو اور جہاں کہیں سے اس کی خوشبو اس کے دماغ میں آئے اس کی تلاش کرے ؎

ترسم کہ یار با ما آشنا نماند
تا دامنِ قیامت ایں غم بما بماند

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا

مکتوب (۷۰) مُلّا محمد افضل[ل] ولد شیخ بدرالدین سرہندیؒ کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ـــــ بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہٖ

ع اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان طلب کرتا ہوں جس کے بعد کفر نہ ہو۔

ل آپ شیخ بدرالدین سرہندیؒ مؤلف "حضرات القدس" کے صاحبزادے ہیں۔

الکریم و آلہٖ اجمعین ــــــ ایک حدیث نبوی میں آیا ہے "اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ" ــــ قبر کے "روضۂ جنّت" ہونے کے معنی (بظاہر) یہ ہیں کہ قبر اور جنّت میں جو دُوری و مسافت ہے وہ اُٹھ جاتی ہے اور کوئی پردہ قبر و جنّت کے درمیان باقی نہیں رہتا۔ گویا کہ زمینِ قبر کو جنّت کے ساتھ "فنا و بقا" کا معاملہ حاصل ہو جاتا ہے۔ خَافْهَمْ ــــ

اور یہی معنیٰ ہیں اس قولِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ــــ مابین قبری ومنبری روضۃٌ من ریاض الجنۃ (میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنّت کے باغات میں سے ایک باغ ہے)۔

قبر کا روضۃٌ من ریاض الجنۃ بننا خاص خاص مومنین کے لئے میسّر ہوتا ہے ہر ایک کو نہیں ــــ جب قبورِ مومنین صفائی اور نورانیت پیدا کر لیتی ہیں اور اس بات کی استعداد ان میں پیدا ہو جاتی ہے کہ "جلوۂ جنّت" ان میں منعکس ہو سکے، بالفاظِ دیگر جب قبور، مُصفّےٰ آئینہ کی طرح ہو جاتی ہیں (تب ان کے اندر یہ شان ظاہر ہوتی ہے کہ جنّت کا باغ بن جاتی ہیں .....)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

مکتوب (۷۱) محمّد مومن بیگ کابلی کے نام

سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ ــــ ؏

ہر چہ جز عشقِ خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود، جاں کندن است

حق تعالیٰ کی محبت کے علاوہ دوسری اشیاء کی محبت میں گرفتار ہو جانا، "امراضِ قلبیہ" میں سے شدید ترین مرض ہے ــ اس کے ازالہ کی فکر کرنا سب ضروری باتوں سے زیادہ ضروری ہے ؏ "در خانہ اگر کس است یک حرف بس است"

مکتوب (۷۲) مُلّا مسافر کے نام

(رضا بقضائے الٰہی کی ترغیب میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ برادرم مُلا مسافر بعافیت اور یادِ خداوندی میں خوش وقت رہیں ــ تمہارا خط پہنچا۔ جو رنج و الم (انسان کو) پہنچتا ہے، وہ بہ ارادۂ خداوندی ہے ــ اس پر راضی رہے بغیر چارۂ کار نہیں ۔ طاعات میں چست رہو، تکالیف و امراض پر صبر کرو اور عافیت کو کرمِ خداوندی سے طلب کرتے رہو ــ خلائق میں سے کسی پر نظر رکھو ــــ سب امُور کو اللہ ہی کی طرف سے جانو، دفعِ ضرر کو اُسی سے چاہو کیونکہ اللہ کی مرضی کے بغیر نہ کوئی کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ کوئی ضرر دُور کر سکتا ہے ۔ راہِ بندگی یہی ہے ۔ والسلام

مکتوب (۷۳) مولانا حسن علی کے نام

بسم اللہ حامداً وّ مُصلّیاً ــــ برادرم مُلا حسن علی نے میرے ایک مکتوب بنام عبیداللہ بیگ (مکتوب ۲۹ جس کا ترجمہ گذر چکا) پر ایک شُبہ تحریر کیا ہے اور اس کا جواب مانگا ہے ۔ شبہ یہ ہے کہ "حسن و قبیح" کا امتیاز "مقامِ شریعت" میں ہوا کرتا ہے ۔ چنانچہ انہوں نے ایک رسالہ میں لکھا دیکھا ہے کہ :- "طریقت میں سب سے صلح اور ہر کسی سے دوستی ہوتی ہے بخلاف شریعت کے کہ وہاں دشمنوں سے جنگ اور دوستوں سے صُلح ہوتی ہے" الخ عجیب واہیات شُبہ ہے ۔ بھلا طریقت کا شریعت سے کیا تقابل ہے ؟ اور ان دونوں میں مساوات کہاں سے آئی ؟ شریعت تو ایسی قطعی وحی سے ثابت ہوتی ہے جس میں شک و ریب کو بالکل گنجائش نہیں اس کے احکام میں "نسخ و تبدیل" نہیں، تاقیامِ قیامت یہ احکام باقی رہیں گے ۔ شریعت کے تقاضہ پر عمل کرنا تمام عوام و خواص کے لئے ضروری و لابدی ہے ۔ طریقت کی یہ مجال نہیں کہ وہ شریعت کے احکام کو اُٹھا دے، اور اہلِ طریقت کو "تکالیفِ شرعیہ" سے آزاد کر دے ۔ اہلسنّت وجماعت کے "عقائدِ قطعیہ" میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ بندہ (بحالتِ ہوش و حواس) ہرگز ایسے درجے پر نہیں پہنچتا کہ تکالیفِ شرعیہ اس سے ساقط ہو جائیں، جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے، وہ "جرگۂ اسلام" سے باہر ہے ۔ جس جماعت کو اللہ تعالےٰ اپنا دشمن قرار دے اور غلظت و شدّت کا حکم دے، اُس سے آشتی و دوستی رکھنا قاعدۂ اسلام سے خارج ہے ۔ یہ

Marfat.com

بات اور دعوائے محبت خدا اور رسول — دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، کیونکہ محبوب کی اطاعت اور محبوب کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے بیزاری "لوازمِ محبت" سے ہے، ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض سالکین پر کچھ ایسے امور جو بظاہر مخالفِ کتاب و سنت ہوتے ہیں وارد ہو جاتے ہیں۔ ۔۔ سالک ایسے وقت میں سررشتۂ شریعت کو ہاتھ سے نہ دے، دانتوں سے مضبوط پکڑ لے اور اپنے کشف و وجدان کے برخلاف اہلِ سنت و جماعت کی تقلید کرتے ہوئے ان کا "اعتقاد و عمل" اختیار کرے۔ (بعض اوقات) راہِ سلوک کے خس و خاشاک اِنِّیْ اَنَا اللّٰہ کا نعرہ لگا کر "سالکِ بیچارہ" کو مطالبِ اعلےٰ سے ہٹا کر اپنی پرستش کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ ایسے وقت میں "سالکِ مستقیم" کو ضرورت ہے کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کی طرح لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ[عه] کہہ کر وَجَّهْتُ وَجْهِیَ[عه] الآیہ — کے بموجب میدانِ غیب الغیب میں دوڑ لگائے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی (پوری پوری) متابعت کرے، تاکہ "زَیْغُ الْبَصَرِ[عه]" میں گرفتار نہ ہو۔

مکتوب (۴۷) شاہ نعمت اللہ[له] قادریؒ کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا۔ عنایت نامۂ نامی و صحیفۂ گرامی نے جو اس "حقیر" کو ارسال فرمایا گیا — مشرف کیا — امیدوار ہوں کہ اسی طرح اس "دُور از کار" کو کبھی کبھی "حاشیۂ

[illegible] میں زائل ہو جانے والی چیزوں کو پسند نہیں کرتا۔

عه میں نے اپنا چہرہ اللہ کی طرف متوجہ کر لیا۔

عه (کج بینی و پریشاں نظری)

له آپ شیخ عطاء اللہ نارنولیؒ کے صاحبزادے تھے، آپ نے تحصیلِ علم کی خاطر بہت سے شہروں کا سفر کیا تھا، جونپور میں بھی ہیئت پڑھنے گئے تھے۔ بعد فراغتِ علم فیروزپور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ مشائخ قادریہ میں اپنے زمانہ کے ایک ممتاز شیخ تھے، آپ کی وجاہت و قبولیت مسلّم تھی۔

(باقی صہ ۱۱۰ پر)

Marfat.com

ضمیرِ مہر تنویر" میں جگہ دیتے رہیں گے ـــــ اس نامہ گرامی کا آنا۔ جو کہ عینِ کرم تھا۔ میری طرف سے مراسلت کی ابتداء کئے بغیر ہوا۔ گویا کہ یہ ایک "نعمتِ غیر مترقبہ" تھی۔ اس کے پہنچنے کے بعد میں "کشائش و ترقی" کا اُمیدوار ہو گیا ہوں۔ بیشک سبقت بزرگوں کی طرف سے ہی ہوتی ہے اور کرم کریموں ہی کی جانب سے ہوتا ہے۔

اُمید گاہا! اس زمانہ میں جب کہ زمانۂ نبوت سے بُعد ہو گیا ہے "انوارِ سنت" میں قلت آ رہی ہے اور "ظلماتِ بدعات" کا ہجوم ہے۔ آپ جیسے "شاہبازوں" کا وجود لبسا غنیمت ہے۔ اگر ہم جیسے زاویۂ خمول کے ساکنین، ہزاروں ریاضتیں گوشۂ گمنامی میں بیٹھ کر کریں اور ہاتھ پاؤں ماریں۔ آپ کے اُس ایک "کلمۂ حق" کے برابر نہیں، جو سلاطین کے دل میں اثر کر جائے۔ بلکہ (ہماری ریاضتیں) اس کی گرد کو نہیں پہنچتیں۔ اللہ تعالےٰ نے سلاطین کا عالم میں وہ درجہ رکھا ہے جو روح کا جسد میں ہے کہ صلاحِ رُوح، صلاحِ جسد ہے اور فسادِ رُوح، فسادِ جسد ہے۔ اسی طرح اصلاحِ سلاطین، اصلاحِ تمام عالم ہے۔ بھلا کون سا عمل اس عمل کو پہنچ سکتا ہے۔

کرما! شیخ محمد صالح، جو کہ محافل و مجالس میں اکثر آپ کے ثنا گو اور آپ کے اوصافِ جمیلہ کے ناشر ہیں، نیز آپ کے اخلاق و احسانات کی باتیں سناتے رہتے ہیں، آپ کی طرف جا رہے ہیں۔ باوجود اپنی ناقابلیت کے دو چار نامربوط کلموں کو (اُن کی معرفت) آپ کی یاد آوری کی غرض سے بھیج رہا ہوں اور آپ کے "اوقاتِ شریفہ" میں خلل انداز ہو رہا ہوں۔

ظلالِ افادت و ارشاد سایہ گستر و مبسوط باد۔

مکتوب (۷۵) مرزا طاہر بیگ کے نام

اللہ تعالےٰ تم کو ماسوا کی غلامی سے آزاد کرے، اور مدارجِ قرب میں ترقیات دے۔

شاہزادہ شجاع بن شاہجہاں آپ سے بیعت تھا۔ عالمگیر کے دربار سے بھی آپ کا تعلق ہو گیا تھا۔ آپ کی مصنفات میں ایک تفسیر القرآن ہے جو جلالین کے طرز پر ہے اور ایک ترجمۃ القرآن ہے جس کا نام "تفسیر جہانگیری" ہے۔ اس ترجمہ کو عہد جہانگیر میں دہلی میں رہ کر لکھا تھا۔ علامہ محمود بن محمد جونپوری نے آپ سے تعلیم طریقت کو اخذ کیا تھا۔ ۱۰۷۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

(ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد پنجم مؤلفہ مولانا حکیم سید عبدالحیٔ بن سید فخر الدین الحسنی رح)

Marfat.com

(سنو) بندۂ مقبول وہ ہے جو دوامِ ذکر کے ساتھ موصوف ہو، ایک لحہ بھی غفلت و ہوائے نفس میں نہ گذارے، ذکر کو اغراض سے آلودہ نہ کرے، مخلص ہو، حتیٰ کہ اپنے "احوال و مواجید" بھی "ذکر" میں ملحوظ نہ رکھے۔ (اگر ایسا ہوگا) تب بمقتضائے کریمہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا) ـــــ اُس طرف سے بھی اس کو یاد کرینگے۔ کس نہج سے یاد کریں، اور کیسے کچھ عطایا سے نوازیں (اپتہ نہیں)۔ ذکر کے وقت ۔۔ "خلوصِ سینہ" و "خلوصِ نیّت" کے ساتھ متوجہ و حاضر رہے، بلکہ ایسا حضور ہو کر نفس بھی درمیان میں حاضر نہ ہو اور وہ بھی اپنا سامان "صحرائے عدم" میں اٹھا کر لے جائے۔۔ ۔۔ ع

"ایں کارِ دولتست کنوں تا کرا دہند"

وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيْمَاتِ اَكْمَلُهَا۔

مکتوب (۷۷) شیخ عبدالحمید برہانپوری کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـــــ برادرِ گرامی شیخ عبدالحمید کو اِس "دُور افتادہ" کی طرف سے سلام عافیت پہنچے۔ تمہارا مکتوبِ مرغوب جو مجھے بھیجا تھا، بلدۂ مُلتان سے پہنچا۔ اس کے مطالعہ نے فرحتِ فراواں بخشی۔ "احوالِ سنیّہ" و "مقاماتِ علیہ" بھی اس میں مندرج تھے۔ کیا عجب ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ اپنے کسی بندے کو بعض خصوصیات کے ساتھ مخصوص اور اکابر کے مقاماتِ عالیہ سے سرفراز کردے اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ۔ لیکن اس کے لئے اتّباعِ سُنّت اور اجتناب از بدعت شرط ہے اور دوسری شرط یہ ہے کہ بندے کی خواہش "احکامِ شرعیہ" و "سُننِ مرضیہ" کے تابع ہو جائے ـــــ لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ ـــــ حدیثِ شریف ہے۔

---

۵۶ بیشک میرا رب رحم کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔

حق سُبحانہٗ مدارجِ قرب میں ترقی دے اور سُننِ نبویہؐ پر مستقیم رکھے۔ دوستوں سے دعائے سلامتیٔ خاتمہ کا اُمیدوار ہوں۔

مکتوب (۷۹) خواجہ محمد حنیف کے نام

(رموز و اسرارِ سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے بیان میں)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ــــــ حقیقتِ بندگی اور حلاوتِ طاعت اُس وقت حاصل ہوتی ہے، جب کہ تمام امور میں "قبلۂ توجہ" اور "مرجعِ حقیقی" سوائے بارگاہِ صمدیت کے اور کوئی نہ ہو، ہوائے نفسانی سے گذر کر تمام اُمور اسی لم یزل ولایزال کے سپرد کر دیئے جائیں۔ امرِ فانی پر پشتِ اعتماد نہ رکھی جائے، ورنہ نتیجہ مطلبِ اعلیٰ سے محرومی ہوگا۔

اے بھائی! دنیا میں کسی کی طرف رجوع ہونے اور کسی پر اعتماد کرنے کا باعث یا تو یہ ہوتا ہے کہ وہ مربّی ہے اور تربیتِ "صوری و معنوی" اُس کے ساتھ وابستہ ہے (اب غور کرو) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی رو سے مُربّیِ حقیقی حق تعالےٰ ہی ہے اور تربیتِ ظاہر و باطن حقیقۃً اس کے ہی ساتھ مربوط ہے۔ پیر، اُستاد اور مادر و پدر سے بموافقِ شریعت جو رجوع و تواضع کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ وہ اس لئے کہ یہ لوگ بحکمِ الٰہی مُربّی ہیں۔ چونکہ یہ تواضع، حکمِ خداوندی کی بناء پر ہے، اس لئے اس کو بھی فی الحقیقۃ خدا ہی کی طرف رجوع و تواضع قرار دیا جائے گا۔ یا رجوع کا سبب سلطنت و بادشاہت ہوا کرتی ہے۔ سلطنت و بادشاہت "مَلِکِ النَّاس" کی رو سے اللہ ہی کے لئے مسلّم ہے۔ یا معبودیت و اُلوہیت، رجوع کا سبب ہوتی ہے۔ کیونکہ عقل و عرف کی رُو سے الٰہ و معبود کے ساتھ رجوع، اعتماد، تواضع و خضوع کا معاملہ ہونا مستحسن بلکہ واجب ناگزیر ہے۔ اور یہ معبودیت و اُلوہیت بھی بمقتضائے "اِلٰہِ النَّاسِ" جنابِ مقدس و بیچونِ حقیقی کے ساتھ مخصوص ہے۔

نفسِ انسانی اور وساوسِ شیطانی جن کی شرارت سے پناہ مانگنے کا حکم اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ

صُدُوْرِ النَّاسِ ۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ○ یہ دونوں دشمن ہیں جو گھات میں لگے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح اس مربی و معبودِ تحقیقی اور بادشاہِ حقیقی سے بندے کو دُور و محجوب کر دیں اور ماسوی اللہ میں پھنسا کر شرکِ جلی و خفی کی طرف رہنمائی کریں۔ ان دشمنوں کے شر سے بھی پناہ مانگنا بہت ضروری چیز ہے، ہمیشہ پناہ مانگتے رہو اور وہ "اوصافِ ثلثہ" جو اس سورۂ مبارکہ میں مذکور ہیں بردرجہ کمال اس ذاتِ اقدس کے اندر تصور کرو، تاکہ شرارتِ دشمن سے بےخوفی ہو اور بارگاہِ اقدس کا راستہ مل جائے — رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا[ع] —

مکتوب (۴۳) خواجہ عبد الصمد[لہ] کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اللہ تعالیٰ ابوابِ فتوح کو ہمیشہ مفتوح رکھے — اہل اللہ کے سیر و سلوک کے لئے یہ آیۂ کریمہ جامع ترین ہے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ — (تمہارے پاس جو کچھ ہے ختم ہونے والا ہے اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ باقی ولازوال ہے)۔ طالبِ صادق جب تک تمام "منتسبات" سے خالی نہ ہوگا "انوارِ لایزال" کے ساتھ بقا نہ پائے گا۔ ہر چند اصل اس معاملے میں باطن ہے اور فنا و بقا بالاصالۃ باطن ہی کے اوصاف ہیں، لیکن منا عہائے ظاہری کا زوال، اسبابِ معیشت کا فقدان اور اسقام و حوادثِ ظاہری بھی معاملاتِ باطنی کے ممد و معاون اور ترقیاتِ معنویہ کا سبب

ع اے ہمارے رب تو ہمیں اپنی رحمت سے نواز، اور مہیا کر ہمارے کام میں بھلائی۔

لہ خواجہ عبد الصمد (کابلی)۔ کابل سے دو کوس پر دیہہ یعقوبی ایک گاؤں ہے، آپ وہاں کے باشندے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ خلافت دے کر حضرت والا نے ان کو وطن بھیج دیا تھا۔ وہاں بہت لوگوں نے آپ سے کسبِ فیض کیا۔

(روضۃ القیومیہ رکن دوم)

Marfat.com

ہیں کوئی "شاہباز" درکار ہے جو اس آیۂ کریمہ کے اسرار کے سمندروں میں غوطے لگائے، نیز مَا عِنْدَ کُمْ اور مَا عِنْدَ اللّٰہِ میں کلمۂ ما کی عمومیت سے بہرہ ور ہو۔

والسلام

مکتوب (۹۱) شیخ طاہر بدخشی (ثم جونپوری) کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ــــ اللہ تعالیٰ مراتب قرب میں ترقی بخشے ـــــ (اُمید کہ) معارف آگاہ نے ہم "دُور افتادوں" کو فراموش نہ کیا ہوگا۔ حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کی رو سے ارتباطِ محبت جس قدر ہوتا ہے معیتِ معنوی بھی اسی قدر ثابت ہوتی ہے اُمید کہ ایّامِ مفارقت کے طول نے "نسبتِ سابق" میں کوئی خلل نہ پیدا کیا ہوگا، بلکہ ارتباطِ محبت اور قوی تر ہو گیا ہوگا۔ دوستوں سے یہی توقع ہے کہ نسبتِ مذکورہ بیش از بیش ہو گئی ہوگی۔ اس "فقیر" کو اس جماعت کے افراد سے جو حضرت "قطب المحققین"۔ "قدوۂ خدا طلبان" حضرت ایشاں (حضرت مجدد الف ثانی رح) کے شرفِ صحبت سے مشرف ہوئی ہے، کچھ علیحدہ ہی قسم کی محبت ہے۔ یہ حضرات مجھے بالکل منفرد حیثیت میں نظر آتے ہیں، یہ سب سے ممتاز ہیں، اس لئے کہ یہ لوگ آئینہ ہائے محبوب ہیں اور اُن مرحوم کی جو آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں نشانی

لہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رح کے خلفاء میں سے ہیں، کافی عرصہ خانقاہ سرہند میں قیام کر کے اپنے پیر و مرشد سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ حضرت مجدد رح جب ان کے سامنے معارف بیان فرماتے تو اُن کو سُن کر آرہے اور بلے کہتے جاتے تھے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ اسرار و معارف مولانا طاہر پر وارد ہوتے ہیں اور میں ان کا ترجمان ہوں۔ حضرت رح نے تعلیم طریقت کی اجازت دے کر جونپور روانہ کر دیا تھا۔ (ماخوذ از زبدۃ المقامات)۔

۷ رجب المرجب ۱۰۴۰ھ کو جونپور میں وفات پائی۔ اور وہیں آپ کا مزار ہے (نزہۃ الخواطر جزء خامس حکیم سید عبد الحی رح)۔

Marfat.com

ہیں ۔ محبوب کے خدام محبوب کی عدم موجودگی میں خاص طور پر محبوب و مرغوب ہوتے ہیں ۔۔
عُشّاق و شیفتگان کی نظروں میں اس جماعت کی بڑی قیمت ہے ہر چند یہ جماعت "بے پرواہ"
ہو اور لوازمِ ارتباط سے دُور ہو مگر ہم کو تو بہت عزیز ہے ۔ ان کی خدمت اور محبت ہم پر
لازم ہے ۔ بہر کیف ، دُعا سے غافل نہ ہوجیے اور توجہ فرمایئے ، تاکہ کل بروزِ قیامت زمرۂ
محبان و خادمانِ حضرت مجدد الف ثانی رح میں ہم سب یکجا محشور ہوں ۔۔۔۔

رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؏

مکتوب (۹۲) شیخ حمید کے نام

محبت آثار شیخ حمید دُعا و سلام ۔ اپنے احوال لکھنے سے غافل نہ ہو ، ادائے طاعات و
عبادات میں خوب مشغول رہو ، خدمتِ مولیٰ میں کمرِ ہمت کو اچھی طرح باندھو ۔ آج کا دن کام
کا دن ہے ، کل کا دن اُجرت کا دن ہے ۔ وقتِ کار میں منتظرِ اُجرت ہو بیٹھنا دراصل اپنے آپ
کو اُجرت سے باز رکھنا ہے ۔ ادائے خدمت میں لذّات کے درپے نہ ہو ۔ اگر لذت دیں تو
نعمت ہے ، نہ دیں تو دامنِ اطاعت کو ہاتھ سے نہ چھوڑو ۔ بندگی سے مقصود وہ محنت و
مشقّت ہے ۔ جس میں نفس و خواہش کی مخالفت ہے ، نہ کہ وہ عیش و راحت جس کے ہوا و
ہوس متمنی ہیں ۔ وہ لذّت و راحت جو "اس طرف" سے عطا کی جاتی ہے چیز ہی دوسری ہے
نفس و ہوا کا اس میں بالکل دخل نہیں ہوتا ۔

لیکن وہ لذّت چونکہ ایک عطیہ ہے ، اس لئے طاعات کو اس کے نہ ملنے کی حالت میں
موقوف نہیں کرنا چاہئے ۔ تحصیلِ طاعات میں جان و دل سے کوشش کریں اور اُمیدِ نجات ، رحمتِ
الٰہی سے وابستہ کریں ، طاعات کو بھی اسی کی رحمت کا اثر و نتیجہ سمجھیں اور اُسی کی توفیق کی جانب
اس کو منسوب کریں ، اپنے "حول و قوۃ" کو اس معاملہ میں بالکل دخیل نہ قرار دیں ۔ تجرد و عجب سے

؏ اے اللہ ! ہمارے لئے نور کامل کردے اور ہمیں بخش دے ، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے ۔

Marfat.com

برطرف رہیں، اگر کبھی "حول وقوۃ" کو اپنی طرف عائد ہوتا دیکھیں (حول وقوۃ کو اپنی ذاتی چیز سمجھیں) تو اس پر نادم و مستغفر ہوں ... اطاعت بھی کریں اور ساتھ ہی ساتھ استغفار بھی کرتے رہیں اور اپنی اطاعت کو "شایانِ درگاہِ قدس" نہ جانیں۔ یہ ندامت اور یہ استغفار رفتہ رفتہ "دید حول وقوۃ" (عجب وتکبر) کا علاج کر دیں گے اور اعمال کو قابل قبول بنا دیں گے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ:۔ (نیک) عمل کر، اور استغفار کر — طریقۂ بندگی یہی ہے —

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

داویم ترا ز گنجِ مقصود نشاں ۔۔۔ گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

والسلام ۔۔۔

مکتوب (۹۸) مولانا حسن علی کے نام

بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات سعادت آثار برادرم مولانا حسن علی کو واضح ہو کہ یہاں کے فقراء بحمداللہ عافیت سے ہیں۔ احباب دور افتادہ کی خیریت مطلوب ہے۔ چاہیے کہ تم حالات لکھتے رہا کرو، اپنے اوقات کو معمور رکھو اور اہم امور پر صرف کیا کرو۔ سراً وعلانیۃً خوف وتقویٰ کے ساتھ رہو۔ قوتِ جوانی کو طاعات میں مشغول رکھو، شب زندہ داری کو غنیمت سمجھو۔ "شبہائے تاریک" کو اذکار، افکار، گریہ زاری "تذکرِ ذنوب" اور فکرِ گور وقیامت سے منور رکھو۔ حتی الامکان عملِ سنت کو ہاتھ سے نہ دو، بدعت اور بدعتی سے اجتناب کرو، اور کوشش کرو کہ "دوامِ حضور مع اللہ" بلے مزاحمتِ اغیار" حاصل ہو جائے.. حاصلِ کلام یہ ہے کہ اگر نجات مطلوب ہے تو اللہ تعالیٰ کی مرادات کو اپنی مرادات پر ترجیح دو اور اپنے آپ کو تمام منتسبات سے خالی سمجھو... طریقہ بندگی یہی ہے۔

اِنَّہٗ مُیَسِّرٌ لِّکُلِّ عَسِیْرٍ وَّ ھُوَ عَلٰی مَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ وَّ بِالْاِجَابَۃِ جَدِیْرٌ

اُمید کہ اس "بے حاصل" کو دعائے سلامتیٔ خاتمہ سے یاد رکھو گے — غائبانہ دعا قبولیت

سے بہت قریب ہوتی ہے۔

مکتوب (۹۹) خواجہ محمدؐ فاروق کے نام

(ترغیبِ تحصیلِ معرفت وضبطِ اوقات میں)

مخدوما! — مطلوبِ اصلی، بنی نوع انسان کی ایجاد سے "تحصیلِ معرفتِ صانع" ہے، اور "معروف" میں فنا ہوئے بغیر معرفت حاصل نہیں ہو سکتی —— پس ہم جیسے مہجوروں کے لیے ضروری ہے کہ عمرِ گرامی کو اس دولت (معرفت) کے حاصل کرنے میں مشغول رکھیں اور اس فانی زندگی میں فنا سے پہلے فانی ہو کر باقیِ حقیقی کی بقاء کی طرف دوڑیں، افسوس کہ جو کچھ انسان سے طلب کیا گیا ہے اس کو انجام نہ دے اور امورِ دیگر میں مشغول ہو، نیز اس چیز کی تعمیر کے پیچھے پڑے جس کی تخریب مطلوب ہے اور سرمایۂ وقتِ عزیز کو لذاتِ فانیہ کے حصول میں مصروف کرے — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اِیَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللہِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ" یعنی عیش وعشرت کی زندگی سے بچو، اس لئے کہ اللہ کے خاص بندے عیش وعشرت کے متوالے نہیں ہوا کرتے۔ کمالِ خجالت کی بات ہے کہ انسان اس مہلتِ قلیلہ میں مطلوبِ اصلی کو — اس کی دعوت کے باوجود — آغوش میں نہیں لاتا، اس کو لبیک نہیں کہتا، اور "عذابِ بعد وحجاب" میں جو بدتر از عذابِ جحیم ہے اپنے آپ کو ڈالتا ہے اور لذاتِ قرب ووصال سے بھاگتا ہے۔ فَیَا وَیْلَنَا عَلٰی مَنْ اَعْرَضَ عَنِ اللہِ وَیَا حَسْرَتَا عَلٰی مَنْ فَرَّطَ فِیْ جَنْبِ اللہِ —— (اچھی طرح سمجھ لو، کر) دوبارہ دنیا میں آنا نہیں ہے وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا (اور جو شخص اس دنیا میں بے بصیرت رہا، وہ آخرت میں بھی بے بصیرت اٹھے گا اور وہ حد درجہ گمراہ ہے) ؎

ترسم کہ یار از من ناآشنا بماند — تا دامنِ قیامت ایں غم بما بماند

الغرض کام کرنا چاہیے، گفت وشنود سے کوئی راستہ نہیں کھلتا۔ امید کہ اس

Marfat.com

دُور از کار، کے لئے وہاں کے صلحاء سے توجہ اور دُعا کی درخواست کرو گے۔ والسلام۔

مکتوب (۱۰۰) مرزا لطف اللہ کے نام (نصائح)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ صحیفۂ گرامی کے ورود سے مشرف ہوا ۔ کیسی اچھی نعمت ہے کہ عنفوانِ جوانی اور زمانۂ عیش و کامرانی میں محبتِ مطلوبِ حقیقی، سویدائے قلب میں نمودار ہو جائے اور عشقِ محبوبِ ازلی، جبینِ رُوح سے آشکار ہو ۔ اللہ والوں اور درویشوں سے محبت رکھنا اس محبتِ حقیقی کا اثر ہے اور ان سے محبت رکھنا، محبتِ حق کی بیّن دلیل ہے ۔ پیرِ انصار قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ: ۔ "اے اللہ! تو نے اپنے دوستوں کے ساتھ عجیب معاملہ کیا ہے کہ جس نے اُن کو پہچانا تجھ کو پایا اور جب تک تجھ کو نہ پایا، ان کو نہیں پہچانا"۔ اس گروہ سے محبت رکھنے والا بھی اس گروہ کے ہمراہ ہے ۔ حدیث "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" کو سُنا ہو گا۔

اے سعادت آثار! اس "موسمِ جوانی" اور فراغتِ حال کو غنیمت جانو اور قوّتِ شباب کو مولائے حقیقی کی اطاعت میں صرف کرو ۔ کام کا زمانہ یہی زمانہ ہے ۔ "بر تقدیرِ حیات و فراغ" ۔ "وقتِ پیری و سستیٔ قویٰ" میں کیا کام ہو سکتا ہے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سات (قسم کے) آدمی ہونگے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں ایسے وقت میں رکھے گا، جب کہ اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا ۔ (وہ سات قسم کے آدمی یہ ہیں) ۔ (۱) امامِ عادل (۲) وہ جوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی میں نشو و نما پائی ہو (۳) ایسا شخص جس کا دل مساجد میں اٹکا رہتا ہو (۴) ایسے دو آدمی جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں، اسی للّٰہی محبت پر مجتمع ہوتے ہوں اور اسی پر اپنے اپنے گھر جانے کے لئے علیحدہ ہوتے ہوں (۵) ایک وہ شخص جس کو صاحبِ منصب و جمال عورت دعوتِ بدکاری دے اور یہ شخص (انکار کر کے) کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ شخص جو (زیادہ تر) صدقہ پوشیدہ طریقے پر کرے، حتیٰ کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا اُس کا علم بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہونے دے ۔ (۷) وہ شخص جو اللہ کو خلوت میں یاد کرنے

Marfat.com

اور اُس کی دونوں آنکھیں بہہ پڑیں ۔ (رواہ البخاری و مسلم وغیرہما)

کوشش کرو کہ (اخیر تک) اچھے اعمالِ خیر پر قائم رہو اور بہ "نیابت، امام" عدالت پر بھی مستقیم رہو ـــــ یہ بات اچھی طرح جان لو کہ ہمارے بزرگوں کے طریقے کا حاصل، اتباعِ سنّت، اجتناب از بدعت اور جنابِ قدسِ سُبحانی میں "وصفِ عجز و نیستی" کے ساتھ "دوامِ توجہ و نگرانی" ہے ـــــ حتیٰ کہ ماسوا سے انقطاعِ تام حاصل ہو جائے، نیز تمام اشیاء سے تعلقِ علمی و حُبّی ختم ہو اور ماسوا کی غلامی سے آزادی مل جائے ۔ نہ ماسوا کی خوشی سے خوش رہو اور نہ اس کی غمی سے غمگین ـــــ نیز دل کو مطلوبِ حقیقی کے ساتھ "حضور و آگاہی" اس قدر ہو کہ "غیبت" اُس کے بعد نہ ہو ۔ وہ "حضور" کہ اس کے بعد غیبت ہو، اکابر کے نزدیک معتبر نہیں ہے ۔ جب تک "حضور و آگاہی" اس طرح کا ملکہ اور وصفِ ذاتی نہ بن جائے جس طرح سمع، صفتِ سامعہ ہے اور بصر، صفتِ باصرہ ہے، اس وقت تک یہ نسبتِ شریفہ متصور نہ ہوگی ۔

میں نے (فقط) بزرگوں کے طریقے کا حاصل بتایا ہے، حقیقت تو اس گفتگو سے بالاتر ہے ۔ یہ ایسا بھید ہے کہ اس کی تعبیر اس قسم کی عبارات سے مشکل ہے " مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ (جس نے اس کا ذائقہ نہیں چکھا، اُس نے اس کو نہیں جانا) ـــــ ان معانی کا معلوم کرنا "ذوق و وجدان کے ساتھ ساتھ "بے طولِ صحبتِ اکابر" دُشوار ہے ۔۔ ۔ ۔۔

والسلام

مکتوب (۱۰۲) احبابِ اکبر آباد (آگرہ) علی الخصوص میر محمد نعمان اکبر آبادی[۱] کے نام ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ اما بعد! ۔ یہ تحریر

---

[۱] میر محمد نعمان اکبر آبادی ۔ آپ فرزندوں کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رح کے پہلے خلیفہ ہیں ۔ آپ کے والد کا اسمِ مبارک سید شمس الدین یحییٰ تھا جو میر بزرگ کے نام سے مشہور تھے ۔ میر محمد نعمان کی ولادت بمقام سمرقند

باقی صفحہ ۱۱۸ پر

ایک "تذکار" ہے۔ اس خستہ دل افگار کی طرف سے خردمند احبا کے لئے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار جاننا چاہیئے کہ آفرینشِ انسان سے مقصود، تحصیل معرفتِ حق ہے۔ معرفت میں لوگ تفاوتِ استعدادات کی بناء پر مختلف ہیں بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ہر ایک نے اپنے عرفان کے مطابق

۱۰۰۹ھ میں ہوئی۔ عالمِ رویا میں حضرت امام اعظم رح کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام نعمان رکھا گیا۔ بچپن سے آپ پر آثارِ درویشی نمایاں تھے۔ فقراء و مشائخ کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ ہندوستان آئے تو یہاں بہت سے درویشوں سے ملے، یہاں تک کہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی دہلوی رح کی خدمت میں دہلی آئے اور ان کے الطافِ بے پایاں کو دیکھ کر طریقۂ نقشبندیہ میں داخل ہوگئے۔ حضرت خواجہ رح نے جب حضرت مجدد کو بیعت و ارشاد کی اجازت دے دی اور اپنے مریدین کو آپ کے سپرد کر دیا، تو ان میں آپ بھی تھے۔ جب یہ حضرت مجدد رح کی خدمت میں پہنچے تو حضرت رح نے فرمایا کہ تم ہمارے ہی ہو لیکن کچھ دنوں ہمارے پیر و مرشد کی خدمت میں اور رہو۔ حضرت خواجہ رح کے انتقال کے بعد حضرت مجدد رح دہلی تشریف لائے تو میر صاحب نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا، جس میں اپنی شکستہ دلی، بے نصیبی اور بے استعدادی کا ذکر تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ میرے پاس بجز اس کے اور کوئی وسیلہ نہیں کہ میں حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہوں۔ حضرت مجدد رح پر اس عریضے کے مطالعہ سے رقت طاری ہوئی اور فرمایا۔ "میر! گھبراؤ نہیں"۔ الغرض میر موصوف کو اپنے ہمراہ سرہند لے گئے۔ یہ سالہا سال آستانۂ مجددی پر مقیم رہے اور مقاماتِ عالیہ سے سرفراز ہوئے، بالآخر اجازت دے کر برہانپور بھیج دیا گیا۔ میر صاحب دو دفعہ بعض وجوہ کی بنا پر شہر برہانپور سے چلے گئے، تیسری مرتبہ پھر برہانپور ہی کے لئے مامور فرمایا گیا۔ اس دفعہ جب آپ برہانپور تشریف لائے، تو رنگ ہی دوسرا نظر آیا۔ آپ کی مجلس میں عجیب کیفیات کا ظہور ہوا۔ بہت سے اشخاص سلسلۂ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور کتنے ہی بدکار صلاح و تقویٰ کے لباس سے آراستہ ہو گئے۔ صاحبِ زبدۃ المقامات مولانا محمد ہاشم کشمی رح نے آپ ہی کی رہنمائی سے حضرت مجدد سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اگرچہ آپ نے علومِ ظاہر کی تحصیل کم کی تھی، لیکن حضرت مجدد رح کے علوم و معارف سمجھنے کی خاص اہلیت رکھتے تھے۔ خود حضرت مجدد نے آپ کے فہمِ خداداد کی تعریف کی ہے۔ مکتوباتِ مجددیہ میں بہت سے مکاتیب آپ کے نام

باقی صفحہ ۱۱۹ پر

Marfat.com

اس معاملے میں گفتگو کی ہے، لیکن جو بات صوفیاء کے یہاں متفق علیہ اور قدرِ مشترک کے طور پر ہے نیز جو مدارجِ قرب میں لابد و ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ "معروف" میں فنا ہوئے بغیر معرفت ظہور پذیر نہیں ہوتی ہے

ہیچ کس را تا نگردد او فنا　　نیست رہ در بارگاہِ کبریا

پس یارانِ ہوشمند کے لئے ضروری ہے کہ "حاصلِ کار" اور "نقدِ روزگار" میں اچھی طرح غور و تأمل فرمائیں، جس کسی کو معرفتِ مذکورہ حاصل ہے فَطُوْبیٰ لَہٗ وَ بُشْریٰ (اس کے لیے خوش خبری ہے) اُسے چاہئے کہ اس "حاصل" کو امورِ غیر حاصلہ میں صرف کرے۔ ۔ ۔ ۔ جس کسی کے لئے معرفت کا راستہ نہیں کھولا گیا اور اس "دولت" کی طلب کا در نہیں دیا گیا۔ فَالْوَیْلُ لَہٗ کُلَّ الْوَیْلِ (اس کے لئے بڑی خرابی ہے) کیونکہ جو کچھ اس کی خلقت و پیدائش کا مقصود تھا اس نے ادا نہیں کیا اور اس دنیا میں جو چیز اس سے طلب کی گئی تھی اس کو انجام نہیں دیا، خواہشات و لایعنی امور میں اس نے سرمایۂ عمرِ گرامی کو صرف کر دیا اور اپنی استعداد کی زمین کو باوجود اسباب حاصل ہونے کے بیکار چھوڑ دیا۔

بیان کرتے ہیں کہ اُستاد ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بوعلی دقّاق قدس سرّہٗ کو بعدِ وفات خواب میں دیکھا کہ بہت بیقرار ہیں اور رو رہے ہیں۔ دریافت کیا :- "جنابِ عالی! بیقراری کا کیا سبب ہے؟ شاید آپ دُنیا میں واپس جانا چاہتے ہیں۔" انہوں نے فرمایا۔ "ہاں! چاہتا

ہیں (ماخوذ از زبدۃ المقامات)۔ آپ نے اکبرآباد (آگرہ) میں بقولِ صاحبِ تذکرۃ العابدین ۱۰۵۰ھ میں وفات پائی۔ لیکن تاریخِ محمدی (رضا لائبریری رام پور) میں ۱۸ صفر ۱۰۵۹ھ تاریخِ وفات بتائی ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی لکھا ہے۔ قِیْلَ اَنَّہٗ مَاتَ فِیْ ۱۰۶۱ھ ۔ یعنی بعض نے ۱۰۶۱ھ تاریخِ انتقال بتائی ہے۔ تاریخِ محمدی میں فوت امیر نعمان عالی۔ اور فوتِ امیرِ نعمان سامی مادۂ تاریخِ وفات ہے۔ جس سے ۱۰۵۹ھ برآمد ہوتے ہیں۔

نزہۃ الخواطر جلد ۵، اردو وفیات الاخیار مولفہ مولوی محمد احسن صابری نگرامی۔ میں ۱۸ صفر ۱۰۵۹ھ تاریخِ وفات ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

ہوں، مگر برائے مصلحتِ دُنیا نہیں اور نہ اس لیے کہ وہاں مجلس آرائی کروں بلکہ اس لئے کہ وہاں پہنچ کر کمر باندھوں اور عصا ہاتھ میں لوں اور تمام دن ایک ایک دروازے پر جا کر عُصا اور کنڈیوں سے دروازے کو کھٹکھٹا کر لوگوں کو بُلا کر کہوں کہ اے لوگو! ایسی غفلت اختیار نہ کرو، تم یہ نہیں سمجھتے کہ کس ذات سے غافل ہوئے بیٹھے ہو۔“ ؎

صاحبِ خانہ را دہم آواز، کز پئے ہیچ ماند از ہمہ باز
عمر بگذشت در پریشانی ہنگر کز چہ باز میمانی،

پس ہم جیسے ”مہجوروں“ پہ لازم ہے کہ عمرِ گرامی کو ایسے معانی میں صرف کریں اور اس زندگانیِ فانی میں ”حکمتِ وصول الی اللہ“ کو چاہیں، سیرتِ صالحین و نعتِ عارفین سے اس معمہّ کا بیان، اور اس حدیث کی تفسیر کریں، اس حکمتِ عملی کی طلب میں جان و دل سے کوشش کریں اور جہاں کہیں سے اس کی کوئی خوشبو مشامِ جاں میں پہنچے، وہاں جائیں چاہے ”دستِ طمع“ اس گنجینے کے نقد سے خالی ہی رہے، لیکن اس کی طلب سے اور اس کی گمشدگی کے درد سے فارغ نہ رہیں اور متمرّدین کے جرگے سے باہر رہیں، کسی نے کیا اچھا کہا ہے :- ؎

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام
دل ترا می طلبد، دیدہ ترا می خواہد

والسّلام

مکتوب (۱۰۸) محمد فاروق ولد خواجہ عبد الغفور سمرقندی کے نام

برخوردار سعادت آثار ــ دُعا ــ چاہیئے کہ تم علومِ دینیہ میں کوشش بلیغ کرو، اس بات کی بھی سعی کرو کہ عمل، علم کے مطابق ہو جائے۔ ناجنس، اہلِ تفرقہ اور اہلِ بدعت سے بچتے رہو، اپنے باطن کو ”نسبتِ ماخوذہ“ کے ساتھ معمور رکھو، اس کے دوام کی کوشش کرو اور جو چیز منافیِ دوام ہو، اس سے اعراض کرو ــ کیا اچھی نعمت ہے یہ کہ ظاہر، احکامِ شرعیہ سے آراستہ اور باطن ”نسبت“ سے آباد ہو ــ اپنے برادرِ کلاں کی صحبت کو غنیمت سمجھنا، ان کی مجلس

میں اپنی مشغولیت رکھنا اور جس طریقے پر وہ رہنمائی کریں، حتی الامکان اس کا لحاظ رکھنا۔ اپنے حالات برابر لکھتے رہنا اور نسبتِ فقراء پر قائم رہنا۔ والسلام

مکتوب (۱۰۹) خواجہ محمد فاروق کے نام

(اس حالت کی تفصیل میں ، جو قیامت، موت اور نوم میں ظاہر ہوتی ہے)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ــــ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی مَنْ تَبِعَہٗ فِیْ سُلُوْکِ الْمَنْہَجِ الْقَوِیْمِ ــــ سُنا گیا ہے کہ تم تعمیرِ اوقات میں کوشش بلیغ کرتے ہو اور حتی الامکان امورِ لایعنی میں مشغول نہیں ہوتے۔ اللہ کا شکر ہے۔ کتنی عجیب نعمت ہے کہ ایامِ جوانی میں اور اسبابِ کامرانی کے ہوتے، جنابِ قدس کی جانب توجہ رکھتے ہوئے "جمعیتِ اوقات" میں کوشش کر رہے ہو، اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجالاؤ اور اس نعمت کو اور زیادہ کرنے کی کوشش کرو ــــ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ (تم شکر ادا کروگے، تو میں تمہارے لئے نعمت اور زیادہ کروں گا) ۔ جاننا چاہئے کہ "جمعیتِ صوری" جو ظاہر سے وابستہ ہے، اُس "نسبتِ معنوی" کا اثر ہے، جو نصیبۂ باطن ہے، یہ لازم نہیں ہے کہ نسبتِ باطن پورے طور پر ظاہر پر جلوہ گر ہو جائے ۔ اس لئے کہ "نسبتِ باطن" بمنزلۂ محبوب ہے اور "ظاہر" محب کی مانند ہے اور محبوب، قیدِ محب میں مشکل ہی سے آتا ہے ۔ کرشمہ و ناز لازمۂ محبوب ہے ۔ عاشقِ بیچارہ جس قدر محبوب کا شائق و شیفتہ ہوتا ہے، محبوب اسی قدر ناز بڑھاتا ہے ۔ عجیب معاملہ ہے کہ ظاہر باطن کی جتنی خدمت کرتا ہے اور اس کی ترقی میں جتنی سعیِ جمیل ملحوظ رکھتا ہے، باطن اتنا ہی زیادہ اُس سے بیگانہ ہوتا رہتا ہے اور آغوشِ ظاہر سے دُور ہوتا جاتا ہے ۔

طاعات و مجاہداتِ ظاہری "حسن و طراوتِ باطن" کے ازدیاد کا سبب ہیں، اسی ظاہر کے مجاہدات سے باطن کا وصفِ محبوبی ۔ کہ ناز و استغنا اس کے لوازم سے ہیں، کمال کو پہنچتا ہے، یہی وجہ ہے کہ انتہا میں جا کر نسبتِ باطن" درک سے بھی دُور ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ: نسبتِ باطن جتنی بھی مجہول ہو زیبا تر ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' کا مقولہ ہے اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ (ادراک کی دریافت سے عاجز رہنا بھی ادراک ہے)۔ ظاہر کا یہ "تعطش و نایافت" اُس وقت تک ہے جبتک "کارخانۂ ظاہر" قائم ہے، جب ظاہر میں خلل واقع ہوگا اور اس کے کوچ کی ندا بلند ہوگی، باطن میدان خالی پاکر بصد آب و تاب بے پردہ جلوہ گستر ہوجائے گا۔ اس لئے کہ باطن کا پردہ تو اس نسبتِ ظاہر سے تھا جو کوچ کرگئی اور چونکہ موت، مقدماتِ قیامت سے ہے اس لئے اُس وقت جو کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ بھی اتم و اکمل نیز "ظلیت" سے دُور، اور "اصالت" سے نزدیک تر ہوتی ہے۔ چونکہ نیند کو موت کے ساتھ "اخوت و مناسبت" ہے اس لئے بعض خوش نصیبوں کو نیند کے عالم میں ایسی حالت رونما ہوتی ہے جو حالتِ موت کے مشابہ ہوتی ہے اور حالتِ بیداری پر تفوق رکھتی ہے۔ ع

"زہے مراتبِ خوابے کہ بہ زبیداریست"

اس معاملہ کی تفصیل اس حقیر نے ایک دوسری تحریر میں کی ہے، وہاں دیکھ لینا۔

"جب "برزخِ صغریٰ" کا معاملہ انجام کو پہنچے گا اور "برزخِ کبریٰ" نمودار ہوگا، نیز اجزائے منتشرہ اور "عظامِ رمیمہ" کو جمع کریں گے اور معاملہ خلل و نقصان سے پاک و صاف ہوجائے گا۔ اُس وقت "دولتِ قرب" بالاصالۃ بدنِ عنصری کو حاصل ہوگی اور بدن اس آیت کریمہ کا مصداق ہوجائے گا۔ وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ (اور ہم چاہتے ہیں کہ نعمتِ فراواں دیں ان لوگوں کو جو ضعیف کردیئے گئے ہیں زمین میں اور پیشوا کریں ہم اُن کو اور وارث بنائیں) اس "بدنِ نامراد" کو جس نے دنیاوی شدائد جھیلے تھے، ایذائے خلق برداشت کی تھی، جو اوامر و نہی کے بوجھ کے نیچے دبا رہا تھا اور پھر تلخیٔ مرگ چکھی تھی، بعدہٗ "خاکساریٔ گور" سے واسطہ رکھا تھا، آتشِ فراق اور سوزشِ اشتیاق سے جلا تھا۔ بصد خوبی و ناز، خلائق کے بھرے مجمع میں سریرِ سلطنت پر بٹھادیں گے اور کمالِ عزت و جاہ کے ساتھ "لطائفِ عالمِ امر" کا امام و پیشوا بنادیں گے۔ برخلاف معاملۂ دنیاوی

کے، کہ یہاں پر "باطن" معاملاتِ قرب میں اصل ہے اور ظاہر اس کا تابع ہے - یہ بات نہیں ہوگی کہ باطن سے نسبت سلب کر کے ظاہر کو دیدی جائے گی - نہیں - بلکہ صورت یہ ہوگی کہ باطن بدستورِ سابق متمکن وقادر رہے گا، البتہ ظاہر کو ایسا قرب عطا کریں گے کہ باطن باوجود اپنی شان وشوکت کے ظاہر کے تابع ہونے کی آرزو کرے گا اور اپنی نسبت کو اُس (ظاہر) کی نسبت کے پہلو میں محو دیکھے گا ... ...

مکتوب (۱۱۱) مولانا محمد صدیق[1] پشاوری کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا لِلّٰہِ تَعَالیٰ وَمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ -

صحائفِ گرامی پے بہ پے پہنچے، خوشوقت کیا، صد شکر کہ یادِ فقراء سے غافل نہیں ہو اور نظرِ ہمت کو ایک مطلوب پر جما لیا ہے ... ... تم نے اکثر خطوط میں خوفِ خاتمہ کے غلبہ کو لکھا ہے مخدوما! یہ تو ایسا غم ہے کہ "تا لبِ گور" ہمراہ ہے، کسی مسلمان کو اس غم سے خالی نہیں رہنا چاہیئے، تھوڑا ہو یا بہت، ہونا چاہیئے - جس کا یہ غم زیادہ ہے اس کے کمالِ ایمان کی علامت ہے، تم اس نعمت کا شکر بجالاؤ - لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ -

تم نے لکھا تھا کہ حصولِ ایمانِ کامل کے بارے میں کوئی بشارت حاصل نہیں ہوئی - خدا کا شکر ہے کہ تم سوالِ ایمانِ کامل کی بشارت حاصل کر چکے ہو، جیسا کہ تم نے لکھا تھا کہ میں ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے استدعا کرتا تھا کہ وہ مجھے "ذرۂ ایمان" نصیب کرے - الحال اس بیماری میں جو ماہِ رمضان میں تم کو لاحق ہوئی، تم کو الہام ہوا کہ ہماری درگاہ میں کوئی کمی نہیں ہے، تم

---

[1] مولانا خواجہ محمد صدیق پشاوری - آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے قدیم خلفاء میں سے ہیں - آپ کو خلافت دے کر پشاور بھیجا گیا، وہاں قبولیت عام نصیب ہوئی - بہت سے لوگ آپ کے طفیل گمراہی کے بھنور سے نکل کر نجات کے ساحل پر پہنچے ---- اور بہت سوں نے آپ سے خلافت حاصل کی -

(روضۃ القیومیہ رکن دوم)

Marfat.com

ایمانِ کامل مانگو"۔۔۔۔۔ کریم جب کسی ایسی چیز کے سوال کی دلالت کرتا ہے جو اُس کے پاس ہے تو یہ امر اُس کے عطا و بخشش کی دلیل ہوا کرتا ہے (یوں اگر بہ نظرِ تحقیق دیکھو تو) بشارت صحیح بھی ہو تو چونکہ قطعی نہیں (بذریعۂ وحی نہیں) اس لئے ابہام باقی ہے اور خوف دامنگیر ہے ۔۔۔ تم نے (اپنے مرید) صوفی محمد شریف کی کج ادائیوں کو بار بار لکھا ہے۔

مخدوما! اُس نے جو کچھ بھی بے اُدبی اور بے اُدائی کی ہے، تنہا تمہارے ساتھ نہیں کی، اس سلسلے کے تمام بزرگوں کے ساتھ کی ہے، تم اُس کے پیر ہو اور اُس سے آزردہ ہو تو ہم کو پھر اس سے کیا تعلق رہا ۔۔۔۔۔ "قوتِ انتقامیہ" فقیر کے اندر کم ہے، بس دو باتیں از روئے غیرت اس کو بھی (علیحدہ) لکھ دی ہیں، اگر متاثر ہوتا ہے تو فبہا، ورنہ وہ جانے اور اس کا کام۔ تم نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ میرے اندر "بے حلاوتی" کا ظہور "علوِ ہمت" کی بناء پر ہے، یا "قصورِ استعداد" کی وجہ سے ؟

مخدوما! نسبتِ باطن جس قدر بلند ہوتی جاتی ہے، زیادہ مجہول ہوتی جاتی ہے۔ ظاہر کو "بے حلاوت" رکھتی ہے، اس لیے کہ ظاہر، باطن سے "بعید و بیگانہ" ہو جاتا ہے، عارف جتنا معرفت کے اندر اعلےٰ ہوگا، یہ کیفیت (بے حلاوتی) زیادہ ہوگی اور جتنا بھی نزدیک ہوگا دُور تر ہوتا جائے گا۔ وہی ایک رسی بٹنے والے شاگرد کا قصہ ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے استاد سے کہتا تھا کہ "میں جتنا زیادہ بٹتا ہوں آپ سے دُور ہوتا جاتا ہوں"۔ تم نے لکھا تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "رجوعِ خلائق" کسی شخص کے کمال کی دلیل نہیں ہے! بیشک ایسا ہی ہے جب کہ "قبولِ خلائق" "قبولِ خالق" کی دلیل نہیں ۔۔۔ کیونکہ کبھی باطل کو بھی فروغ حاصل ہو جاتا ہے ۔۔۔ تو پھر یہ رجوعِ خلق، دلیلِ کمال کیسے ہو سکتا ہے ؟ والسلام

مکتوب (۱۱۲) شیخ محمد شریف[1] کابلی کے نام

بعد الحمد والصلوٰۃ واضح ہو۔ سُنا گیا ہے کہ تم نے اپنے پیر و مرشد مولانا محمد صدیق کو

---

[1] آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے خلیفہ خواجہ محمد صدیق پشاوری کے خلیفہ ہیں۔ ان کے پیر و مرشد

باقی صفحہ ۱۲۵ پر

رنجیدہ کر دیا ہے، اُن کی شان میں گستاخیاں اور بے اُدبیاں تم سے سرزد ہوئی ہیں اور تمہارے سابق طرزِ عمل میں تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ مولانا تم سے اس درجہ ناراض ہیں کہ معاملہ "سلب اجازت" تک پہنچ گیا ہے۔ وہ تواضع، نیستی اور خدا طلبی جو تم سے ظاہر ہوا کرتی تھی اُس کے پیشِ نظر یہ اُمور بہت ہی بعید اور محلِ تعجب ہیں۔ پیر و مرشد سے جو رشتہ توڑا ہے اب کس سے جوڑ لگانا ہے؟ کیا مصیبت ہے، رعایتِ حقوق، دُنیا سے بالکل ہی رخصت ہو گئی جو بھی آئندہ روحانی نشو و نما حاصل کر کے مخلوق میں مقبول ہو جایا کرے گا، یا اپنے حالات باطنیہ کچھ اچھے محسوس کرے گا وہ اسی طرح پیر و مرشد سے ترکِ تعلق کر لیا کرے گا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ — چاہئے تو یہ تھا کہ ان ترقیات کے مشاہدہ کے بعد "رابطہ محبت" اور "رسوخِ عقیدہ" مرشد کے ساتھ اور زیادہ ہو جاتا "انکساری و خاکساری کا معاملہ بیش از بیش کیا جاتا، کیونکہ یہ دولتِ رُوحانی اور یہ "صفاوقبول" مرشد کے ہی انوار و برکات کا صدقہ ہے، نہ یہ کہ گردن کشی اور رعونت کا مظاہرہ ہو . . . نفحات میں ایک درویش کا یہ مقولہ نقل کیا گیا ہے کہ: "جو شخص تیرے مرشد کو رنجیدہ کرے اور تو اس شخص سے اپنے تعلقات اچھے رکھے، تو تجھ سے کتا اچھا ہے" —— چہ جائیکہ مرید خود اپنے پیر کو رنجیدہ کرے — تم نے جو کچھ سوچا ہے غلط سوچا ہے جلدی تدارک کرو اور مولانا کو راضی کرو جس طرح بھی ہو سکے۔ اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہے، اگر مولانا راضی ہیں ہم بھی راضی ہیں ورنہ ہم بھی ناراض ہیں۔ ہماری رضا مولانا کی رضامندی کی فرع ہے۔

ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ تمہارا سرہند آنے کا ارادہ ہے، مولانا کو راضی کئے بغیر تمہارا سرہند آنا بالکل بیکار ہے، یہاں آؤ گے تو پھر پشاور کو واپس ہونا پڑے گا اور ان کو راضی کرنا ضروری ہو گا۔ جب مولانا لکھ دیں گے کہ ہم فلاں سے راضی ہو گئے۔ اس کے بعد ہم بھی راضی ہو جائیں گے، خواہ سرہند آؤ یا نہ آؤ —— یہ جو کچھ لکھا گیا ہے تمہاری بہبودی کے لئے ہے، بُرا نہ ماننا ؎

ان سے ناراض ہو گئے تھے، بالآخر انہوں نے معافی چاہی اور قصور معاف ہوا۔ (روضہ رکن دوم)

Marfat.com

من آنچہ شرطِ بلاغ است با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

نصیحت بظاہر کڑوی ہوتی ہے لیکن سعادت مندوہ ہے، جو اس تلخی کو شکر کی طرح استعمال کرلے اور حلاوتِ معنوی سے بہرہ ور ہو ۔۔۔

مکتوب (۱۱۴) مولانا محمد صدیق پشاوری کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ صحیفۂ گرامی نے خوش وقت کیا۔ ملّا محمد شریف کابلی کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ اب اس کی بہت کچھ اصلاح ہو گئی ہے، اور اس نے اپنے پچھلے (غلط) طرزِ عمل کو تبدیل کر دیا ہے، اس صورت میں اس امر کی گنجائش ہے کہ اُس کی سابقہ غلطیوں کو معاف کر دیا جائے ۔۔۔ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَعَلٰی مَنۡ لَدَیۡکُمۡ ۔

مکتوب (۱۱۵) محمد صدّیق پشاوری کے نام

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ مکتوبِ مرغوب جو ارسال کیا تھا، پہنچا، خوش وقت کیا ۔ حضرتِ حق سُبحانہٗ طریقۂ مرضیہ میں استقامت نصیب فرمائے اور "وصولِ مطلبِ ارجمند" کے موانع سے محفوظ رکھے ۔ تم نے لکھا تھا کہ حسب الحکم طالبین کے کام کو سرگرمی سے انجام دے رہا ہوں، کوئی طالب تاثیر سے خالی نہیں رہتا اکثر طالبین پہلی توجہ ہی میں متاثر ہو جاتے ہیں ۔ الحمدللہ ۔ تم اس نعمتِ عظمٰی کا شکر بجا لاؤ، البتہ تکبّر اور گھمنڈ سے بچتے رہنا ۔ اس امر کو جو کہ "مقامِ دعوت" ہے عظیم الشان سمجھنا اور ہمیشہ اس بات کا اقرار کرتے رہنا کہ میں کماحقہٗ اس کو انجام نہ دے سکا ۔ طالبین کے حالات کی جانچ پڑتال رکھنا اور ان پر توجہات مبذول کرنا ایک بڑی عبادت ہے، تم اس سے تساہل نہ برتنا ۔ اس کام سے فارغ ہونے اور ادائے حق کے بعد بقدرِ طاقت

دوسری طاعتوں "درس واذکار" میں مشغول ہوا کرو۔ "اِنَّ اَحَبَّ عِبَادِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ حَبَّبَ اللّٰہَ اِلٰی عِبَادِہٖ" (اللہ کے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اللہ کے بندوں میں اللہ کو محبوب بنائے اور اللہ کی محبت پیدا کرائے)۔۔۔۔

مکتوب (۱۱۹) مولانا محمد امین کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ مکتوب مرغوب وصول ہو کر باعثِ مسرت ہوا۔۔ تم نے (منجملہ اور باتوں کے) یہ بھی دریافت کیا تھا کہ ان دو آیتوں کے مفہوم میں تطبیق کس طرح ہوگی ؟

۱۔ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ (کہہ دیجئے کہ ہر ایک امر اللہ کی طرف سے ہے)۔

۲۔ مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ (جو پہنچی تجھ کو نعمت پس وہ اللہ کی طرف سے ہے ـــ اور جو پہنچی تجھ کو محنت و بلا پس وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے)۔

(اس کا جواب یہ ہے کہ) سیئات (جس سے اس جگہ بلیات مراد ہیں) کا پیدا کرنا اللہ تعالٰی ہی کا کام ہے لیکن یہ بندے کے اعمالِ بد کی سزا ہے، وہ اپنی بد اعمالی سے موردِ بلاؤ مصیبت ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ فرمایا:۔ "جس کسی مسلم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے، حتیٰ کہ کانٹا لگے یا جوتی کا تسمہ ٹوٹے، یہ اس کے گناہ کی سزا ہوتی ہے۔ اور جو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ وہ تو بہت ہی زیادہ ہے۔ پس "خلقِ بلا" اور "ایصالِ بلا" کے لحاظ سے "قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ" فرمایا گیا، اور بندے نے گناہوں کے ذریعہ جو اس بلا و مصیبت کو کھینچ بلایا ہے، اس لحاظ سے "مِنْ نَّفْسِکَ" فرمایا، پس اب کوئی بھی تعارض باقی نہ رہا بخلاف "حسنہ" کے، کہ وہ محض فضلِ رب ہے۔ بندے کے تمام اعمالِ خیر صرف اس کے وجود کی نعمت کا بھی بدلہ نہیں بن سکتے، چہ جائیکہ خدا کی دوسری ان گنت نعمتیں ـــ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَدْخُلُ

Marfat.com

اَلجَنَّةَ اَحَدٌ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ قِيْلَ وَلَا اَنْتَ قَالَ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمَا اَنَا" ـــــ (جنّت میں نہیں داخل ہوگا کوئی بھی، مگر اللہ کی رحمت سے عرض کیا گیا :- اور آپ بھی ؟ فرمایا :- ہاں ! میں بھی اللہ کی رحمت ہی سے داخلِ جنّت ہوں گا) ۔

جو کچھ بندے کے اچھے اعمال کی جزا میں دنیا و عقبیٰ کی نعمتیں قرآن و احادیث میں ذکر کی گئی ہیں، وہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہی ہے جو بندے کے عمل کو اس درجہ پر پہنچا دیا ؂

چشم دارم کہ دہد اشکِ مرا حُسنِ قبول　　آنکہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

مکتوب (۱۲۰) مولانا محمد حنیف کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی ـ صحیفۂ شریفہ پہنچا، باعثِ بہجت و مسرتِ فراواں ہوا ۔ حق تعالیٰ مدارجِ قرب میں ترقیاتِ بے اندازہ عطا فرمائے . . . .

تم نے (مضامین کے) "مسوداتِ جدیدہ" طلب کئے تھے ۔ اگر توفیق ہوئی تو کسی دوست سے کہوں گا کہ ان میں سے جو حصّہ قابلِ نقل ہو، نقل کر کے تم کو بھیج دیں . . . تم نے جو کچھ اپنے مریدوں کے حالات لکھے ہیں ان سے بہت خوشی ہوئی ـــــ تمام احوال سنجیدہ و مقبول ہیں ۔ . . . اللہ تعالیٰ ترقیات عنایت فرمائے اور مطلبِ حقیقی تک پہنچائے چونکہ "ایامِ اعتکاف" ہیں اور امورِ ضروریہ درپیش ـــــ اس لیے کچھ زیادہ تحریر نہیں کر سکتا، ضروری جوابات پر اکتفا کیا گیا ہے ـــــ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . . . .

والسّلام

مکتوب (۱۲۲) مولانا محمد صدیق پشاوری کے نام

مقصود، حصولِ نسبت ہے ـــ اس کا علم ہونا یہ ایک علیحدہ امر ہے، اگر یہ علم دیدیا

Marfat.com

گیا ہے، تو فبہا، ورنہ مضائقہ نہیں ہے ۔۔۔ نسبت جب دشواری سے حاصل ہوتی ہے تو اس کی قدر و عزت بھی سمجھ میں آتی ہے اور سہولت و جلدی سے ہاتھ لگ جاتی ہے تو اس کی چنداں قدر و عزت نہیں ہوتی ۔۔۔ جو بھی اس سلسلہ میں جلدی کرتا ہے، بوالہوس ہے ۔۔۔ طالب نہیں ۔۔۔ ایسا شخص قابلِ ہمنشینی بھی نہیں ۔۔۔ لوگ طلبِ دنیا میں کیا کچھ پاپڑ نہیں بیلتے، طلبِ حق تعالیٰ تو بہت زیادہ مشقت کی مستحق ہے ۔۔۔ بزرگانِ دین نے تو بڑی ریاضتیں برداشت کی ہیں اور عمریں گذار دی ہیں ؎

اوحدی شصت سال سختی دید تا شبے رُوے نیک بختی دید

حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحؒ نے "عوارف المعارف" میں خوارق وکرامات کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ: "یہ خوارق وکرامات"، "مواہب الٰہی" ہیں، کبھی کسی جماعت کو ان سے مشرف کر دیتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس جماعت سے اعلیٰ ایک جماعت ہے، اس کے پاس خوارق وکرامات میں سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔" اس کے بعد شیخ الشیوخؒ نے لکھا ہے کہ "یہ تمام خوارق وکرامات ذکرِ الٰہی اور حضورِ قلب کے مقابلہ میں کم درجہ ہیں" ۔۔۔

مکتوب (۱۲۸) حافظ عبدالغفور[1] کے نام

تم چونکہ فقرائے شکستہ حال سے اللہ کے لئے محبت رکھتے ہو، اس لئے اُمید ہے کہ

---

[1] غالباً حافظ عبدالغفور پشاوری مجددی جو حاجی اسمٰعیل پشاوری کے خلیفہ اور شیخ سعدی مجددی لاہوری کے بھی مرید تھے۔ اوّل الذکر مرشد کے لحاظ سے دو واسطوں سے اور آخر الذکر کے لحاظ سے ایک واسطے سے شیخ آدم بنوری رحؒ کے مرید تھے، بڑے صاحبِ کمال اور جامعِ صفاتِ حسنہ تھے۔ ۱۶ / شعبان المعظم ۱۱۱۱ھ میں وفات ہوئی۔ مزار پشاور میں ہے۔
(ماخوذ از خزینۃ الاصفیا صہ ۶۵۴ تا ۶۵۰)

Marfat.com

یہ محبت نتیجہ بخش ثابت ہو اور "کشائشِ کار" ہو جائے ـــ "درجۂ فنا و بقا" سے پہلے گوناگوں حالات جو بعض طالبین کو اثنائے سلوک میں رونما ہوتے ہیں وہ مقصود نہیں غیرِ حق ہیں ـــ طالبِ حق کو ماسوی اللہ سے اعراض ضروری ہے تاکہ توجہ پراگندہ نہ ہو جائے ۔ پس جو احوال و کیفیات کا طالب ہے وہ ماسوا میں گرفتار ہے ۔ ہاں فنا و بقا مقاصد میں سے ہیں، ان کی تحصیل میں کوشش کرنا اور ان کی دریوزہ گری کرنا اہم شے ہے ۔ کیونکہ ولایت "فنا و بقا" سے ہی مربوط ہے اور معرفت جو کہ تخلیقِ انسانی کا مقصود ہے، اسی مقام سے وابستہ ہے ۔ وہ ولولۂ شوق اور شعلۂ عشق جو عالمِ مجاز میں ظاہر ہوا کرتا ہے، راہِ حقیقت میں درکار نہیں، حقیقی عشق و محبت کا اس ذات سے تعلق ہے جو "بے کیف و بے چوں" ہے، اسی لئے اس عشق میں بھی (زیادہ تر) "بیچونی" کی کیفیت ہے، اسی بناء پر بعض نے اس عشق کو "ارادۂ طاعت" سے تعبیر کیا ہے ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبتِ حقیقی "چوں و کیف" کے لباس میں جلوہ گر ہو جاتی ہے اور گرمیٔ نعرہ و زاری پیدا کر دیتی ہے ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس طرح ظاہر نہیں ہوتی، اپنی بے کیفی کی حقیقت پر ہی قائم رہتی ہے، بلکہ یہ بھی روا ہوتا ہے کہ بعض اوقات محبت کی نفی محسوس ہوتی ہو، اور فی الحقیقہ محبت درجۂ کمال پر ہو ـــ تم نہیں دیکھتے کہ عالمِ مجاز میں کسی شخص کو کوئی چیز اپنے نفس و ذات سے زیادہ محبوب نہیں، جس چیز کو بھی ـــ مال، بیوی بچوں میں سے، دوست رکھتا ہے، اپنی ذات کے لئے ہی دوست رکھتا ہے اس کے باوجود اپنے نفس کی محبت میں اس سے کوئی نعرہ اور کوئی شوق ظاہر نہیں ہوتا سب سے زیادہ اپنے نفس و ذات سے محبت ہونے کے متعلق جو میں نے کہا، وہ عالمِ مجاز کی بات ہے ورنہ عالمِ حقیقت میں محبوبِ حقیقی اپنی ذات سے بھی زیادہ محبوب ہوتا ہے ۔ فنا اسی محبتِ حقیقی کا اثر ہے ؎

گر ایں سودا بجاں بودے چہ بودے

محبتِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسی قبیل سے ہے، چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے ۔ حضورؐ فرماتے ہیں :- "لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ

Marfat.com

اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ وَ اَھْلِہٖ وَالنَّاسِ جَمِیْعًا (او کما قال) (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومنِ کامل نہیں ہو سکتا جبتک میں اُس کے لئے اُس کے نفس اس کے اہل وعیال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب وعزیز نہ بن جاؤں)۔
شیخ طریقت چونکہ نائب مناب رسولؐ ہے اور واسطۂ فیضِ الٰہی ہے۔ اس کی محبت کا بھی یہی عالم ہونا چاہیئے ——— والسلام

مکتوب (۱۳۴) مولانا حسن علی کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــ حضرتِ حق سُبحانہٗ تم کو جادۂ شریعت وسُنّتِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مستقیم ومستدیم رکھے۔
مخدوما! ہمارے بزرگوں نے عملِ سُنّت کو اختیار اور بدعت سے اجتناب کیا ہے، وہ اُمور، جو دین میں (غلط طریقے سے) داخل کر لئے گئے ہیں ہر چند باطن کے لئے نافع معلوم ہوں وہ ان پر عمل نہیں کرتے اور اتباعِ سنّت کو اگرچہ صورتاً باطن کے لئے سودمند دکھائی نہ دے ہاتھ سے نہیں جانے دیتے . . . . .

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی مَنْ لَّدَیْکُمْ

مکتوب (۱۴۰) شیخ علیم[1] جلال آبادی کے نام

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیْغِ الدَّعْوَاتِ۔ یہاں کے فقراء کے احوال و اوضاع مستوجب حمد ہیں، اُمید کہ احبائے دُور اُفتادہ بھی "نہج صلاح" اور متابعتِ سیّدِ کائنات فخرِ موجودات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات پر ظاہراً و باطناً مستقیم

---

[1] شیخ عبدالعلیم جلال آبادی خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم رح

ہوں گے۔ متابعتِ رسولؐ کے چند درجات و مراتب ہیں۔ حضرت قبلۃ الواصلین احضرت مجددالف ثانیؒ نے مکتوب (۵۴) جلد ثانی میں متابعت کے سات درجے قرار دیئے ہیں۔ پہلے دو درجے کسبی ہیں کہ اعمالِ ظاہرہ و باطنہ سے تعلق رکھتے ہیں، درجۂ سوئم من وجہٍ کسبی ہے اور من وجہٍ وہبی، اس لئے کہ مبادی و مقدمات اس کے کسبی ہوتے ہیں، درجۂ چہارم وہبی ہے لیکن اعتقاد و عمل کو اس کے حصول میں دخل ہے۔ درجۂ پنجم و ششم اس سے بھی بالاتر ہے، درجۂ ہفتم کے متعلق کیا لکھوں (کہ وہ تو (بالاتر سے بالاتر ہے)۔

والسلام

مکتوب (۱۴۲) محمد کاشفؒ[1] کے نام

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیْغِ الدَّعَوَاتِ ـــــ تم نے دوسرا استفسار یہ کیا تھا کہ وتروں کے بعد سجدہ درست ہے یا نہیں؟ فقیر نے اس سوال کا جواب اس سے پہلے بھیج دیا تھا، تعجّب ہے کہ وہ نہیں پہنچا۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ہمارا عمل اور ہمارے حضرت (حضرت مجددؒ) کا عمل نہیں ہے۔ علماء نے اس کو منع کیا ہے، نہیں کرنا چاہیئے ـــــ کتاب سنن الہدیٰ میں ہے: "صلوٰۃ الوتر کے بعد دوٗ سجدے جو آیۃ الکرسی پڑھ کر بلادِ ہند میں رائج ہیں ان کی کوئی اصل اخبار و آثار سے نہیں ہے۔ فقہ میں بھی اس کی کوئی روایت نہیں ہے، اہلِ عرب کا بھی اس پر عمل نہیں، بلکہ شافعیہ اس کی حرمت کے قائل ہیں اور اکثر حنفیہ اس کو بالکل جانتے تک نہیں۔ میں نے فقہائے مدینہ سے ان دونوں سجدوں کے متعلق دریافت کیا انہوں نے بھی ان میں کراہت نقل کی ہے"

والسّلام

---

[1] خواجہ محمد کاشف کاشغری حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلفاء میں سے ہیں، آپ کو خلافت دے کر کاشغر بھیجا گیا۔ (روضۃ القیومیہ)

Marfat.com

مکتوب (۱۴۵) محمد عاشور بخاری کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی صحیفۂ شریفہ نے خوش وقت کیا۔ حضرتِ حق جل مجدہٗ تم کو گرفتاری ماسوا سے کلیۃً آزاد کرے، مدارجِ قرب میں ترقیات بخشے اور برکاتِ کلمۂ طیبہ سے سیراب کرے۔ اہل اللہ کے یہاں یہ امر مسلّم ہے کہ "تنویرِ باطن" کے لئے اس کلمۂ مبارکہ سے بہتر کوئی کلمہ نہیں ہے، اس کے جزوِ اوّل سے "سالکِ مستعد" مطلوبِ حقیقی کے ماسوا کی نفی، اور جزوِ دوم سے معبودِ برحق کا اثبات کرتا ہے اور یہی تمام سلوک کا خلاصہ ہے۔

تا بجاروبِ لا نروبی راہ نرسی در سرائے اِلّا اللہ

تم نے ایسے نصائح طلب کئے ہیں جو تہذیبِ اخلاق پر مشتمل ہوں۔

مخدوما! کتبِ شرعیہ اور احادیثِ نبویہ علی وجہ الکمال، تہذیبِ اخلاق کی ضامن ہیں بمقتضائے "شریعتِ غرّا" عمل کرو اور سنّتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام اُمور میں پیشوا قرار دو۔ نجاتِ اُخروی اور درجاتِ قربِ الٰہی کا وصول اسی سے وابستہ ہے۔ تعمیرِ اوقات میں انتہائی سعی کرو، کیونکہ وقت بہت ہی زیادہ عزیز شے ہے، یہ لایعنی اُمور میں صرف نہیں ہونا چاہیئے، مخلوق سے میل جول بقدرِ ضرورت ہو، قدرِ حاجت سے زائد ملنا جلنا اس راہ میں "درندۂ مہلک" ہے۔ شب زندہ داری اور گریۂ سحری کو غنیمت شمار کرو، لذاتِ فانیہ میں کھپ جانے سے بچتے رہو، یہ امر باطن کو بے رونق اور مکدر کر دیتا ہے، ہر کسی سے خنداں روئی اور کشادہ پیشانی سے پیش آؤ۔ "امرِ معروف" اور "نہی عن منکر" کو اچھی طرح انجام دو، اس میں کوتاہی نہ ہونا چاہیئے۔ طعام، منام اور کلام میں حدِ اوسط کی رعایت کرنا چاہیئے۔

بخنداں بخور کز دہانت برآید چندانکہ از ضعف جانت برآید

مکتوب (۱۴۶) مولانا محمد صدیق پشاوری کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ۔ جو کچھ محبوبِ حقیقی جل سلطانہٗ کی طرف

Marfat.com

سے آئے، وہ نظرِ محب میں بلکہ نفس الامر میں رعنا و زیبا ہے۔ محب اس کے "ایلام" (الم پہنچانے) سے بھی ایسی ہی لذت حاصل کرتا ہے جیسا کہ اس کے "انعام" سے۔ انعام کو اس کا ظہورِ جمال سمجھتا ہے اور ایلام کو مظہرِ جلال، (غرضکہ) دونوں کو اس کی صفتِ کمال تصور کرتا ہے، صفت کو زینۂ موصوف جانتا ہے۔ نیز صفت سے موصوف کی طرف مائل ہوتا ہے۔

فرزندِ دلبند کے انتقال پر رضا و شکیبائی اختیار کرو، بلکہ چونکہ یہ محبوبِ حقیقی کا فعل ہے، اس لئے اس سے لذت گیر ہو جاؤ اور فعل کو "زینۂ وصولِ فاعل" بنا دو۔ چیں بجبیں ہونے اور بے صبری کرنے کی کہاں گنجائش ہے؛ بعینہٖ اسی طرح اس کے گم ہو جانے (مر جانے) سے بھی خوش وقت رہو اور اپنے حق میں "تربیتِ جلالی" جانو۔ نیز اس درد و الم میں جو کہ "دریچۂ رضامندیٔ محبوبِ حقیقی" ہے۔ اپنی سعادت کو مضمر سمجھو۔ اس دنیا کی مصیبتیں ہر چند بظاہر جگر کو چھیل دینے والی، اور مستقل زخم ہیں، لیکن بہ نظرِ حقیقت مرہم اور راحت ہیں، قرب و ترقیات کا سبب ہیں، کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

با دردِ بساز چوں دوائے تو منم	در کس منگر چو آشنائے تو منم
گر بر سرِ کوئے عشقِ ما کشتہ شوی	شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

مکتوب (۱۴۷) میر محمدؒ خافی کے نام

(فضائلِ حسنِ اخلاق میں)

ثَبَّتَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَاِیَّاکُمْ عَلٰی مُتَابَعَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ حَبِیْبِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔۔۔۔

شفقت آثارا! حیاتِ دنیوی بہت تھوڑی ہے اور معاملاتِ ابدی و سرمدی اسی (مختصر) حیات سے وابستہ ہیں۔ سعادت مند وہ ہے جو اس تھوڑی سی فرصت کو غنیمت جان کر کارِ آخرت کی تیاری کرے اور ایک لمبے سفر کے لیے توشہ مہیا کر لے۔ تم کو اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوق میں سے ایک بڑی جماعت کا مرجع بنایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے

ہوئے، حاجاتِ خلق اللہ کو پورا کرنے کے لئے کمرِ ہمت کو خوب اچھی طرح باندھ لو، اور اپنے خالق کے بندوں کی خدمت گاری کو درجاتِ دُنیوی و اُخروی پر فائز ہونے کا وسیلہ تصور کرو۔ نیک سلوکی، احسان با خلائق، خندہ روئی، حسنِ خلق اور مخلوق کے معاملات میں نرمی و سہولت کو رضامندیٔ حق تعالےٰ کا ذریعہ، سببِ نجات اور واسطۂ ترقیٔ مدارج سمجھو۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ (مخلوق، اللہ تعالےٰ کی عیال ہے، لہٰذا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے)۔

اَب چند احادیث، مسلمانوں کی حاجات پورا کرنے اور ان کو خوش کرنے کی فضیلت نیز حُسنِ اخلاق اور نرمی و تحمل کی فضیلت کے سلسلے میں لکھی جاتی ہیں، ان پر اچھی طرح غور کرنا اور اگر کسی حدیث کے معنی سمجھ میں نہ آئیں تو اس کو کسی متدین اہلِ علم سے سمجھ لینا ——

پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ——

"مُسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اپنے بھائی پر نہ خود ظلم کرتا ہے، نہ کسی کو اس پر ظلم کرنے دیتا ہے، جو شخص بھی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے، اللہ تعالےٰ اس شخص کی حاجت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلم بھائی کا غم دُور کرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے عوض میں قیامت کے دن اُس کے غم کو دُور کر دے گا —— اور جو شخص مُسلمان کو خوش کرے گا اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اس کو خوش کرے گا"

(بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت یوں ہے: ——

"اللہ بندے کی مدد پر رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہتا ہے"۔

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ: ——

"اللہ کی مخلوق میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو اس نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے

Marfat.com

کہ وہ لوگوں کی حاجتیں پوری کریں۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں لے کر ان کے پاس آتے ہیں"۔ (ملخصاً۔ طبرانی)

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

"اللہ تعالےٰ نے کچھ لوگوں کو دولت کے ساتھ مخصوص کیا ہے تاکہ وہ بندوں کو فائدہ پہنچائیں، جب تک وہ اس دولت کو اللہ کے بندوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کو دولت پر برقرار رکھتا ہے اور جب وہ اپنی داد و دہش بند کر دیتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان سے وہ دولت چھین لیتا ہے اور دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے"۔

(رواہ ابن ابی الدنیا والطبرانی)

یہ بھی حدیث ہے کہ:

"جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں کوشش کرے گا اُس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہوگا"۔

(ملخصاً۔ رواہ الطبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد)

یہ بھی حدیث ہے کہ:

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے دوڑ دھوپ کرے گا اللہ تعالےٰ اُس کے ہر قدم پر ستّر نیکیاں لکھے گا اور ستّر خطائیں مٹا دے گا، یہاں تک کہ وہ اپنے مقام پر لوٹ آئے، پس اگر اس بھائی کی حاجت پوری ہوگئی تو وہ کوشش کرنے والا گناہوں سے ایسا صاف ہو جائے گا گویا آج ہی اس کی پیدائش ہوئی ہے اور اگر وہ اثنائے کوشش میں مرگیا تو جنت میں بلا حساب داخل ہوگا"۔

(رواہ ابن ابی الدنیا)

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

"جو شخص اپنے مسلم بھائی کے لئے ذریعہ بن جائے کسی ذی مقدرت تک

پہنچنے کا، اور عسرت دُور کرنے کا" تو اللہ تعالیٰ پُل صراط پر گذرنے کے وقت اُس کی اعانت فرمائے گا جبکہ لوگوں کے قدم پُل صراط پر لغزش میں ہوں گے" ——— (رواہ، الطبرانی)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ: ———

"کسی مومن کو مسرور کرنا اس طرح کہ اس کے لئے کپڑا مہیا کر دیا، یا اس کی بھوک دُور کر دی، یا اس کی کوئی ضرورت پوری کر دی۔ یہ بہت ہی اعلیٰ و افضل عمل ہے۔" (رواہ، الطبرانی وابو الشیخ)

ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ: ———

"اللہ کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے زیادہ محبوب عمل مسلمان بھائی کو خوش کرنا ہے۔" (رواہ، الطبرانی)

ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ: ———

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس چیز کے متعلق سوال کیا گیا جس کے ذریعہ لوگ زیادہ تر جنت میں داخل ہوں گے، آپ نے فرمایا:۔ وہ چیز تقویٰ اللہ اور حسنِ اخلاق ہے ——— اور آپ سے سوال کیا گیا اُس چیز کے متعلق جس کی وجہ سے اکثر لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ دہن اور شرمگاہ ہے۔" (رواہ، الترمذی وابن حبان والبیہقی)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ: ———

"ایمان میں زیادہ کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرنے والا ہو۔" (رواہ، الترمذی)

یہ بھی حدیث میں ہے کہ: ———

"میں اُس شخص کے لئے جنت کے احاطے کے پاس گھر دلانے کا ضامن ہوں، جو جھگڑا کرنا ترک کر دے، اگرچہ حق پر ہی کیوں نہ ہو اور وسطِ جنت میں گھر دلانے کا اس شخص کے لئے ضامن ہوں، جو جھوٹ چھوڑ دے اگرچہ

Marfat.com

مذاق ہی میں کیوں نہ بولتا ہو، اور جنّت کے بالائی حصّے میں گھر دلانے کا اُس شخص کے لئے ضامن ہوں جو اپنے اخلاق کو اچھا کرے"۔

(رواہ، ابو داؤد و ابن ماجہ والترمذی)

یہ بھی حدیث میں ہے کہ :

"بیشک اللہ نرمی کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے"۔

(رواہ، البخاری و مسلم)

یہ بھی حدیث میں ہے کہ :

"اللہ تعالےٰ نرمی کو پسند کرتا ہے اور اُس سے خوش ہوتا ہے اور نرمی پر جو مدد کرتا ہے وہ سختی پر نہیں کرتا"۔ (رواہ، الطبرانی)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے :

"کیا میں تمہیں ایسے شخص کو نہ بتلاؤں جو دوزخ کی آگ پر حرام ہے، یا (فرمایا، کہ) اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (سنو) ہر وہ شخص جو آسانی کرنے والا اور نرم خو ہو اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہے"۔ (رواہ، الترمذی)

یہ بھی حدیث ہے کہ :

"بندہ تحمّل و بردباری سے وہ درجہ پاتا ہے جو ایک صائم النّہار اور قائم الّیل کا ہوتا ہے"۔ (رواہ، ابن حبان)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے، آپؐ نے فرمایا کہ :

"کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتلادوں جس سے اللہ بلندی عطا کرے اور درجات کو اونچا کردے؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو شخص تم سے جہالت کا معاملہ کرے تم اُس سے بُردباری کا معاملہ کرو اور جو ظلم کرے اُس کو معاف کردو اور جس نے تم کو محروم کیا ہو اُس کو عطا کرو، اور جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے جوڑو اور صلۂ رحمی کرو"۔

(رواہ، الطبرانی والبزار)

Marfat.com

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ :

"طاقتور وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے، درحقیقت طاقت ور وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے (تحمّل کرے)"۔ (رواہ، البخاری ومسلم)

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ :

"یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے کہ تو کشادہ پیشانی کے ساتھ لوگوں کو سلام کرے"۔
(رواہ، ابن ابی الدنیا)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ :

"تیرا تبسّم کرنا اپنے مسلم بھائی کو دیکھ کر صدقہ ہے، تیرا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا صدقہ ہے۔ کسی بھٹکے ہوئے کو سیدھا راستہ بتا دینا صدقہ ہے راستے سے پتھر، کانٹا یا ہڈی کا ہٹا دینا صدقہ ہے۔ اپنے ڈول میں پانی بھر کر اپنے بھائی کے ڈول میں ڈال دینا صدقہ ہے"۔ (رواہ، الترمذی)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ :

"جنّت میں ایک ایسا بالاخانہ ہوگا جس کے باہر کا حصّہ اندر سے اور اندر کا باہر سے (شفاف ہونے کی وجہ سے) نظر آئے گا۔ حضرت اشعریؓ نے دریافت کیا یہ کس لئے ہوگا؟ یارسول اللہ! فرمایا:۔ اس شخص کے لئے جو اچھا کلام کرے لوگوں کو کھانا کھلائے اور جب کہ رات کو لوگ سو رہے ہوں، یہ نمازِ تہجد میں کھڑا ہو"۔ (رواہ، الطبرانی والحاکم)

یہ چند احادیث کتابِ "ترغیب و ترہیب" سے جو کتبِ معتبرۂ علم حدیث" میں سے ہے لکھی گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے موافق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے حال کا ان احادیث کے مضامین سے موازنہ کرو، ان احادیث کی موافقت ہو رہی ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو، اور اگر موافقت نہیں ہے تو عجز و زاری کے ساتھ اپنا حال ان احادیث کے موافق ہونے کی اللہ تعالےٰ سے دعا و درخواست کرو۔ اگر بالفعل ان پر عمل کی توفیق کوئی نہ پائے تو کم ازکم اعترافِ کوتاہی تو ہونا چاہیئے۔ یہ اعتراف بھی ایک نعمت ہے۔ پناہ بخدا اگر کوئی توفیقِ عمل بھی

Marfat.com

نہ رکھتا ہو اور خود کو کوتاہ عمل بھی نہ جانے ایسا شخص کم نصیب ہے ؎

ہر کس کہ بیافت دولتے یافت عظیم   آنکس کہ نیافت دردِ نایافت عظیم

مکتوب (۱۴۹) ارشاد پناہ میر محمد نعمان کے نام

اللہ تعالےٰ آپ کی ذاتِ بابرکات کو الطاف سے بھرپور رکھ کر مسندِ ارشاد پر جلوہ آرا رکھے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (بر و بحر میں لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے فساد ظاہر ہوگیا) ۔ ہمارے شامتِ اعمال کے باعث دوسرا سال ہے کہ مخلوق قحط کی مصیبت میں گرفتار ہے ۔ لوگ نمازِ استسقاء کے لئے جنگل کی طرف نکلے تھے اور یہ "دور از کار" (میں) بھی سب کے ساتھ تھا ' میں اپنے بارِ گناہ کو لئے ہوئے یقینی طور پر سمجھ رہا تھا کہ اس بلائے قحط کا ورود میرے ہی اعمالِ سوء کے نتائج میں سے ہے ۔ لوگ خواہ مخواہ میرے وجود سے برکت ڈھونڈھتے تھے اور مجھے دفعِ بلا کا ذریعہ بنا رہے تھے ۔ میری حقیقتِ حال سے واقف نہ تھے ۔ لوگ حکام کے ظلم کا شکوہ بھی کر رہے تھے ' مگر جب میں اپنے اعمال کو دیکھتا تھا تو مقابلۃً ان حکام کے اعمال کچھ بھی نہیں تھے ۔

مخدوما ! ان تقصیرات کے باوجود احباب سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ میرے حال پر رحم فرمائیں گے ۔ میرے لیے عفوِ زلات کی اللہ تعالےٰ سے درخواست کریں گے اور میرے "کثرتِ معاصی" کی بنا پر مجھے چھوڑیں گے نہیں ۔ ہر چند کہ عاصی ہوں لیکن اُمیدوارِ رحمتِ الٰہی ہوں ۔ ارحم الراحمین "عاصیانِ راجی" کے حال پر رحم فرماتے ہیں ۔ کل بروزِ قیامت شفاعت بھی نصیبِ عاصیاں ہوگی ۔ . . . والسلام ۔

مکتوب (۱۵۰) مُلا نعمت اللہ کے نام

(اس مضمون میں جس قدر نسبتِ باطن قوت پذیر ہوتی ہے اتنی ہی احکامِ شرعیہ

Marfat.com

کی تجلی بھی زیادہ ہوتی ہے)۔

عجب معاملہ ہے کہ جس قدر نسبتِ باطن عارف پر غالب آتی ہے احکامِ شرعیہ کے ازدیادِ تجلی کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے کہ — نفسِ امّارہ جو بالذّات احکامِ شرعیہ کا منکر ہے اس وقت مطیع ہوجاتا ہے اور کمالِ تجلی، کمالِ "اطمینانِ نفس" کے ساتھ وابستہ ہے۔ شریعت کے معاملات میں مداہنت برتنے والا حقیقت نسبت سے بے بہرہ ہے، وہ "مغز" سے ہٹ کر پوست میں اُلجھ گیا ہے — "نسبت" کا کمال "اطمینان" سے ہی حاصل ہوتا ہے اور علامتِ "اطمینان" یہ ہے کہ "احکامِ مُنزّلہ" کا پورا پورا اتّباع ہو — اتباع نہیں تو اطمینان بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں، کمالِ متابعتِ صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قدم رکھے۔۔۔ والسلام۔

مکتوب (۱۵۷) مولانا عبدالغفور سمرقندی[له] کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی — کیا عجب نعمت ہے کہ کوئی شخص عالمِ پیری میں زیورِ اطاعت سے آراستہ ہو اور ہنگامِ ضعف میں بھی "اعدائے قویہ" پر غالب ہو، اہل اللہ کی قبولیت کے آثار اُس کے اطوار سے ظاہر ہوں اور اُس کی پیشانی کے انوار حقیقتِ حال کے گواہ — آں عزیز کے "اخبارِ توفیق" باعثِ فرحت و شکرِ خداوندی ہیں اور اس نعمت کی زیادتی کے لیے دُعا کا سبب — یہ تمام انوار "نظرِ دوستانِ خدا" کی برکات کے انوار ہیں اور یہ جمعیتِ صوری جو "ظاہر" نے "ادائے وظائفِ بندگی" کے لیے پائی ہے، اسی نسبتِ معنوی کا اثر ہے، جو باطنِ اکابر سے آپ کے باطن پر چمکی ہے جو جماعت حضرت مجدد الف ثانی رح کے حلقۂ خدام میں رہ کر سعادتِ پابوسی سے مشرف ہوئی ہے وہ میری نظروں میں بنہایت عزیز و محبوب اور

له آپ حضرت مجدد الف ثانی رح کے خلفاء میں سے تھے، بظاہر اہلِ سپاہ اور بمعنی از اجلۂ اصحابِ خانقاہ۔ (از زبدۃ المقامات ص ۳۸۹)

Marfat.com

شریف و مرغوب ہے۔ اس لیے کہ ــــ یہ لوگ کمالاتِ محبوب کا آئینہ ہیں اور اُس جمالِ دل آرا کی یادگار۔ جس وقت اس جماعت کو دیکھتا ہوں میری عجیب حالت ہو جاتی ہے گویا کہ حضرت گرامی قدر رحمۃ اللہ علیہ کا جمالِ مُبارک مشاہدہ کر رہا ہوں۔ وہ اجتماع لِلّٰہِ فِی اللّٰہِ کہ جس کی نظیر آج نہیں ملتی، جب میرے دل میں گھُومنے لگتا ہے، تو (اس کی یاد سے) "دیدہ پُر آب" اور "جگر کباب" ہو جاتا ہے۔ آرزو یہی ہے کہ اس جماعت کے ساتھ رہوں اور "حرف و حکایت" انھیں سے کروں، لیکن افسوس! یہ جماعت روز بروز قلت میں آ رہی ہے اور باوجودِ قلت اس کے افراد ایک دوسرے سے دُور ہیں ؎

زہجرِ دوستاں خوں شُد درونِ سینہ جانِ من ‌‌ ‌ فراقِ ہمنشیناں سوخت، مغزِ استخوانِ من

اللہ جو کچھ کرے اسی میں خیر ہے، جہاں کہیں بھی یہ حضرات ہیں بہر حال غنیمت ہیں

بیادگار بمانی کہ بوئے او داری ؎

والسّلام ... ...

مکتوب (۱۵۰) مولانا محمد حنیف کے نام ــــ (اظہارِ درد و سوز)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

مکتوبِ مرغوب لاہور سے ایک عزیز کی معرفت بھیجا ہوا۔ آیا۔ اس کے مطالعہ سے خوش وقت ہوا۔ مضمونِ خط سے جاذبۂ شوق ظاہر، اور طلبِ حرارت آشکارا تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ ... جس قدر "جذب و حرارت" حاصل ہو نعمت ہے .. .. خط میں اس دیار (سرہند) کے آنے کا اشتیاق اور میرے بُلاوا بھیجنے کا انتظار ظاہر کیا ہے۔

مخدوما! ــــ اس دیار کے ساکنین اپنے سر میں دوسرے دیار (دار اللقاء) کا خیال رکھتے ہیں۔ اس کی دُوری سے ہمیشہ سوگوار رہتے ہیں اور دوستوں کو بھی اسی دیار کی دلالت کرتے ہیں۔ اگرچہ کوئی نشان اس دیار کا (اب تک) ظاہر نہیں ہوا اور سوائے ہجر و

Marfat.com

دوری اور سوز و گداز کے کچھ بھی پلّے میں نہیں۔ ... تم بھی اس دیار کو عبور کرنا چاہو، نیز ہم "ماتم زدگانِ ہجراں" کے درد شریک اور "تلخ نوشانِ بزمِ سوزشِ فقداں" کے ساتھ جرعہ کش بننا چاہو تو کیا مضائقہ ہے، یہاں آجاؤ۔ مگر ہماری یہ بات بھی ہے کہ اس دردِ دُوری اور سوزِ ہجراں کے باوجود "ادھر" سے عنایات بیش از بیش ہیں اور الطاف پہلے سے زائد۔ بھائی یہ بھی مستقل عنایت ہی ہے کہ اس درد سے مانوس کر رکھا ہے اور اس سوز سے موافقت و سازگاری کی ہمت دے دی ہے ؎

دریں دیار بآں زندہ ام کہ گہ گاہے ۔۔۔ نسیمِ عاطفتے زاں دیار می آید

... والسلام

مکتوب (۱۵۹) شیخ حسن کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اخوی، اعزی شیخ حسن کو اس "درویشِ دلریش" کا سلام عافیت انجام، "اخبارِ توفیق" "گرمیٔ ہنگامۂ طالباں" "استقامتِ اوضاع" اور "استمرارِ حلقۂ ذکر و فکر" کو سُن سُن کر بڑی خوشی ہوتی ہے۔ یہ چیز مزید حمد و شکر کا باعث ہے۔ اس قربِ قیامت کے زمانہ میں اس قسم کا دینی اجتماع اور لِلّٰہِ فِی اللّٰہِ ہمنشینی اللہ کی بڑی نعمتوں سے ہے ؎

آسماں سجدہ کند بہر زمینے کہ درو ۔۔۔ یک دو کس یک دو نفس بہرِ خدا بنشینند

اپنے کام میں سرگرم رہو اور اللہ کا شکر ادا کرتے رہو۔ ... وہ فرماتا ہے:—
"لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ" (اگر تم نعمت کا شکر ادا کرو گے تو میں تمہارے لیے نعمت میں ضرور اضافہ کروں گا)۔

ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کی آزمائشی ڈھیل سے لرزاں اور کیدِ شیطانی سے ترساں بھی رہنا، نیز نفسانی وسواس اور شرکِ خفی کے دقائق سے بھی خبردار رہنا۔

Marfat.com

الغرض بزرگوں کے ساتھ رابطۂ معنوی کو محکم کرنا، سُننِ نبویہؐ کے عُروۂ وثقیٰ کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑنا اور درگاہِ الٰہی میں دوامِ التجا، نیز تضرّع و زاری کو لازم کرلینا۔۔ دوستوں سے یہ توقع ہے کہ اس دُور از کار کو دُعائے خیر میں یاد رکھیں گے اَللّٰہُ تَعَالٰی مُعِیْنُکُمْ وَنَاصِرُکُمْ۔۔۔۔ وَالسَّلاَمُ۔

مکتوب (۱۶۰) شیخ عبداللطیف لشکرخانی کے نام

اس مسکین کی تمنّا اپنے بارے میں اور دوستوں کے بارے میں یہ ہے کہ اپنی ہمّت کو کلیۃً "مطلوبِ حقیقی کی طرف مصروف رکھیں اور جوبات اس "دولتِ عظمٰی" کے منافی ہو اس سے بالکل اعراض کریں۔۔۔ مگر ایسا بھی نہ ہو کہ معموریٔ باطن پر اکتفا کر کے ظاہر کی طرف سے غفلت برتیں۔۔ اگرچہ ایک درویش کا یہ مقولہ ہے کہ: "کوئی سعادت مند اگر اللہ کی طرف تمام عمر متوجہ رہا، پھر ایک لحظے کے لیے غافل ہوگیا تو اس نے جو کچھ پایا تھا اس سے زیادہ فوت ہوگیا" لیکن کیا کیا جائے، تمام آرزوئیں میسر نہیں۔۔۔ مقتضیاتِ بدنی اور اختلاطِ خلق کے بغیر بھی چارہ نہیں۔۔۔۔ ہاں یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس "غفلتِ ظاہری" کو جو کہ لابدی اور ضروری ہے اگر نیتِ صالحہ کے ساتھ ملالیا جائے تو یہ غفلتِ ظاہری غفلت نہ رہے گی" ذکر" کے ساتھ مُلحق ہوجائے گی، مثلاً نیند جو کہ سراسر غفلت ہے اگر اس نیت سے ہو کہ سونے کے بعد عبادت کرنے میں سستی نمودار نہیں ہوگی تو یہی نیند، ذکر بن جائے گی۔۔ "علماء کی نیند عبادت ہے"۔ یہ تو تم نے سُنا ہی ہوگا (یہ نیت ہی کی بناء پر ہے)۔ لوگوں کے ساتھ اس نیت کے ساتھ ملنا جلنا کہ اُن کے حقوق ادا کردیئے جائیں، یہ بھی عبادت ہے۔۔ علیٰ ہذا القیاس۔۔۔ ذکر زبان ہی پر منحصر نہیں ہے، جس عمل سے بھی رضائے مولیٰ، ملحوظ و مطلوب ہوگی وہ ذکر ہوجائے گا۔ "اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ

ع۵ بیشک یہ ایک نصیحت ہے، پس جس کا دل چاہے وہ اپنے رب کی طرف راہ پیدا کرے۔

اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا " وہ بزرگ جو حقیقتِ اخلاص کو پہنچ گئے ہیں اور تصنع و تکلف سے چھٹکارا پاچکے ہیں، وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کے لیے کرتے ہیں اور جو کچھ اُن سے ظہور میں آتا ہے وہ اللہ کے لئے ہی ہوتا ہے وہ نیت کریں یا نہ کریں ۔۔۔۔ نیت "امرِ محتمل" میں ہوا کرتی ہے "امرِ متعین" میں تصحیح نیت کی احتیاج نہیں ہے ۔۔۔۔ چونکہ ان کا نفس فدائے مولیٰ ہوچکا ہوتا ہے ۔۔۔ اس لئے وہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کی طرف ہی عائد ہوتا ہے جیسا کہ اس مقام کے حاصل ہونے سے پہلے وہ جو کچھ کرتے تھے برائے نفس کیا کرتے تھے اور اس وقت بھی کسی نیت کی ضرورت نہ ہوتی تھی ۔ یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ اس قسم کے عارفوں کی شان میں جو گستاخی اور ایذاء دہی ہوتی ہے، وہ (براہِ راست) اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہو جاتی ہے

مکتوب (۱۶۴) تربیت خان[علیہ] کے نام

صحیفۂ مکرمت نے، جو مضمونِ "رنجِ فرقت" پر مبنی تھا، مشرف کیا ۔۔۔۔

بھائی! کیا کیا جائے، دُنیا سراسر محلِ فراق و اندوہ ہے، جائے ملاقات تو آخرت ہے ۔ حق تعالیٰ اعمالِ آخرت میں سرگرم رکھے، تاکہ "وہاں" کی ملاقات کی شکل نکل آئے، جب کہ مطلوبِ حقیقی کی ملاقات وہاں کے لیے "موعود" ہے ۔ پھر دوسروں کی ملاقات تو اس ملاقات کی فرع ہے ۔ دنیاوی زندگی، ملاقاتِ حق تعالیٰ کی تابِ برداشت علی وجہ الکمال نہیں رکھتی، طالب اس عالم میں ہمیشہ "جگر کباب" دیدہ پُرآب، ہمہ وقت سوگوار، سوز و گداز میں بیقرار، ہر رات طلوعِ آفتابِ حقیقی کے انتظار میں بیدار اور ہر دن ماہتابِ حقیقی کی چاہت میں مضطرب

---

[1] ایک تربیت خاں فوجداری جونپوری تھے، جن کے متعلق مآثرِ عالمگیری میں لکھا ہے کہ ۷ر شعبان ۱۰۹۵ھ کو وفات پائی ۔۔ ایک تربیت خاں فخرالدین احمد برلاس تھے، جو امرائے شاہجہانی میں سے تھے ۔ جنہوں نے بقول صاحبِ تاریخِ محمدی ۱۰۵۲ھ میں یا ۱۰۵۳ھ میں انتقال کیا ۔ واللہ اعلم یہ تربیت خاں کون سے تھے ۔

دکھائی دیتے ہیں ؎

متاعے کزیں رہ گذر می برند | لب خشک و مژگان تر می برند

(طالب) بغیر مطلوب حقیقی کے آرام نہیں پاتے، ماسوا سے اُنس و اُلفت نہیں رکھتے، اور اس ترانے کے ساتھ مترنم رہتے ہیں ؎

دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد | بچہ مشغول کنم دیدہ و دل راکہ مدام

یہ بندگانِ خدا "شوریدگان" اور آشفتہ حال ہیں۔ جہاں میں ہیں لیکن "بے جہان" ہیں۔ عالم میں ہیں، مگر "بے عالم" ہیں۔ اس کے باوجود، عالم میں درحقیقت یہی لوگ ہیں اور تمام افرادِ عالم انہیں کے وجود سے قائم ہیں۔ حقیقی دولت مند یہی لوگ ہیں، آزاد بھی یہی ہیں، نہ یہ کسی شخص سے پیوند لگاتے ہیں، نہ اپنے نفس سے ؎

خرابِ بادۂ لعلِ تو ہوشیارانند | غلامِ نرگسِ مستِ تو تاجدارانند

اگر کوئی "سرمایہ و حاصل" رکھتے ہیں تو اُسی ذاتِ مقدس کو رکھتے ہیں، اور اگر "تکلم و خطاب" کرتے ہیں، تو اُسی سے کرتے ہیں ؎

ہر کسے کو دُور ماند از اصلِ خویش | باز جوید روزگارِ وصلِ خویش

"جوانانِ مستعد" سے افسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی "فطرت ہائے عالی" کو اس دُنیائے دوں میں مصروف کئے ہوئے ہیں اور اس "قحبۂ غدّار" کے فریفتہ ہو گئے ہیں، وہ "جواہرِ نفیسہ" کو چھوڑ کر چند "خزف ریزوں" میں پھنسے ہوئے ہیں۔ "جمالِ مطلق" تاباں ہے اور راہ "آمد و رفت کشادہ" لیکن ہم جیسے "پست فطرت" ہیں کہ اس جمال سے محجوب و مہجور ہیں ؎

در قدح، جرعۂ و ما ہشیار | در جہان شاہدے و ما فارغ

آمد سحر، آں دلبرِ خونیں جگراں | گفتارِ تو بر خاطرِ من بارِ گراں

شرمت بادا کہ من بسویت نگراں | باشم، تو ہمی چشم بروئے دگراں

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنْ لَّدَیْکُمْ ۔۔۔

مکتوب (۲۳۹) میر ضیاء الدین حسین کے نام

لہ یہ میر ضیاء الدین حسین وہی ہیں جن کا اسلام خاں لقب ہے۔ کسی دوسری جگہ ان کے مفصل حالات درج کر دیئے گئے ہیں۔

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ صحیفۂ شریفہ پہنچا، مسرت بخش ہوا۔

" اے وقتِ تو خوش کہ وقتِ ما خوش کردی "

تمہاری وہ تمام مفصل باتیں جو عمل سے "یاسِ تام" اور "کرم وفضلِ الٰہی" پر اعتمادِ کلّی کے بارے میں تھیں، معلوم ہوئیں ـــ بیشک ـــ جس قدر اپنے اعمال سے مایوسی زیادہ ہوگی، فضلِ خدا پر بھروسہ زیادہ ہوگا ـ حضرت رابعہ بصریہؒ سے دریافت کیا گیا کہ تمام تر اُمیدواری جو آپ رکھتی ہیں کس بنا پر ہے؟ انھوں نے جواب میں فرمایا کہ" یہ تمام اُمیدواری اپنے عمل سے مایوس ہو جانے (اور ان پر بھروسہ نہ کرنے) کی وجہ سے ہے "۔

جو کچھ اس خط میں تذکرۂ "مرگ وآخرت" اور شوقِ "دارالقاء" کے غلبے اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ "حُسنِ ظن" کے بارے میں مندرج تھا نیک اور مبارک ہے۔

حدیثِ قدسی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ[ع] اس حقیقت کی تائید کرتی ہے۔ والسلام

مکتوب (۱۷۲) محمد کاشف کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ـــــ اللہ تعالےٰ ماسواء کی غلامی سے نجات دے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا[ع] ـــــ اللہ تعالےٰ کی جانب سے بندے پر دائمی فیض وانعام ہے اگر اس کا صوری ومعنوی، ظاہری وباطنی فیض ایک ساعت کے لیے بھی بندے سے منقطع ہو جائے تو بندے کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے، نہ اس کا وجود باقی رہے اور نہ کمالاتِ تابعۂ وجود" باقی رہیں ـــ پس بندے پر لازم ہے کہ یک لمحہ اور "یک چشم زدن" بھی اس ذاتِ اقدس سے غافل نہ رہے اور" دوامِ حضور" کے ساتھ موصوف ہو ـــ خسرانِ د

ع میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں۔

ع اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو اس کی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

خجالت" کی بات ہے کہ منعم حقیقی درپئے انعام ہو اور جس پر انعام ہو رہا ہے وہ روگرداں ہو۔

کسے کو غافل از حق یکزماں نیست — در آندم کافرست امّا نہانست

اس میں شک نہیں، کہ اگرچہ "دوامِ حضور" "باطن" کے لیے ممکن بلکہ واقع ہے، علی الخصوص ہمارے طریقے میں اللہ کے کرم سے یہ دوام "لیسیر الحصول" ہے، ابتداء ہی میں حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن ظاہر کے لیے یہ دوام مشکل ہے۔ اس لیے کہ ظاہر کثرتِ اشتغال سے اُلجھا رہتا ہے اس کو بغیر غفلت کے چارۂ کار نہیں — اُس کو نیند اور "اختلاطِ مردم" سے بھی چھٹکارا نہیں ہے ہاں اس غفلتِ ظاہر کو اگر نیتِ صالحہ کے ساتھ ملالیا جائے، تو غفلت "عینِ حضور" بن جائے گی — نیند" بہ نیتِ دفعِ کسل" طاعت میں داخل ہے — نوم العلماء عبادۃ (علماء کی نیند عبادت ہے) یہ مقولہ تم نے سنا ہی ہوگا — اسی طرح مخلوق سے میل جول رکھنا، ان کے حقوق کی ادائیگی کی نیت سے — "ماموراتِ شرعیہ" میں سے ہے — اور جو کوئی کسی امر میں اللہ کے حکم کا مطیع ہے، وہ اللہ کا ذاکر ہی ہے۔ پس دوامِ حضور، ظاہر کے لیے بھی متحقق ہو سکتا ہے، اور اس تقدیر پر ظاہر و باطن دونوں "دوامِ آگاہی" کے ساتھ موصوف ہو جائیں گے۔

والسّلام

مکتوب (۱۷۷) مُلّا جمال الدین کے نام

چاہیئے کہ کرِ ہمت کو احکامِ شرعیہ کی انجام دہی کے لیے چُست باندھیں۔ "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کو اپنا شیوہ و طریقہ بنائیں "سُنن متروکہ" کے زندہ کرنے کو زبردست کام سمجھیں — "ہر وارد" جو قلب پر گذرے، اُس کے چھپانے میں کوشش کریں۔ "وقائع" اور "منامات" پر اعتماد نہ کریں۔ اگر کوئی خواب میں "بادشاہ" یا "قطبِ وقت" ہو جائے تو اس سے کیا ہوتا ہے، بادشاہ اور قطب وہ ہے جو خارج میں منصبِ بادشاہت اور منصبِ قطبیت پر فائز ہو۔ اگر (بالفرض) خارج میں بھی کوئی بادشاہ ہو گیا اور کائنات اس کی مسخر ہو گئی، تو کونسی بزرگی اُس کو حاصل ہو گئی اور کونسا "عذابِ گور" اور "عذابِ قیامت" اُس سے رفع ہو جائے گا۔

Marfat.com

گر دیو مسخرِ تو گردد — زیں ہر دو چہ حاصل تو گردد؟

بلند ہمت لوگ اس قسم کے امور کی جانب التفات نہیں کرتے اور اللہ تعالےٰ کی مرضیات میں کوشاں رہتے ہیں، وہ "فنا و نیستی" اور "سترِ واردات" میں کوشش کرتے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ تم بزرگوں کی محبت میں "رسوخِ تام" رکھتے ہو اور تمہارے حالات اچھے سُننے میں آتے ہیں ___ تم جیسے دوستوں سے اُمید رکھتا ہوں کہ اس "عاصی" کو دُعا سے فراموش نہ کروگے اور اس فقیر کے حق میں، اللہ سے رحمت مغفرت اور رضا کو مانگو گے۔

------ والسّلام

مکتوب (۱۸۰) مولانا حسن علی کے نام

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیْغِ الدَّعَوَاتِ ۔ ۔ ۔

اے بھائی! چونکہ یہ زمانہ آخری زمانہ ہے اور اس وقت دین میں سُستی آگئی ہے، سُنّت متروک اور بدعت شائع ہے (بنا بریں) تحصیلِ علوم اور نشر و اشاعتِ علوم، ایسے "دورِ ظلمات" میں اہم کام ہے اور "احیائے سنّتِ محمدیہ" عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ اعظمِ مقاصد میں سے ہے ___ کسبِ علومِ شرعیہ، اشاعتِ علومِ شرعیہ نیز سنّتِ مصطفویہ کے زندہ کرنے کے لئے خوب اچھی طرح کمرِ ہمت باندھو۔ ۔ ۔ والسّلام

مکتوب (۱۸۱) مولانا جمال الدّین کے نام

نماز اس صورتِ ظاہری میں محدود نہیں ہے؛ بلکہ "عالمِ غیب الغیب" میں اپنی ایک حقیقت رکھتی ہے جو تمام حقیقتوں سے بالاتر حقیقت ہے۔ جب تک کوئی اس حقیقت تک نہ پہنچے گا، اس کے (نماز کے) کمال کو کیا پا سکے گا۔ اور وہ حقیقت، صورتِ نماز کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ نماز ایک محبوب و دلبر ہے، اس کی صورتِ زیبا کو گویا اس عالمِ مجاز میں "ارکانِ مخصوص" کے ساتھ، اور اس کی اداؤں" اور "رعنائیوں" کو اس "قیام و قعود" اور "آدابِ خشوع" کے

Marfat.com

ذریعے ظاہر کیا گیا ہے ۔ جو شخص اس کی صورت کا شیدا نہ بنے گا ان ارکانِ مخصوصہ کی حقیقت کو کیا پا سکے گا اور جو کوئی اس کی اداؤں اور رعنائیوں پہ فریفتہ نہ ہوگا، وہ قیام و قعود کی حقیقت کو کیا سمجھ سکے گا ؎

چکد مشکِ تر از دستم چو آں گیسوئے چنگ افتد ۔۔۔ دمد صبح از گریبانم گر آں مہ در کنار آید

والسلام،

مکتوب (۱۴۲) میرزا عبید اللہ کے نام

مخدوما! ۔۔۔ "استعمالِ اسباب" "منافیٔ توکل" نہیں ہے ۔ تاثیر، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اسی پر بھروسہ رکھے اور "سببِ یقینی" کو درمیان میں لائے، یہ عین توکل ہوگا۔ ہاں اگر "اسباب موہومۂ بعیدہ" کے ارتکاب کو توکل سے بعید کہا جائے تو گنجائش ہے لیکن اسبابِ متیقّنہ کے بغیر چارہ نہیں ہے ۔ آگ کو روشن کرے لیکن آگ کی تاثیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے ۔ کھانا کھائے اور شکم سیری کو اللہ کی طرف سے سمجھے ۔ اگر کوئی شخص اس قسم کے اسباب اختیار کرنے میں کوتاہی کرے اور اس بناء پر اس کو کوئی مضرت پہنچ جائے، تو وہ شخص گنہگار ہوگا۔

اسباب تین قسم کے ہیں :۔

۱۔ اسباب موہومہ، ان کا ترک کرنا لازم ہے۔ ۲۔ اسباب متیقّنہ، ان کو اختیار کرنا ضروری ہے ۳۔ اسباب مشکوکہ و مظنونہ، ان اسباب کا اختیار کرنا نہ کرنا دونوں جائز ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مشورے کا حکم فرمایا ہے کہ مشورہ بھی منجملہ اسباب ہے اور اس کے بعد توکل کا بھی حکم دیا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے ۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ

؎ اور اُن سے مشورہ کیجئے معاملات میں، پس جب آپ عزم کرلیں، تو اللہ پر توکل کیجئے، بیشک اللہ متوکلین کو دوست رکھتا ہے۔

Marfat.com

عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝

(البتہ) "اعمالِ اُخروی" میں توکل کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا اس لیے کہ ان اعمال کے لیے ہم جدوجہد کے مامور ہیں۔ معاملاتِ آخرت میں، خوف وخشیت اور اُمید کا ہونا محبوب و پسندیدہ چیز ہے۔ آیۂ "يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا" اس حقیقت کو ظاہر کررہی ہے۔ اعتماد اللہ کے فضل وکرم پر ہی رکھے، لیکن اعمالِ ظاہرہ کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑے اوامر کا امتثال ہو اور منہیات سے پرہیز، طریقۂ بندگی اور حقیقتِ توکل یہی ہے اور راہِ حق اسی میں منحصر ہے۔

"قلّتِ طعام" اور "قلّتِ منام" — مرغوبات میں سے ہے، اس کے دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لیکن اتنی قلّت نہ ہو کہ طاعت سے روک دے اور "خشکیِ دماغ" اور خیالاتِ فاسدہ پیدا کردے۔

ریاضات وصعوبات میں سے جو بھی موافقِ سُنّت ہو مبارک ہے — از قسم رہبانیت نہ ہو — "لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ" (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے) چاہیئے کہ اپنے اوقات کو مندرجہ ذیل ان تین چیزوں سے معمور رکھیں۔

۱۔ تلاوتِ قرآنِ مجید۔ ۲۔ نماز باطولِ قنوت وخشوع وخضوع۔ ۳۔ تکرارِ کلمۂ طیبہ۔

تم نے اَوراد ووظائف طلب کئے ہیں، فقیر نے کتبِ معتبرۂ احادیث سے تتبّعِ بلیغ کرکے اوراد ووظائفِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کردیا ہے لیکن ابھی تک مسوّدات بیاض کی شکل میں نہیں آئے ہیں، سالہا سال ہوگئے کہ مسوّدات پڑے ہوئے ہیں، مگر ان کی تبییض کی توفیق نہیں ہوئی، اگر ہوسکا تو ان میں سے کچھ حصّہ نقل کرکے بھیجا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ — (فی الحال) اگر "مشکوٰۃ" یا "حصنِ حصین" میں سے انتخاب کرکے کچھ وظائف عمل میں لاؤ تو بہتر ہے۔۔۔ ۔۔۔ والسّلام

---

۸۶ ▬ خوف اور بخشش کی طمع کے باعث اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

مکتوب (۱۴۳) عبید اللہ[1] - مرتب مکتوبات جلد ہٰذا کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی :: .. سب سے اُخری چیز جو حضرت مجدد الف ثانی رح نے لکھی ہے، وہ مکتوب ہے جو مکتوبات جلد ثالث کے آخر میں ہے - اور جو بنام مولانا حسن دہلوی ہے، اس مکتوب میں "تعین وجودی" سے اوپر "تعین حبی" کا اثبات کیا ہے .. .. دن میں ان "معارف" کی تحریر میں مشغول رہے، رات کو حضرت والا کو بخار آگیا اور اس بخار کے چھٹے روز انتقال فرما گئے - وصال کے بعد وہ تحریر "معرض ظہور" میں آئی - مخلصین اس کے مطالعے سے مشرف ہوئے، اور اس کی نقلیں کر لیں - اس تحریر معارف کے بعد "شدائد مرض موت" میں بھی بہت سے "معارف و اسرار" بیان فرمائے اور وصیتیں کیں - ایام مرض میں حضرت مجدد رح کی امامت کے فرائض خواجہ محمد سعید رح (صاحبزادۂ کلاں) انجام دیتے تھے - فقیر سے فرما دیا تھا کہ تو مسجد میں جا کر "ہمراہ یاراں" نماز پڑھ اور وہاں امامت کر، یہ بے بال و پر "تعمیل حکم کی وجہ سے "جماعت یاراں" کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ کر باقی اوقات حضرت والا رح کی خدمت میں حاضر رہتا تھا - اور روز و شب اس مکان میں جو "محل لقائے جانانہ" تھا، خدمت اقدس میں موجود رہتا تھا - اسی مرض موت میں ایک مجلس میں فرمایا کہ "درجۂ کمال کا حصول، قرآن شریف کے ساتھ قوی تعلق پیدا کرنے کے ساتھ وابستہ ہے، حروف قرآن میں سے ہر ہر حرف کو ایک ایسا دریا سمجھتا ہوں جو کعبۂ مقصود تک پہنچانے والا ہے"

—— والسلام

---

[1] صاحبزادہ گرامی خواجہ محمد عبید اللہ المعروف بہ مروج الشریعۃ - حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رح کے فرزند ثالث تھے، اپنے والد ماجد کی خدمت میں تمام کمالات حاصل کئے - ایک رسالہ یاقوتیہ آپ کی تصنیف ہے - ۱۲ شعبان ۱۰۳۴ھ کو پیدا ہوئے - ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ بروز جمعہ وفات پائی - "قطب عالم رفت از عالم" تاریخ وصال ہے - (ہدیۂ احمدیہ و نزہۃ الخواطر جلد ۵ - بحوالہ تذکرۃ الانساب لقاضی ثناء اللہ پانی پتی رح)

Marfat.com

مکتوب (۱۹۰) مخدوم زادہ گرامی محمد سیف الدین (ابنِ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ) کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ ہمارے حضرت (مجدد الف ثانی رح) فرماتے تھے، کہ میں ایک دن نمازِ چاشت پڑھ رہا تھا ۔ میں نے دیکھا کہ ایک "بلائے عظیم" میرے سینے سے برآمد ہوئی اور اس بلا کا "آشیانہ" بھی سینے سے نکال کر باہر پھینک دیا گیا ۔ اور وہ "ظلمات" جو سینے کے گرداگرد تھے وہ بھی دُور ہو گئے اور سینے کو ایک عجیب "انشراح" حاصل ہوا ۔ بعدازاں معلوم ہوا کہ یہ بلائے عظیم "وسواس خناس" تھے، جس کے شر سے پناہ مانگنے کا امر، قرآنِ مجید میں ہے ۔ "خطرات و وساوس" جو کہ اُصولِ دین میں پیدا ہوتے ہیں ۔ ان کا سرچشمہ یہی "خناس" ہے، جو سینے میں آشیانہ بنا لیتا ہے اور ہر وقت

ك مخدوم زادہ گرامی محمد سیف الدین سرہندیؒ ۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رح کے فرزندِ خامس ہیں ۔ اپنے والدِ ماجد سے کسبِ فیض کیا، کمالاتِ ظاہری و باطنی، ارشادِ طالباں اور استقامتِ شریعت وثباتِ طریقت میں اپنے باپ کی مانند تھے ۔ ۱۰۴۹ھ میں پیدا ہوئے ۔ ۲۰ رجمادی الاولی ۱۰۹۶ھ کو ۴۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا ۔ سرہند میں گنبدِ کلاں کے اندر دفن ہیں ۔ "ہے ہے ستونِ دین فتاد" آپ کی تاریخِ وفات ہے ۔ آپ کی اولاد میں آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں ۔ اپنے والدِ ماجد کے حکم سے دہلی میں اقامت اختیار کی ۔ وہاں طالبین کا مرجع بن گئے ۔ حضرت عالمگیرؒ نے ان سے ہی سلوک حاصل کیا ۔ شیخ مراد بن عبداللہ نے ذیلِ رشحات میں لکھا ہے کہ :۔ آپ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر اپنے زمانے میں بے نظیر تھے ۔ آپ کے زمانے میں بدعتیں بلادِ ہند سے یک قلم نیست نابود ہو گئیں ۔ آپ کے والد نے آپ کا لقب محتسب الامۃ رکھا تھا ۔ بادشاہ نے جب آپ کو قلعہ میں بُلایا تو دیوارِ قلعہ کی پتھر کی تصویریں جب تک نہ تڑوا دیں اس وقت تک قلعہ میں داخل نہ ہوئے شیخ مراد نے یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا سیف الدین قدس سرہٗ شوکتِ ظاہری بھی بہت رکھتے تھے ۔ اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے تھے ۔ آپ کو دیکھ کر سلاطین و امراء ادب سے سرو قد کھڑے ہو جاتے تھے ۔ آپ کے دسترخوان پر روزانہ دونوں وقت چودہ سو آدمی کھانا کھاتے تھے ۔ (ماخوذ از نزہتہ الخواطر جلد ۵)

Marfat.com

نیش زنی کرتا رہتا ہے۔ کمالِ شرحِ صدر، اس "خناس" کے رفع کے بغیر ممکن نہیں، اس واقعے کے کچھ عرصے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں حلقہ میں قرآنِ مجید سن رہا تھا میں نے محسوس کیا کہ اثنائے استماع میں بعض نامناسب وساوس میرے اندر ہیں، میں نے استغفار کیا اور حیرت زدہ ہوا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ شاید زائل شدہ خناس پھر عود کر آیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ سینہ اسی لطافت پر ہے۔ بعد ازاں ظاہر ہوا کہ یہ "خناس" "خناسِ سینہ" کے علاوہ ہے، اور اس کا آشیانہ قلب میں ہے۔ اس کے رفع کرنے کی جانب متوجہ ہوا، میں نے دیکھا کہ "خناس" بھی بتمامہ قلب سے باہر ہو گیا۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى مَنْ لَّدَيْكُمْ۔

مکتوب (۱۹۲) محمد عبید اللہ سرہندی رح جامع مکاتیب کے نام (آخری حصہ)

بعض افرادِ امت کو بطریق تبعیت جو "حصولِ کمالاتِ نبوّت" ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نبی ہو جائے یا نبی سے مساوات پیدا کرلے، اس لیے کہ کمالاتِ نبوّت کا حصول امرِ دیگر ہے اور منصبِ نبوّت کا حاصل ہونا دوسری چیز ہے۔

اس مضمون کی تحقیق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

مکتوب (۱۹۳) مولانا محمد افضل[1] کے نام (ابتدائی حصہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ ہمارے حضرت مجدد الف ثانی رح کو مرضِ وفات سے پیشتر بخار اور کھانسی کی شکایت ہو گئی تھی۔ چند روز کے بعد اس

---

[1] آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔

Marfat.com

مرض سے صحت ہوگئی تھی، چنانچہ اصلی حالت پر آ گئے تھے اور بے تکلف مسجد میں حاضر ہوتے تھے، کم و بیش ایک ماہ کے بعد ایک ایسا بخار عارض ہوا کہ چھٹے روز اس دُنیا سے "دار السرور" کی طرف رحلت فرما گئے۔۔ ۔۔ والسّلام

مکتوب (۱۹۷) مُلّا سجاول[1] کے نام: — (آخری حصّہ)

تم نے لکھا تھا کہ اس جگہ کے لوگ بعد نماز پنجگانہ ہاتھ اٹھا کر" فاتحہ "پڑھتے ہیں، اور اس عمل کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے، اس کے ترک کرنے والے پر اعتراض کرتے ہیں۔

مخدوما! اس قسم کا فاتحہ پڑھنا ہمارے بزرگوں کا عمل نہیں ہے اور اعمالِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ چیز نظر سے نہیں گذری۔ خزانۃ الروایات میں خلاصہ سے نقل کیا ہے کہ "قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ لِاَجْلِ الْمُهِمَّاتِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ بِدْعَةٌ"۔ (مہمات کے لئے بعدِ فرائض فاتحہ پڑھنا بدعت ہے)۔ اور تم نے بعدِ نمازِ جمعہ مصافحہ کرنے کے متعلق بھی دریافت کیا ہے، جو وہاں مروّج ہے؟

مخدوما! مصافحہ فی نفسہا تو مسنون اور "عملِ بزرگ" ہے اور یہ وقت کا تعیّن بدعت ہے۔ یہ مصافحہ وجہِ حسن بھی رکھتا ہے اور وجہِ قبیح بھی۔ زیادہ سے زیادہ اباحت تک ہی معاملہ پہنچ جائے، جیسا کہ بعض نے کہا ہے تو بھی غنیمت ہے ..... والسّلام

مکتوب (۲۰۰) صوفی نور بیگ کے نام

... ذکر کرنے میں کوئی غرض "قبولِ خلق" یا "حصولِ احوال و مواجید" میں سے

---

[1] اخون عبدالحق سجاول۔ آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ ہیں، ظاہری و باطنی دونوں علوم کے ماہر تھے۔ شرحِ وقایہ بزبانِ فارسی آپ نے اپنے پیرو مرشد کے نام معنون کی ہے۔
(روضۃ القیومیہ رکن دوم)

Marfat.com

نہ ہونی چاہئے۔ بے غرضانہ ذکر کریں۔ اور "وقتِ نشاط" میں چند لوگوں کو "تلقینِ ذکر" کریں بطریقِ سفارت نہ کہ بطریقِ اصالت و خلافت ــــ اور جن شرائط کو تم نے لکھا ہے، وہ تو اُس صورت میں ہیں جب کہ بطورِ خود تلقین کرو، لیکن اگر بطور سفارت ذکر کراؤ تو یہ شرائط درکار نہیں ہیں، تم تو محض ایک ترجمان کی حیثیت رکھتے ہو ــــ اور یہ تلقین تم پر جبر نہیں ہے۔ تم کو اختیار ہے، اگر بے تکلّف، انشراحِ صدر ہو، تو یہ کام انجام دو ورنہ کوئی ضرورت نہیں، تمہارے لئے جو ضروری ہے، وہ "دوامِ ذکر و مراقبہ" ہے، دوسرے کی تکمیل تو اپنے کمال کی فرع ہے ــــ یہ جو چند اشخاص کو ذکر کرانے کی تم کو اجازت دے دی تھی، اس لیے تھی کہ اچھا ہے چند آدمی جمع ہو کر مشغول ہوں تاکہ ایک کا فیض دوسرے پر منعکس ہو ــــ تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی سالک کو خواب میں پیر و مرشد اجازتِ تلقین دیدے اور "بزرگانِ گذشتہ" کی اَرواح سے اجازت ظاہر ہو تو یہ اجازتِ تلقین ہے یا نہیں؟

مخدوما! ــــ اجازتِ تعلیمِ طریقت اہم معاملہ ہے، خواب سے کام نہیں چلتا ہے تاوقتیکہ بیداری میں اجازت نہ ملے، صورت پذیر نہیں۔ اسی طرح احوال، مواجید، قطبیت فردیت اور غوثیت کا معاملہ ہے کہ اگر یہ چیزیں خواب میں ظاہر ہوں تو اکابر کے نزدیک معتبر نہیں، البتہ بیداری میں جو احوال و مواجید رونما ہوں، وہ معتبر ہیں۔ قطب و غوث وہ ہے جو خارج و بیداری میں ان دونوں منصبوں سے سرفراز ہو، اگر کوئی خواب میں اپنے آپ کو بادشاہ دیکھے تو بادشاہ نہیں بن جائے گا تاوقتیکہ خارج میں بادشاہ نہ ہو۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم
چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

ہاں یہ ضرور ہے کہ "وقائع و مناماتِ صالحہ" مُبشرات اور مخبرِ استعداد ہیں۔ کبھی "حقیقتِ استعداد" ظہور میں آجاتی ہے اور کبھی ظہور میں نہیں بھی آتی۔

مکتوب (۲۰۲) حافظ محمد شریف کے نام

حافظ جی کو اس دُور افتادہ کا سلام عافیت انجام!ــــ دُعائے خیر سے مجھ کو بھول نہ جائیں ــ اس عمرِ چند روزہ کو اہم امور میں صرف کریں "احیائے لیالی" اور "گریۂ سحری" کو مغتنمات میں سے سمجھیں ۔ شبہائے تار کو "انوارِ اذکار" سے روشن کریں ۔ تجارت میں "صدق و امانت" کو ملحوظ رکھیں ۔" اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّاجِرَ الصَّدُوْقَ " (سچّے تاجر کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے) یہ حدیث تم نے سُنی ہوگی ۔ "عقودِ فاسدہ و ربویہ" سے بچتے رہیں، اس بارے میں خاص اہتمام رکھیں، یہ مقام محلِ لغزشِ علماء ہے، چہ جائیکہ غیر علماء .. .. علمائے متدیّن سے ایسے عقود و معاملات کی جانچ پڑتال کرتے، اور اس مبحث کی تحقیق کرتے رہیں ۔ نیز اللہ تعالیٰ سے اس "ورطۂ مہلکہ" سے نجات کے طالب رہیں .. .. وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۔

مکتوب (۲۰۴) اسد اللہ بیگ کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ــــــ اللہ تعالیٰ "نیستی و بندگی" کا حسن و جمال تمہارے آئینۂ باطن پر جلوہ گر کردے اور دعوئے تکبّر سے نجات دے، بحرمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔ بندہ جتنا احکامِ بندگی میں ثابت قدم ہوگا "نیستیِ ذاتی" اور "فقرِ جبلّی" کا تصوّر اس پر جتنا غالب ہوگا ۔ "ہستی" و کمالات اور خوبی کا ظہور اس کے حق میں اتنا ہی زیادہ ہوگا ع

"وَ بِضِدِّهَا تَتَبَیَّنُ الْاَشْیَآءُ"

(چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں)

حُسن و جمال، غنا اور تمام کمالات بوجہِ کمال، اللہ کے لئے ہیں .. .. اُس نے مخلوق کو "ذُلّ و نیستی" اور احتیاج کی صفت پر پیدا کیا ہے اور اپنے "کمالاتِ وجودی" کا

Marfat.com

ایک پرتو بھی اُس پر ڈال دیا ہے، جس کسی نے اپنے آپ کو باوجود اس کمالِ عارتی کے کامل و خیر خیال کیا اور قیدِ نفسِ امارہ میں پھنس گیا، وہ سعادتِ قرب سے محروم ہو گیا اور "بعد و حرمان" کے داغ میں مبتلا ہوا ـــــ "فَالْوَيْلُ لَهٗ كُلَّ وَيْلٍ" ـــــ اور جس کسی نے "کمالاتِ عارتی" کو اس کے مالک کے سپرد کیا اور اپنے ذاتی فقر و نیستی کو دیکھا وہ "دولتِ قرب و وصال" سے بہرہ یاب ہوا، اس نے "دامِ نیستی" سے "صیدِ ہستی" کو حاصل کر لیا اور "راہِ ذلت" سے مقامِ عزت پر پہنچ گیا۔ "فَطُوْبٰى لَهٗ وَبُشْرٰى"۔ اس کی پیدائش کا جو مقصد تھا اس کو پورا کیا، نعمت اس کے حق میں تمام ہوئی۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اَلْآيَة (آیا جو شخص مُردہ تھا، پس اس کو ہم نے زندہ کیا، اور اس کے لئے نور پیدا کیا کہ وہ اس نور کے ساتھ لوگوں میں چلتا ہے، اس شخص کے مانند ہو سکتا ہے، جس کا عالم یہ ہے کہ ظلمات میں مُبتلا ہے اور اس سے نکلنے والا نہیں) یہ آیۂ کریمہ اس شخص کا بیانِ حال ہے ... یہ کمال، کمالِ اتباعِ سیدِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا كَمَالَ مُتَابَعَتِهٖ وَالثَّبَاتَ عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنًا ... والسلام

مکتوب (۲۰۷) شیخ عبداللطیف لشکر خانی کے نام (وعظ و تذکیر میں)

(یہ مکتوب عربی میں ہے)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ ... دوستوں سے اُمید ہے کہ وہ اتباعِ ہوا و شیطان کے باعث "لقاءِ رحمٰن" کو فراموش نہ کریں گے، زمانۂ صحت و فراغ کو غنیمت جانیں گے، تلاوتِ قرآن کریں گے، نفس برائیوں کو حکم کرنے والا ہے اور دُنیا (درحقیقت) ایک بڑی زبردست جادوگرنی ہے، جس کا ظاہر پسندیدہ اور جس کی لذتیں مرغوب ہیں۔ آخرت فراموش کی ہوئی چیز ہے اور اس کی نعمتیں پوشیدہ ہیں۔ شیطان، نقد کو رواج دے رہا ہے او

فقر و فقدان سے ڈرا رہا ہے ـــ کیا عاقل کو خبر نہیں کہ دُنیا "عاجلہ" ہے، اس کی متاع، فانی ہے اور آخرت کا فائدہ باقی اور پائیدار ہے فوت ہونے والا نہیں ... (اے انسان!) تونے تین چیزوں کو تین چیزوں پر ترجیح دے رکھی ہے یعنی تعبِ نفس، شغلِ قلب اور ثقلِ حساب کو راحتِ نفس، فراغِ قلب اور خفتِ حساب پر ترجیح دیدی ہے، تو بدنِ فانی کی تعمیر میں مشغول ہے، نفسِ ظالم کا پیٹ بھر رہا ہے اور جنابِ سُبحانی کی جانب توجہ کرنے کو فراموش کر بیٹھا ہے تونے اپنے قلب کو لذاتِ فانیہ سے لبریز کر دیا ہے اور ابھی تک تجھ کو تیری آرزوئیں حاصل نہیں ہوئی ہیں، ایک عقلمند سے یہ بات تعجب خیز ہے کہ وہ اُمورِ دنیا میں تو تدبیر کا اہتمام کرے لیکن امورِ آخرت کو تقدیر کے حوالے کر دے، کیا اس کو اس کا یقین نہیں کہ اُمورِ دنیا کی تدبیر ہی یہ ہے کہ تدبیر کو ساقط کر دیا جائے اور اُمورِ آخرت میں جدوجہد کرنا اور کوتاہی کو ترک کرنا ضروری ہے ـــ کیا اس نے یہ نہیں سُنا کہ دنیا کی حاجت کا ترک کر دینا ہی حاجت کا پُورا ہونا ہے، کمبختی ہے اُس شخص کی جو دارالغرور (دنیا) میں مطمئن ہے اور یہاں کی خوشی پر فریفتہ ہے، وحشتِ قبر اور شدتِ یومِ قیامت کو بھُول گیا، باطل میں ڈوبا ہوا ہے اور کتابِ مسطور فی رَقٍّ منشور (قرآن مجید) سے اعراض کر رہا ہے، لہو و لعب کی طرف چلتا ہے اور بیتِ معمور کی طرف نہیں چلتا۔ "اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ ۝" (کیا انسان نہیں جانتا اس وقت کو جب کہ قبروں سے مُردوں کو اٹھایا جائے گا اور ان بھیدوں کو جو سینوں میں چھپے ہوتے ہیں، ظاہر کیا جائے گا، بیشک ربّ الناس اُس دن انسانوں کے احوال سے باخبر ہے)۔ ۔ ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

مکتوب (۲۱۰) میرک[1] عباد اللہ ولد قاضی محمد زاہد کابلی کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

---

[1] آپ منطق کے مشہور صاحبِ تصنیف اُستاد میر زاہد کے صاحبزادے ہیں۔

Marfat.com

علم جس سے مراد انکشاف ہے، دو قسم پر ہے :۔ ایک یہ کہ انکشاف کے ساتھ ساتھ احاطہ بھی ہو ـــ دوسری قسم یہ ہے کہ محض انکشاف ہو احاطہ نہ ہو ـــ وہ علم جو "ممکن" سے تعلق رکھتا ہے قسمِ اوّل میں داخل ہے اور جو علم "واجب" سے متعلق ہے وہ از قسمِ ثانی ہے ـــ اس دوسرے علم کو "ادراکِ بسیط" کہتے ہیں ـــ "عدمِ احاطہ" کی علامت و شناخت یہ ہے کہ کیفیت "درک" میں نہ آئے ۔ "دوبیتِ اُخروی" علم کی قسمِ ثانی ہے، کیونکہ وہاں محض انکشاف ہے، بغیر کیفیت معلوم ہوئے، اور کیفیت معلوم بھی کیسے ہو۔ حق تعالیٰ تو کیفیت سے منزہ ہے ـــ تَعَالٰی شَانُہٗ وَعَزَّ بُرْھَانُہٗ ۔ والسّلام

مکتوب (۲۲۵) حاجی محمد عارف[1] کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا لَّہٗ وَمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ـــ "تم نے لکھا تھا کہ حقیقتِ نماز کو کیا عرض کروں، نماز کی ادائیگی میں وہ لذّت حاصل ہوتی ہے کہ اس کی تشریح نہیں کی جاسکتی، تکبیرِ اولیٰ کے وقت ہی محویت طاری ہو جاتی ہے اور سوائے مشاہدۂ حق کے کوئی شعور باقی نہیں رہتا، نیز بعض اوقات ایک ایسا نورِ قلب سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا اس نے تمام عالم کو منوّر کر دیا ہے۔"

مخدوما! ـــ نماز سے لذّت یاب ہونا بڑی نعمت ہے، ہمارے حضرت مجدّد الف ثانی رح نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ: "غیر منتہی کو نماز میں لذّت میسّر نہیں، علی الخصوص فرائض میں، اس لیے کہ ابتدا میں زیادہ سے زیادہ نفلی نمازوں میں لذّت محسوس ہوتی ہے۔" لیکن "نہایت النہایۃ" (آخر) میں یہ نسبت فرائض سے مربوط و متعلق ہو جاتی ہے ۔ ع

"ایں کارِ دولتست کنوں تا کرا دہند"

---

[1] صاحبِ مکتوبات کے خاص خلیفہ ہیں

حضرت مجددؒ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ "جو لذّت اداۓ نماز کے وقت حاصل ہوتی ہے، نفس کو اس میں بالکل دخل نہیں ہوتا"۔ ؏

"هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا"[1]

اور یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ "نماز کا رتبہ دنیا میں ایسا ہے جیسا کہ آخرت میں رویت باری تعالےٰ کا"۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "تمام عبادات، وسائلِ نماز ہیں اور نماز مقاصد میں سے ہے"۔

والسلام

مکتوب (۲۲۷) میرزا امان اللہ کے نام

...... بنی آدم کو جو امتیاز و فضیلت تمام "اجناسِ موجودات" میں حاصل ہے وہ از راہِ عشق ہے ؏

درد را جز آدمی در خورد نیست

انسان، جتنا زیادہ "موردِ دردِ محبّت" ہوگا، معیّت و قرب میں بھی کامل تر ہوگا، (از روۓ "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" ——— معیّت، محبِّ صادق کو ہر وقت نصیب ہوتی ہے) سرورِ کائنات فخرِ دوعالم صلّے اللہ علیہ وسلم باوجود محبوبیّتِ ذاتیہ "دوامِ حُزن" اور "تواصلِ فکر" کے ساتھ موصوف تھے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے ——— اور جو شخص بھی اس درد سے بے نصیب ہے، وہ چوپاۓ کے حکم میں ہے، بلکہ اس سے بھی کم درجہ اور گمراہ تر ہے ...... والسلام

مکتوب (۲۲۸) مولانا محمد صدیق کے نام

(احیاۓ سنّت و اماتتِ بدعت کی ترغیب و تحریص میں)

---

[1] ارباب نعمت کو اُن کی نعمتیں مبارک ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— حامداً للہ العظیم و مصلیاً علیٰ رسولہ الکریم ——— اس وقت عہدِ نبوت سے دوری اور قربِ قیامت کی وجہ سے بدعت شائع ہوتی جارہی ہے اور بدعت کی ظلمتیں عالم پر محیط ہیں، سُنّت غریب و نادر ہوگئی ہے اور اس کے انوار، مستور ہو رہے ہیں۔ "سُننِ متروکہ" کے زندہ کرنے اور علومِ شرعیہ کے پھیلانے کے لئے کمرِ ہمت خوب مضبوط باندھو، اور اس امر کو وسیلۂ کمالِ رضامندیٔ حق تعالےٰ بنالو، نیز "قربِ بارگاہِ محمدیؐ" کو بھی اسی عمل سے ڈھونڈھو —— یہ مضمونِ حدیث ہے کہ:- جو شخص میری ایسی سنّت کو جو "متروکۃ العمل" ہوگئی ہے، زندہ کرے گا، اُس کو سو شہیدوں کا ثواب ہے ——— احیاءِ سُنّت کا پہلا درجہ تو یہ ہے کہ اس سُنّت پر خود عمل کرے اور اعلےٰ درجہ اس سُنّت کی نشر و اشاعت اور دوسروں کو اس پر عمل کرانے کی کوشش کرنا ہے .. .. والسلام

مکتوب (۲۳۰) بنام پیرزادہ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ ابن خواجہ باقی باللہ دہلویؒ معروف بہ خواجہ خردؒ

(درمیان سے)

.. .. مشفقا! —— آپ معارفِ توحیدِ وجودی سے جو کچھ جانتے ہیں، شوق سے لکھیں۔ یہ حالِ شریف ہے کس کو مجالِ سخن ہوسکتی ہے، کیونکہ اکابر اہل اللہ نے اس توحیدِ وجودی

لہ خواجہ خرد رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کے چھوٹے صاحب زادے ہیں، ہنوز آپ کم سن تھے کہ آپ کے والد صاحب کا وصال ہوگیا۔ عمر کے ابتدائی مراحل طے کرکے سنِ رشد میں حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی خدمت میں پہنچے اور اُن سے اجازت حاصل کی، بعد ازاں خواجہ حسام الدین اور شیخ الہداد سے (جو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے خلفاء تھے) اجازت اور اخذِ طریقہ کی سند حاصل کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والدِ ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلویؒ اور ان کے چچا

باقی صفحہ ۱۶۳ پر

کو بیان کیا ہے، اگرچہ از راہِ سکر و غلبۂ محبت ہی سہی — حضرت جدِّ امجد (حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ) توحیدِ وجودی میں قدمِ راسخ رکھتے تھے، اور (اس مضمون میں) تصانیفِ عالیہ بھی تالیف فرمائی ہیں، لیکن آدابِ شریعت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا، جیسا کہ محققین کا طریقہ ہے۔ بہرحال دوسروں کی نفی کرنا اور حق کو اپنے علم میں ہی محصور و محدود رکھنا اور اس کے علاوہ کو محال سمجھنا آپ جیسے حضرات سے بہت زیادہ محلِ تعجب ہے۔

مکتوب (۲۳۳) شیخ عبدالہادی فاروقی رحہ بدایونی خلیفہ مجدد الفِ ثانی رحہ کے نام

(فضیلت و خدمت درویشان میں)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیْغِ الدَّعَوَاتِ۔ "احوالِ فقرائے ایں حدود" مستوجبِ حمد ہیں — اللہ تعالیٰ سے آپ کی سلامتی و استقامت کی درخواست ہے — مدت ہوگئی کہ آپ نے اپنے احوال سے

شیخ ابوالرضا دہلوی رحہ، سید مبارک محدث بلگرامی اور سید کمال سنبھلی رحہ وغیرہم نے آپ سے علمی و روحانی فیوض حاصل کئے۔ ۵ / جمادی الاوّل ۱۱۰۰؁ھ کو وصال فرمایا۔ اپنے والد کی درگاہ کے احاطے میں دفن ہوئے۔ (ماخوذ از اسرار یہ قلمی و النفائس العاظیں ماثر الکرام مؤلفہ آزاد بلگرامی) ان کا توحیدِ وجودی کی طرف رجحان تھا۔ اس سلسلے میں حضرت خواجہ محمد معصوم رحہ سے مکاتبت فرمائی، سوال جتنا اہم تھا، جواب بھی اتنا ہی اہم ہے۔ حضرت سرہندی رحہ نے اس مکتوب میں بہت دقیق اور اعلیٰ درجہ کی بحث فرمائی ہے۔ انتخاب بھی بقدرِ ضرورت پر اکتفا کیا گیا۔

لہ آپ بدایوں کے فاروقی النسب بزرگ تھے۔ آپ بھی حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحہ کے اُن مریدین میں سے ہیں، جن کی تربیتِ باطنی حضرت مجدد الف ثانی رحہ سے متعلق ہوئی تھی۔ انکسار و افتقار آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحہ نے جو مکاتیب اپنے پیر و مرشد کو لکھے ہیں اُن میں آپ کی ترقیِ باطنی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مجدد رحہ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی تھی۔ آپ کا انتقال

(باقی صفحہ ۱۶۴ پر)

Marfat.com

کوئی اطلاع نہیں دی، خدا کرے کہ خیریت ہو، کیا عجیب نعمت ہے، یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو بڑھاپے اور زمانہ ضعف میں آثارِ قبولیت کے ساتھ مزین فرمادے اور اس کے نورِ جبین کو اس کا شاہد عادل بنادے۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک فاسق کو خواب میں اس کے مرنے کے بعد دیکھا اور اس کے حالات دریافت کئے، اس نے کہا کہ مجھے بخش دیا گیا۔ سائل نے ازراہِ تعجب پوچھا۔ کس عمل کی وجہ سے؟ اس نے کہا کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامیؒ نے بعد نمازِ عصر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا رکھے تھے، میں بھی اس دعا میں شریک تھا اور ہاتھ اٹھا کر آمین کہتا جاتا تھا، اس دعا کے طفیل میں مجھے بخش دیا گیا" پس آپ جیسے درویشوں پر رشک و غبطہ کرنا چاہیئے کہ دوستانِ خدا کی دوستی میں اپنے "موئے سیاہ" کو سفید کر لیا، اور ان کے دل میں جگہ بنائی۔ اس "امرِ عظیم القدر" کو تھوڑا خیال نہ کرنا۔ . . .

مکتوب (۲۳۴) خواجہ محمدؒ کاظم کے نام

(ان کے والد خواجہ محمد ہاشمؒ کی تعزیت کرتے ہوئے)

. . . اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی و شاداں اور جادۂ شریعت پر ثابت قدم رہیں، سنتِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوں، اپنے والد کے "اوضاعِ پسندیدہ" کو ہاتھ سے نہ دیں، پانچوں نمازوں میں اوّل وقت حاضر ہوں۔ اپنی والدہ نیز تمام اہلِ حقوق کی رضا جوئی میں کوشش کریں۔ "موسمِ جوانی" کو غنیمت جانیں اور اپنی پوری کوشش مرضئ حق تعالیٰ کے حاصل کرنے میں صرف کر دیں۔ قوتِ جوانی کو اپنے آقائے حقیقی کی خدمات میں صرف کریں۔ ایامِ ضعف و پیری میں کیا کام ہو سکتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان ایام کو یونہی گذار دیں، لہو و لعب اور عیش و عشرت میں پڑ جائیں، وقتِ عیش تو آگے آرہا ہے:۔ "اَللّٰھُمَّ

۹ر شعبان المعظم ۱۰۴۱ھ میں ہوا، مزارِ مبارک بدایوں میں خرم شاہ کے تکیے میں ہے۔
(زبدۃ المقامات، تذکرۃ الواصلین، آثارِ اولیائے شہر بدایوں)

Marfat.com

لَاعَیْشَ اِلَّاعَیْشُ الْآخِرَۃِ "یہ وقت، وقتِ کار ہے، نیک کاموں کے کرنے میں کوشش کریں اور سوائے مولیٰ تعالےٰ اور اس کی رضا کے اور کوئی مقصود نہ رکھیں، فقر و مسکینی کو جان و دل سے دوست رکھیں، نامرادوں اور دردمندوں کی ہم نشینی اختیار کریں۔ "صلحاء و درویشان" کو بدل و جان عزیز اور اُن سے مجالست رکھیں۔ "وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ اَلْاٰیَۃُ" اور رکھ اپنے آپ کو ایسے لوگوں کے ساتھ جو یاد کرتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام، چاہتے ہیں اللہ کی مرضی کو) اہلِ دُنیا اور دُنیا کے ٹھاٹ پر ہرگز "گوشۂ چشم" نہ ڈالیں اور دُنیا کے ٹھاٹ کو حقیر و ناچیز اور "سمِ قاتل تصوّر" کریں۔ طلباء کی خدمت حتی الامکان خود کریں اور جہاں تک ہو سکے دوسروں پر ان کو نہ چھوڑیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی مَنْ لَّدَیْکُمْ۔

Marfat.com

تلخیص و ترجمہ جلد سوم

مکتوباتِ معصومیہ

مرتبہ: حاجی محمد عاشور بخاری حسینیؒ

مکتوب (۱) حضرت شیخ محمد سعیدؒ سرہندیؒ برادر کلاں کے نام

(در ذکرِ لوازم شوق و محبت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — ع

"آمد ازاں جناب ضعیف بسوئے من"

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ — بعد از تقدیم مراسمِ عقیدت

؏ آپ حضرت مجدد الف ثانی رح کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے صلاح و تقویٰ کا پیکر تھے۔ اپنے والدِ بزرگوارؒ، اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق سرہندیؒ اور شیخ طاہر لاہوریؒ سے تعلیم حاصل کی، حتیٰ کہ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ پیدا کرلی۔ تحصیلِ علم کے زمانے ہی میں حضرت مجددؒ کی توجہ سے نسبت نقشبندیہ سے مشرف ہوئے۔ ۱۷-۱۸ سال کی عمر سے درس دینا شروع کر دیا تھا اور معقول و منقول کی مشکل سے مشکل کتابیں پوری مستعدی سے پڑھائیں۔ بعض کتابوں پر حواشی لکھے ہیں۔ ان میں سے ایک تعلیقاتِ مشکوٰۃ المصابیح بھی ہے۔ فقہ میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اور دقیق سے دقیق مسائل معمولی توجہ سے حل فرما دیتے تھے۔ آپ کی وفات ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک سرہند میں ہے۔ (ماخوذ از روضۃ القیومیہ رکن اوّل)

Marfat.com

نیاز مندی عرض ہے کہ عنایت نامہ گرامی کے ورود سے، جو کہ مُلا طاہر کی معرفت اس مسکینِ بے تسکین کے نام زد تھا، سعادت مند ہوا۔ اس مکتوب میں از راہِ تلطف و مخلص پروری "مقدماتِ شوق آمیز" اور "فقرہ ہائے عشق انگیز" مندرج تھے، اس کے مطالعے نے "آتشِ مشتاقان" کو دوچند اور "شعلہ فراق" کو سر بلند کر دیا۔ ۔۔ بیشک لُطفِ محبوب (حقیقی) بھی اس کے استغنا کی طرح سے عشق افزا اور آتش انگیز ہے۔ مشتاقوں کی حالتِ سوختہ کو ہندی کا یہ مصرع خوب بیان کرتا ہے ؏

"چونے کی سی کانکری جب چھڑکوں تب آگ"

(یعنی دلِ عاشق چونے کی ڈلی کی طرح ہے کہ جب اس پر پانی چھڑکا جائے، مثل آگ کے ہو جاتی ہے)

عاشقِ مسکین کو نہ تابِ عتاب ہے نہ طاقتِ عنایت، نہ برداشتِ قہر ہے نہ یارائے مہر ؏

"کہ وصل از ہجر باشد جانستاں تر"

"لَوْ کَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ"(۱)

یہ حدیث میرے بیان کی گواہ ہے ؎

گیرم کہ بغم خانۂ ما یار خرامد
کو حوصلہ و طاقتِ دیدار کہ دارد

بخششہائے شاہ کو اس کے شتران بار بردار ہی اُٹھایا کرتے ہیں۔ ہستی عاشق جب تک درمیان میں ہے موردِ صد بلا ہے۔ اس کی درستی، نیستی میں اور اس کی خیریت، سلبِ خیریت میں مضمر ہے۔ بھلا ایسا شخص، جس کی نفی کمال میں کمال چھپا ہوا ہو اور جس کی

۱۔ یعنی پردہ حق تعالیٰ ایک نور ہے اگر وہ اس پردے کو اُٹھا دے تو یقیناً اس کے انوارِ ذات تمام مخلوق کو جلا کر خاکستر کر دیں (یہ حدیث، مسلم شریف کی ایک حدیث طویل کا جزو ہے اس کے اوّل ہے حجابہ النور)

Marfat.com

"نیستی" میں بسری ہو، اپنے مولا و آقا کے کمال و جمال سے کس طرح خبردار ہو سکتا ہے؟ ـ مگر ہاں! وہ شخص جو "دامِ نیستی" سے "صیدِ ہستی" کرے، اور وجودِ موہوب کے ساتھ موجود ہو۔ (خبردار ہو سکتا ہے) ... بات طویل ہو گئی ع

بندہ باید کہ حدِّ خود داند

آپ نے اس مسکین کی آمد کا انتظار ظاہر کیا ہے ع

"از دست یک اشارہ از ما بسر دویدن"

یہ توفیقِ سعادتِ فقیر ہے کہ خدمتِ والا میں پہنچے اور برکاتِ صحبت سے مستفیض ہو۔

مکتوب (۴) شیخ محمد خلیل اللہ[1] کے نام

(اپنے برادرِ کلاں شیخ محمد سعیدؒ کے مناقب و مآثر میں)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَنُسَلِّمُ ـــــــ (برادرم شیخ محمد سعیدؒ کے اندر) بچپن ہی سے آثارِ قبول و کرامت ظاہر اور اطوارِ ولایت و نجابت ہویدا تھے۔ حضرت قطب الولایۃ خواجہ محمد باقیؒ کے زمانۂ حیات میں آپ چونکہ خُرد سال تھے۔ اس لئے ان کی خدمت میں نہیں پہنچ سکے تھے لیکن خواجہؒ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ محمد سعیدؒ[(1)] ہم پیشہ و ہمکار ہے اس نے غائبانہ ہم سے نسبت حاصل کرلی ہے ع

---

[1] یہ شیخ محمد خلیل اللہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فرزند خازن الرحمۃ حضرت شاہ محمد سعید سرہندیؒ کے صاحبزادے اور حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰؒ کے بھتیجے ہیں۔

(۱) زبدۃ المقامات میں لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے تھے کہ محمد سعید چار پانچ سال کے ہوں گے کہ بیمار پڑ گئے۔ میں نے اس غلبۂ ضعف کی حالت میں دریافت کیا کہ بیٹا کیا چاہتے ہو؟ بے اختیار جواب دیا کہ حضرت خواجہ (باقی باللہؒ) کو چاہتا ہوں۔ میں نے یہ کلمات حضرت خواجہؒ کو لکھ بھیجے۔ حضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا کہ: "تمہارے محمد سعید نے ہماری نسبت غائبانہ طور پر اُچک لی ہے۔"

Marfat.com

فِی الْمَهْدِ یَنْطِقُ عَنْ سَعَادَۃِ جَدِّہٖ (۱)

آپ نے ظاہری و باطنی کمالات اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں حاصل کئے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں علومِ ظاہرہ، معقول و منقول کی تحصیل کو درجۂ کمال تک پہنچا رہا تھا۔ والدِ بزرگوار کی طرح کمالِ تقویٰ سے آراستہ، متابعتِ سنّت اور "عمل بعزیمت" سے پیراستہ ہیں نرمیٔ کلام، تواضعِ تمام، مہمانوں کی خبرگیری کا اہتمام، بذلِ موجود اور نفیِ وجود اُن کا شیوہ اور طریقہ ہے۔ قرآنِ مجید کو سندِ عالی کے ساتھ تجویداً سیکھا ہے۔

حدیثِ نبوی "عَلٰی مَصْدَرِهَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ" میں سندِ جیدا ور رُتبۂ اعلیٰ رکھتے ہیں۔ فقہ میں بھی اونچی استعداد ہے۔ حضرت ایشاں (مجدّد صاحبؒ) کو اکثر اوقات جب کسی فقہی مسئلے کی تحقیق کرنی ہوتی تھی تو اُن سے اس مسئلے کی وضاحت طلب کرتے تھے۔ جب یہ "حلِّ مشکلاتِ مسائل" کر دیتے تھے اور بعض پیچیدہ مسئلوں میں راہ خلاصی نکال دیتے تھے تو حضرت والاؒ بہت خوش ہوا کرتے تھے اور ان کے حق میں دعائیں کیا کرتے تھے۔ حضرت والا کی زندگی ہی میں یہ مراتب کمال و تکمیل کو پہنچ گئے تھے اور ان کی موجودگی ہی میں خلافت حاصل کر کے تعلیمِ طریقہ اور ارشادِ طلبہ کا کام انجام دینے لگے تھے۔ کمال "عقلِ معاد" کے ساتھ ساتھ "عقلِ معاش" میں بھی درجۂ کامل رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ایشاںؒ اکثر امور میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے اور ان کی رائے کو پسند فرماتے تھے۔ امورِ باطن میں بھی یہ حضرتِ والا کے رازدار تھے۔ حضرت مجدّدؒ کے جو اسرار ان کے درمیان رکھتے تھے اُن اسرار میں در سر اکم شریک ہوتا تھا، ان کو حضرت مجدّدؒ کے اسرارِ غامضہ اور معاملاتِ خاصہ کے ذریعے بشارت دی گئی ہے۔ امراضِ ظاہری والے ان کی توجہ سے شفا پاتے ہیں اور امراضِ باطنی والے ان کے تصرّف سے جمعیتِ قلب کی راہ اختیار کرتے ہیں ...... والسلام

مکتوب (۶) سلطان وقت حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کے نام:

(در ذکرِ مواعظ و اداشئے شکرِ نعمتِ امن و امان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ بعدِ حمد و صلوٰۃ

(۱) یہ لڑکا اپنے گہوارے میں اپنی سعادت بخت کو بیان کر رہا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ دُور چلے گئے اور یوں فرمایا کہ اے معاذ! میں تجھے تقویٰ اللہ، صدقِ کلام، وفائے عہد، ادائے امانت، ترکِ خیانت، رحم بر یتیم، حفاظتِ ہمسایہ، ضبطِ غصّہ، نرمیٔ کلام، بذلِ سلام، لزومِ امام، تفقہ فی القرآن، محبّتِ آخرت، خوفِ حسابِ آخرت، کوتاہیٔ آرزو، اور حسنِ عمل کی وصیت کرتا ہوں۔ اور منع کرتا ہوں اس بات سے کہ کسی مسلم کو بُرا بھلا کہے یا کسی کاذب کی تصدیق کرے اور صادق کی تکذیب کرے یا امامِ عادل کی نافرمانی کرے اور فساد فی الارض میں حصّہ لے ـــــ اے معاذ! اللہ کا ذکر کر، ہر شجر و حجر کے قریب اور ہر گناہ کی توبہ کر، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ طور پر اور علانیہ کی علانیہ[1] طور پر ـــــ (رواہ البیہقی فی کتاب الزہد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ ایک شخص سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ :- "یا رسول اللہ! میں خادم کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟" پس سکوت فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ کتنی مرتبہ معاف کروں؟ تو فرمایا کہ۔ ایک دن میں ستّر مرتبہ ـــــ (رواہ مسلم فی صحیحہ)

کمترین دعاگویانِ نیازمند ـــ حضرت سلطان الاسلام، ظل اللہ تعالےٰ علی الانام، باسطِ مہاد العدل والانصاف، ہادم اساس الجور والاعتساف، امیر المومنین انار اللہ برہانہٗ کی خدمت میں لکھتا ہے اور اظہارِ نیازمندی و خاکساری کرتے ہوئے نعمتِ امن وامان، رونقِ اسلام اور قوتِ شعائرِ اسلام کے ظہور پر شکر و ثنا کرتا ہے، نیز آپ کے لیے درازیٔ عمر شوکت و ظفر اور نصرت کی دُعا اپنے زاویۂ نامرادی اور گوشۂ شکستگی میں درویشوں کے ساتھ کرتا رہتا ہے، چونکہ یہ دُعا خلوصِ دل سے ہے اور پسِ پشت ہے، اس لیے اُمید ہے کہ قرینِ قبولیت ہوگی۔ آفتابِ دولت وسلطنت بر افقِ مجد وعلیٰ تاباں باد بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہِ الْاَمْجَادِ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَالتَّحِیَّاتُ وَالْبَرَکَاتُ۔

---

(۱) ظاہرِ حدیث سے تمسک کر کے بعض نے فرمایا ہے کہ علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ کرنا ضروری ہے اور محققین کے نزدیک یہ امر استحبابی ہے۔ (حاشیہ حصنِ حصین)

Marfat.com

مکتوب (۹) قاضی عنایت اللہ کے نام (نصائحِ ضروریہ میں)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡاَعۡلٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ کَمَا یَحۡرٰی۔

امابعد — صحیفۂ گرامی جو اس مسکین کے نام زد تھا، اس کے درود سے خوش اور مشرف ہوا۔ حمد رہا! ماسوی اللہ میں گرفتار ہونا امراضِ قلبیہ میں سے شدید ترین مرض ہے، اس کے ازالہ کی فکر کرنا بہت ضروری ہے ؎

درخانہ اگر کس ست یک حرف بس است

مکتوب گرامی پہنچنے اور مطالعہ کرنے کے بعد گم ہوگیا، جواب میں توقف اس وجہ سے ہوا کہ وہ خط مل جائے تو دوبارہ اس کو دیکھ کر جواب لکھا جائے، لیکن ابھی تک وہ خط نہیں مل سکا، ناچار چند کلمات لکھتا ہوں — تم نے اظہارِ شوق کیا تھا اور اپنے دردِ دل کی خبر دی تھی، اس شوق کو نعمتِ عظمیٰ اور اس درد کو سرمایۂ سعادت تصور کرو — ایک درویش نے فرمایا ہے کہ اگر نخواستے داد، نداد ے خواست " یعنی اگر اللہ دینا نہ چاہتا تو طلب کا مادہ نہ عطا کرتا —

اللہ تعالےٰ آتشِ شوق کو مشتعل اور شعلۂ طلب کو سربلند کردے، یہاں تک کہ اپنے ماسوا سے بیگانہ بنادے اور بے فائدہ کشمکش سے رہائی بخشے ۔۔ ۔۔ ۔۔ بزرگوں کا مقولہ ہے "دست بکار، دل بیار" - حضرتِ حق کا محلِ نظر دل ہے - دل کو پاک صاف رکھا جائے اور اُسے ماسوائے حق کے التفات سے یکسو کردینا چاہیئے ؎

ذکر گو ذکر، تا ترا جان ست — پاکئ دل ز ذکرِ رحمان ست،

وَالسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَعَلٰی سَآئِرِ مَنِ اتَّبَعَ الۡہُدٰی

مکتوب (۱۱) محمد باقر لاہوری کے نام (نصائحِ ضروریہ میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — صحیفۂ گرامی جو از راہِ محبت ارسال کیا

Marfat.com

تھا پہنچا۔ خوش وقت کیا۔ اسی طریقے سے اپنے حالات لکھتے رہا کرو کہ یہ توجہ غائبانہ کا ذریعہ ہے۔ جو کچھ اپنی سرگذشت لکھی تھی اور مقدماتِ طلب کا ذکر کیا تھا کہ اولاً وساوس کا ہجوم ہوا، پھر وساوس میں قلت ہو گئی، نیز حالاتِ حلاوتِ ذکر اور ظہورِ شوق و ذوق کے متعلق جو کچھ لکھا تھا یہ سب باتیں معلوم ہوئیں۔ کسی نے خوب کہا ہے :-

بوصلش تا رسم صد بار از پا افگند شوقم
کہ نو پروازم و شاخ بلندے آشیاں دارم

جب تم اس راستے میں آئے ہو تو مردانہ وار آؤ اور طلبگاری کے جو لوازم ہیں ان کو پورا کرو، شریعتِ غرّا کے "عروۂ وثقیٰ" کو ہاتھ سے نہ دو ـــــ سُننِ نبویّہ کو دانتوں سے مضبوط پکڑو ـــ بدعت سے اور صحبتِ بدعتی سے بچتے رہو ـــ کمرِ ہمّت کو خدمتِ مولائے حقیقی جلّ سُلطانہ، میں کس کر باندھ لو۔ درگاہِ قدس کی جانب کمالِ توجہ کو بڑی نعمت سمجھو اور جو چیز بھی اس دولتِ معنوی کی مانع اور منافی ہو اس سے سینکڑوں کوس دُور بھاگو، محبّت و اطاعتِ شیوخ پر قائم رہو کہ اس راہ کا مدار، اُن کی محبت و اطاعت پر ہے ... جس قسم کی اجازت تم کو دے دی گئی ہے۔ اس کے موافق عمل کرو۔ یہ اجازت اس لئے دی گئی ہے تاکہ چند آدمی یکجا مشغولِ ذکر رہیں۔ ہمارے طریقے میں تنہا بیٹھنے سے یہ روش بہتر ہے (کہ یکجا کئی اشخاص مشغولِ ذکر ہوں) تاکہ ایک دوسرے کا فیض ایک دوسرے پر منعکس ہو۔ یہ بات مُجازلہٗ (جس کو اجازت دی گئی ہے) کے کمال پر موقوف نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ "سرِ حلقہ" ہوتا ہے، اس ضمن میں خود اس کی تربیت بھی ہے اور اس کے مسترشدین کی تربیت بھی۔ حق سُبحانہٗ، درجاتِ کمال و اکمال میں ترقی عطا کرے اور خود بینی و پندار سے چھٹکارا دے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ وَالْبَرَكَاتُ الْعُلٰى۔

مکتوب (۱۴) اسلام خاں کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـــ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰى وَالصَّلٰوةُ

ل میر ضیاء الدین حسین بن محمد حافظ البدخشی الدھلوی۔ اسلام خاں شاہی خطاب تھا۔ عالمگیر کے باقی صفحہ ۱۷۵ پر

وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُجْتَبٰی وَعَلٰی سَائِرِ عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

التفات نامہ گرامی، جو بذریعہ ڈاک چوکی بھیجا تھا۔ پہنچا۔ چونکہ اس خط سے آں مشفق اور اس کے متعلقین کی سلامتی کی اطلاع ملی، اس لیے سبب فرحت فراواں ہوا۔ میری طرف سے کم کم خط پہنچنے کی تم نے شکایت لکھی ہے۔

کرما! فقیر اس معاملے میں بہت کاہل واقع ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس طرف کے جانے والے بھی کم ملتے ہیں۔ اُمید ہے کہ مجھے معذور رکھوگے۔ خدا نہ کرے کہ تمہاری نسبت میں کوئی فتور اور محبت میں کوئی قصور آئے، بلکہ اُمید ہے کہ جتنا زمانہ بڑھتا جائے گا، نسبتِ معنوی بڑھتی جائے گی اور جتنے ایّام گذریں گے آتشِ شوق مشتعل ہوتی جائے گی اور بادۂ محبت جوش میں آجائے گا ع

"شرابِ کہنہ را لذّت دگر دارد"

قدیم ملازم تھے، ان کی شاہزادگی کے زمانے میں دیوانِ سرکارِ شاہی سے منتخب تھے۔ بہت دلیر تھے۔ بہت سی جنگوں کو فتح کیا تھا۔ سالِ چہارم جلوسِ عالمگیری میں صوبہ داریٔ کشمیر ان کے سپرد ہوئی، پھر صوبہ اکبرآباد (آگرہ) کی صوبہ داری سے ممتاز ہوئے۔ آگرہ میں ایک ماہ بھی نہ گذرا تھا کہ ۱۰۷۴ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور مسافرِ مُلکِ بقا ہوئے۔ غنی کشمیری نے ان کی تاریخ وفات یوں کہی ہے ؎

"مرد اسلام خان والا جاہ"

صاحب المعارف والایقان میر محمد نعمان اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (جن سے خانِ مذکور کو بہت اعتقاد تھا) کے مقبرے میں مدفون ہوئے۔ اپنی حیات میں ایک مسجد نزدیکِ مزارِ میر محمد نعمان تعمیر کی تھی جس کی تاریخ ان الفاظ سے برآمد ہوتی ہے "بانی اسلام خاں بہادر"۔ عیدگاہِ کشمیر بھی ان ہی اسلام خاں کی بنوائی ہوئی ہے۔ ان کے لڑکے ہمت خاں بخشی میر عیسٰے تھے اور ان کی لڑکیوں میں ایک میر ابراہیم ولد میر محمد نعمانؒ کو منسوب ہوئی تھیں۔ اسلام خاں بڑے صاحب کمال تھے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ یہ شعر آپ کا مشہور ہے

؎ وسعتے پیدا کن اے صحرا کہ امشب در غمش ... لشکرِ آہِ من از دل خیمہ بیروں می زند

(مآثر الامراء جلد اوّل، نزہۃ الخواطر جلد ۵، قاموس المشاہیر جلد اوّل)

برچند کہ "کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ" مشہور بات ہے، لیکن محبت جس قدر کہنہ اور دیرینہ ہوتی ہے۔ نشہ دیگر لاتی ہے اور ثمرات بے اندازہ بخشتی ہے۔۔۔

والسلام

مکتوب (۱۵) اسلام خاں کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ بعد حمد و صلوٰۃ۔ احوال و اوضاع فقرائے ایں صدود مستوجب حمد ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے تمہاری ظاہری و باطنی سلامتی و استقامت چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ"۔[1] پس ضروری ہے کہ انسان اپنے حاصل کار اور نقدِ روزگار میں تامّل کرے اور خوب اچھی طرح دیکھے کہ روزِ موعود (قیامت) کے لیے جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی۔ اُس نے کیا مہیا کیا ہے؟ اور یہ بھی دیکھے کہ اُس کے حسنات میں سے کونسا عمل قابلِ قبول ہے اور کونسا لائقِ رد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو عبث اور مہمل نہیں پیدا کیا ہے اور نہ اُس کو بے نکیل چھوڑ دیا ہے کہ جو جی چاہے کرے اور جس طرح چاہے زندگی گذارے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد، وظائفِ بندگی کی ادائیگی اور تحصیلِ فنا و نیستی ہے جو کہ حاصلِ معرفت ہے۔ حق تعالیٰ "دینِ خالص" چاہتے ہیں، شرکت پر راضی نہیں ہیں، وہ مخالفتِ نفس کا بھی مطالبہ کرتے ہیں اور ہم بوالہوس ہیں کہ مرادِ نفس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور لذّتِ عاجلہ کی تحصیل میں کوشاں ہیں۔ "وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰہُ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ" (اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا، خود انھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے) ــــ دوستوں سے دعائے سلامتی، خاتمہ کی امید ہے۔ والسلام

---

[1] اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اُس نے کل (قیامت) کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔

Marfat.com

مکتوب (۱۶) محمدؐ صادق پسر نصیر خاں کے نام

(ان لوگوں کے رد میں، جو مسندِ مشیخت پر بیٹھ کر خلافِ شریعت اور گمراہ کن باتیں کرتے ہیں اور سوالات کے جواب) ۔۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بعد حمد و صلوٰۃ ـــــ مکتوب مرغوب جو ازراہِ محبت بھیجا تھا، پہنچا، خوش وقت کیا اور چونکہ وہ عافیت اور استقامت پر مشتمل تھا اس لیے اُس نے فرحت پر فرحت بڑھائی۔ شکر خدا کہ محبت فقراء سے خالی نہیں ہو اور کسی نہ کسی طریقے سے یاد کر لیتے ہو۔ تم نے اپنے علاقے کے بعض گمراہ کن لوگوں کے حالات لکھے ہیں اور ان کے معتقدات بھی بیان کئے ہیں ۔۔۔

تم نے لکھا ہے کہ وہ گمراہ لوگ بعث بعد الموت اس طریقے پر مانتے ہیں کہ یہ جسم خاک سے پیدا ہوا ہے، پھر خاک ہو جائے گا اور خاک سے گھاس اُگے گی اور گھاس حیوانات کھائیں گے، حیوانات کا گوشت انسان کھائے گا اس سے نطفہ بنے گا اور نطفے سے پھر آدمی پیدا ہو گا، وہ قیامت بھی اسی چکر کو قرار دیتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ قول مذکور، حشر و نشر اور روزِ قیامت کا صریح انکار ہے، جو کہ عین کفر و زندقہ ہے اور یہ قول اُن احادیث اور نصوصِ قرآنیہ کا انکار ہے جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت آئے گی، مُردے گور سے اُٹھیں گے، اوّلین و آخرین ایک جگہ جمع ہوں گے، حساب کتاب درمیان میں آئے گا، میزان برپا ہو گی، پُلصراط نصب کیا جائیگا مومنانِ تقویٰ شعار پُل صراط سے گذر کر بہشت میں جائیں گے، کافر دوزخ میں گر پڑیں گے اور عذابِ دائمی میں گرفتار ہوں گے۔ روزِ قیامت کا انکار، کفرِ صریح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۙ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۙ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۙ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۭ" (الیٰ آخر الآیات) (سورۃ الحاقہ)

لہ پھر جب صور میں یکبارگی پھونک ماری جاوے گی (مراد نفخۂ اولیٰ ہے) اور (اس وقت) زمین

باقی صفحہ ۱۷۶ پر

Marfat.com

تم نے یہ بھی لکھا تھا کہ گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ "نماز مردمِ ظاہر بیں کے واسطے ہے، ذکرِ قلبی وغیرہ خواص کے لیے ہیں، تمام انسان اور جمیع اشیاء ایسی عبادت میں مشغول ہیں جو عبادتِ ظاہری کے علاوہ ہے۔ اگرچہ وہ خود واقف نہ ہوں کہ ہم عبادت کر رہے ہیں اور شریعت کو آں سرور صلے اللہ علیہ وسلم نے ناقص العقل آدمیوں کے لیے مقرر کیا ہے تاکہ کوئی فساد اور خرابی برپا نہ ہونے پائے"۔ (نعوذ باللہ)

مخدوما! جو شخص نماز اور سائرِ احکامِ شرعیہ کو ایسا کہتا ہے انتہائی جہالت اور نقصانِ عقل کی بات ہے، نماز تو وہ ہے جس کو پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ستونِ دین فرمایا ہے۔ جس نے نماز کو قائم کیا، دین کو قائم کیا، جس نے نماز کو چھوڑا اپنے دین کو ڈھایا۔ نماز کو معراجِ مومن فرمایا ہے اور آپ نے اپنی راحت، نماز میں محسوس فرمائی ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں پائی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔

"اَرِحْنِیْ یَا بِلَالُ ۔ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ ۔۔۔ (اے بلال! مجھے راحت دو، اذان دے کر) ۔۔۔ (نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ ہے)۔

جو قرب، ادائے نماز کے وقت ہوتا ہے، وہ نماز کے باہر نہیں۔ حدیث میں آیا ہے:۔ "اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ اِلَی الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ" (بندہ اپنے ربّ سے سب سے زیادہ قریب نماز میں ہوتا ہے) ۔۔۔ اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

"درمیانِ بندہ و خدا جو حجاب ہے وہ نماز میں اُٹھا دیا جاتا ہے" ۔۔۔ نیز وارد ہوا ہے:۔ "اَلسَّاجِدُ یَسْجُدُ عَلٰی قَدَمَیِ اللّٰہِ فَلْیَسْجُدْ وَلْیَرْغَبْ" (سجدہ کرنے والا اللہ تعالےٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے، پس چاہیئے کہ سجدہ کرے اور رغبت کے ساتھ سجدہ

اور پہاڑ (اپنی جگہ سے) اُٹھائے جائیں گے، پھر دونوں ایک ہی دفعہ میں ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے تو اس روز ہونے والی ہو پڑے گی اور آسمان پھٹ جاوے گا اور وہ (آسمان) اس روز بالکل بودا ہوگا اور فرشتے (جو آسمان میں پھیلے ہوئے ہیں) اس کے کنارے پر آجاویں گے اور آپ کے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اُٹھائے ہوں گے۔ (بیان القرآن)

Marfat.com

کرے)۔

الغرض جو کمال بھی ہے، وہ احکامِ شرعیہ کی ادائیگی سے وابستہ ہے۔ شریعت سے علیحدہ ہو کر (کوئی کمال، کمال نہیں) ضلالت و گمراہی ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہؐ سب کے سب ادائیگیِ احکامِ شرعیہ کی دعوت دیتے ہیں، صراط مستقیم یہی ہے، اس کے علاوہ سب راستے شیاطین کے راستے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن ہمارے سمجھانے کے لیے) ایک خط کھینچا اور فرمایا: ۔ یہ اللہ تعالےٰ کا راستہ ہے" پھر کئی خط اس کے دائیں بائیں کھینچے اور یوں فرمایا کہ: ۔ یہ شیاطین کے راستے ہیں، ان میں سے ہر ایک راستے پر ایک شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی طرف بُلا رہا ہے اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

"وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ (الآیة)"

(رواہ احمد والنسائی والدارمی)

اس قول کو جو جمیع انبیاء کا متفق علیہ قول ہے اور جس پر تمام علمائے حق کا اجماع ہے۔ کسی کے خیالاتِ باطلہ کی بناء پر نہیں چھوڑا جا سکتا، شریعت کو ناقص العقل لوگوں کے لیے بتانا یہ عین کفر و الحاد ہے۔ اَعَاذَنَا اللهُ سُبْحَانَهٗ وَاِیَّاکُمْ مِنْ هٰذَا الْاِعْتِقَادِ...

تم نے یہ بھی (بطور سوال) لکھا تھا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے:۔

"اِنَّ اللهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ" (یعنی اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے) پھر خدا کو بیچون و بے نظیر اور بے نمونہ بھی کہتے ہیں۔ یہ عجیب حیرانی کی بات ہے۔"

مخدوما! کوئی حیرانی کا موقع نہیں ہے، دین کی جو بات یقین و تواتر سے ثابت ہوئی ہے اس پر اعتقادِ راسخ رکھنا چاہیئے۔ البتہ اس قسم کے الفاظ کو ظاہری معنیٰ سے ہٹا دیا جائے یا اس کا علم حق سبحانہٗ کے حوالے کر دینا چاہیئے۔ (درحقیقت) حق تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے کمالات سے آراستہ اور اپنے صفات سے موصوف کیا اور ان کو ایک کامل تر

آئینہ بنا دیا، پس جو مشارکت و مشابہت حضرت حق جل شانہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا ہوئی وہ مشارکت و مشابہت محض صورت میں ہے نہ کہ حقیقت میں۔ مثلاً علم ممکن کو دیکھو کہ وہ علم واجب کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتا ہے (کچھ بھی نہیں) ممکن کی قدرت، واجب کی قدرت کے آگے کیا حقیقت رکھتی ہے؟ اسی پر تمام صفات کو قیاس کر لو۔ پس کہا جا سکتا ہے کہ:۔ "اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ"۔ مشابہت صوری اور مناسبت اسمی کا اعتبار کر کے مجازی طور پر فرمایا گیا ہے۔ لفظ "علیٰ صورتہ" میں خود یہ نکتہ اور اشارہ موجود ہے کہ یہ مشارکت و مناسبت صورت و اسم میں ہے۔ حقیقت میں نہیں ہے۔ اس لیے کہ ممکن والے کمالات و اوصاف واجب کے صفات و کمالات کے آگے، اختلاف آثار کے اعتبار سے حقیقتِ دیگر رکھتے ہیں۔ سوائے نام اور صورت کے کوئی شرکت نہیں ہے۔ "مَا لِلتُّرَابِ وَ رَبِّ الْاَرْبَابِ" (چہ نسبت خاک را با عالم پاک)

تم نے یہ بھی لکھا تھا کہ:۔ قرآن میں آیا ہے: "اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ" (اللہ تعالےٰ ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے)۔ وہ کس طرح اور کس طریقے سے محیط ہے"۔ ــــــــ واضح ہو کہ احاطہ دو قسم پر ہے، اگر احاطے کو احاطۂ علمی قرار دیا جائے جیسا کہ محققین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے اور خود قرآن بھی اس احاطۂ علمی کو بیان کر رہا ہے۔ "وَ اَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا" تب تو کچھ بھی جائے تحیر اور محلِ شبہ نہیں ہے اور اگر علاوہ احاطۂ علمی کوئی اور احاطہ ثابت کیا جائے تو ہم کہیں گے کہ یہ احاطہ "احاطۂ جسم بجسم" کے قبیل سے ہے جو کہ تنزیہ و تقدیس کے منافی ہے۔ لہٰذا یہ منجملۂ متشابہات ہوگا، جیسا کہ قرآن میں یَدْ اور وجہ (اللہ تعالےٰ کے لئے) آیا ہے۔ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ اللہ تعالےٰ محیط ہے اور ہمارے ساتھ ہے اور اس احاطے کی کیفیت معلوم کرنے میں ہرگز مشغول نہ ہوں اور جو کچھ معلوم و مکشوف ہو، اللہ تعالےٰ کو اس سے منزّہ و مبرّا جانیں، متشابہات میں یہی طریقہ اسلم ہے۔ اگر ہمارے پاس ہوتے تو اس سے زائد اور کچھ بیان کیا جاتا، بمشیّتِ اللہ تعالےٰ ــــ فی الحال اسی پر اکتفا کرو۔ ...

مخدوما! اس قسم کے گمراہ کن لوگ جو ایسے معتقدات رکھتے ہوں (جن کا ذکر شروع میں آیا ہے)

Marfat.com

اور پھر اپنے آپ کو مسندِ مشیخت پر فائز کئے ہوئے ہوں، دین کے چور ہیں، ان کی صحبت سے دُور رہنا چاہیئے، یہ لوگ دین سے بالکل بیگانہ ہیں، ربقۂ اسلام سے باہر ہیں، دریائے ضلالت میں غرق ہیں، دوسروں کو بھی سیدھے راستے سے ہٹاتے ہیں۔

" ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا " (یہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا) ان لوگوں سے بچو! ان کی صحبت کو سمّ قاتل سمجھو، جو ابدی موت تک پہنچاتی ہے۔ شیر سے جتنا بھاگتے ہو، اس سے زیادہ ان کی صحبت و رویت سے بھاگو ـــــ تمہارے بھائیوں سے تعجب ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے معتقد ہوگئے ہیں اور اپنے دین و ایمان کو برباد کر رہے ہیں۔ عجب تر یہ ہے کہ تم نے لکھا ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے تربیت پا رہے ہیں۔ جس کے دین و ایمان میں کلام ہو وہ دوسرے کی تربیت کیا خاک کرے گا ؟

او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

ابھی کچھ نہیں گیا ہے، جب تک موت کے غرغرے کا وقت نہ آئے، دریائے توبہ کھلے ہوئے ہیں ـــــ (تمہارے بھائی) ایمان کو ہرگز برباد نہ کریں ـــــ خبر کردن شرط ست

ـــــ والسلام

مکتوب (۱۷) مرزا ابوالمعالی[1] کے نام (نصائحِ ضروریہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ بعد حمد و صلوٰۃ ـــــ صحیفۂ گرامی کے

---

[1] مرزا ابوالمعالی۔ پسر میرزا دالی۔ آپ اپنے والد کی وفات کے بعد بمنصب ہزاری و چہار صد سوار سرفراز ہوئے۔ اعلیٰ حضرت شاہجہاں کے چھبیسویں سالِ جلوس میں منصبِ دو ہزاری و پانصد سوار اور جاگیرداری و فوجداری سیوستان سے عزت پائی، اس کے بعد اکتیسویں سالِ جلوس میں صوبہ داری ترہت (علاقہ بہار) سے نوازے گئے۔ عہدِ عالمگیری میں گرانقدر انعامات حاصل کئے اور منصب میں اضافہ ہوا۔ فوجداری دربھنگہ صوبۂ بہار پر بھی فائز ہوئے۔ سالِ ششم جلوسِ عالمگیری میں حسب الحکم الہ وردی خاں فوجدار گورکھپور۔ ایک باغی کی سرکوبی اور گوشمال کے لئے آئے اور اسی علاقہ (گورکھپور) میں ۱۰۷۲ھ میں انتقال کیا ـــــ (ماخوذ از ماثر الامراء جلد سوم)

کے مطالعے سے مشرف و مفتخر ہوا ۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور جادۂ شریعت و طریقت پر استقامت بخشے ۔ تم نے لکھا تھا کہ نفحات الانس (مولفہ مولانا جامیؒ) سے بزرگوں کے حالات دیکھ کر اُن حالات کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کی گئی ، لیکن چونکہ وہ کوشش بغیر رہنمائی سالک تھی ، اس لیے اس کا کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوا اور کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی ۔

مکرما ! جو کچھ تم نے لکھا ہے ٹھیک ہے ، واقعی اس راہِ غیب الغیب میں مرشدِ کامل کی دستگیری کے بغیر راستہ چلنا اور سلوک طے کرنا بہت مشکل ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ " وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ " ـــــ جب کہ سلاطینِ مجازی کی بارگاہ میں بے وسیلہ باریاب نہیں ہو سکتی تو سلطانِ حقیقی و شہنشاہِ تحقیقی کی درگاہ میں تو وسیلہ بہت ہی ضروری ہے

مجھ مسکین کے بارے میں ازراہِ حسنِ ظن جو کچھ لکھا ہے وہ خود تمہاری بزرگی کی بات ہے اور تم نے اپنے ہی آئینے میں مجھ دُور از کار کو دیکھ لیا ہے ، ورنہ ؎

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے   وز ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے

ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ جو کچھ بزرگوں سے اس ہیچدان کو پہنچا ہے ، وہ طلبار کے درمیان لے آتا ہے ۔ بعض کو فائدہ بھی ہو جاتا ہے اور اکابر کے انفاسِ نفیس کی برکت سے اُن کے کمالات سے کچھ حصّہ مل جاتا ہے ۔

یہ مسکین تمہاری خدمت کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے لیکن کیا کیا جائے کہ طریقۂ نقشبندیہ کا دارومدار شیخ مقتدیٰ کی صحبت اور رابطۂ محبت پر ہے ۔ کشودگیٔ کار اور ترقی اسی سے متعلق ہے ۔ ہمارے بزرگوں کا طریقہ اتباعِ سنّت و اجتناب از بدعت ہے ۔ لہٰذا صحبتِ شیخ کامل میسّر آنے تک متابعتِ سُنّت پر مستقیم رہو ، اور سُننِ متروکہ کو زندہ کرتے رہو ، حدیث میں آیا ہے : ۔ " مَنْ اَحْیٰ سُنَّتِیْ بَعْدَ مَا اُمِیْتَتْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ " (یعنی جو میری مُردہ سُنّت کو زندہ کرے گا اس کو سَو شہیدوں کا ثواب ملیگا)

لہ وسیلہ کے اصل معنی " ذریعۂ قرب " ہیں ۔ اس لحاظ سے تمام طاعات و حسنات وسیلہ ہیں ۔ اور مرشدِ حقانی کی راہنمائی بھی قرب کا ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے ۔ مصحح

سنتِ متروکہ کا احیاء یہ ہے کہ خود عمل میں لائے اور اس کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ دوسروں کو بھی اس کی دلالت کرے، تاکہ دوسرے لوگ بھی اس پر عمل پیرا ہوں۔ ترقی اور حصولِ مراتبِ قرب، تمام تر اتباعِ سُنّت ہی سے وابستہ ہے۔ آیۂ کریمہ: "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" ـــــ اس حقیقت کی گواہ ہے۔
بدعت سے دُور رہو، بدعتی کی صحبت میں نہ بیٹھو، بلکہ اپنی مجلس میں بھی اُس کو جگہ نہ دو۔ حدیث شریف میں آیا ہے:-

"اَهْلُ الْبِدْعَةِ كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ"[1] ـــــ

اپنے اوقات کو اُن طاعات واذکار اور دُعاؤں سے معمور رکھو جو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور کتبِ حدیث میں مذکور ہیں۔ ۔۔ تکرارِ کلمۂ طیبہ ۔۔ ۔۔ جس قدر بھی ہو سکے کرو۔ ۔۔ تمام صوفیاء اس بات پر متفق ہیں کہ باطن کے روشن کرنے میں یہ کلمہ، ذکرِ قلبی کی مانند بے حد مفید ہے۔ ۔۔ حقائق آگاہ مولانا عبدالخالق جو کہ اسی جگہ کے باشندے ہیں اور مُدت تک ہماری صحبت میں رہے ہیں، صاحبِ حال وکمال شخص ہیں، کچھ عرصے سے مُلاقاتِ فقیر کی غرض سے (سرہند) آئے ہوئے ہیں، اگر دل چاہے تو لکھو تاکہ ان کو یہاں سے رخصت کر کے ان کے وطنِ مالوف بھیجدیا جائے اور وہ فقیر کی جانب سے سفارت کے طور پر تم کو شغل ومراقبہ کی تعلیم دیں، شاید اس طریقے سے راہِ ترقی کشادہ ہو جائے چونکہ بالفعل فقیر سے مُلاقات، بے مشقت میسّر نہ آسکے گی، اس لیے یہ طریقہ دل میں آیا ہے، آگے تم کو اختیار ہے۔ والسّلام علیکم!

مکتوب (۱۹) مُلا پایندہ محمّد کابلی کے نام (اُنکے سوالوں کے جواب میں)

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ـــ بعد حمد وصلوٰۃ ـــ تم نے جو خط

---

[1] اہلِ بدعت اہلِ جہنّم کے کُتّے ہیں۔

Marfat.com

فرزندی محمد عبداللہ کے نام لکھا تھا۔ پہنچا۔ اس میں چند سوالات درج تھے اور فقیر سے جواب کی درخواست کی تھی، لہٰذا جوابات لکھے جاتے ہیں، غور سے پڑھنا ــــــــ

پہلا سوال ــــ "یہ تھا کہ قرآن مجید اور حدیث قدسی میں صراحۃً آیا ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام "یَدُ اللّٰہ" سے پیدا کئے گئے۔ اگر یَد سے مراد قدرت لیں، تو آدم علیہ السلام کی اس تخصیص کی وجہ کیا ہے؟ اس لیے کہ دوسری مخلوقات بھی قدرتِ خدا ہی سے مخلوق ہوتی ہے اور اگر "یَد" سے مُراد قدرت نہ لیں (اور ہاتھ ہی مُراد لیں) تو جو جماعت جسمیتِ حق تعالےٰ کی قائل ہے۔ اُس کا مذہب تقویت پاتا ہے"۔ ــــ اس کا جواب یہ ہے کہ جائز ہے کہ "یَد" سے مُراد قدرت لیں، جیسا کہ متشابہات کی تاویل کرنے والوں کا مذہب یہی ہے اور آدم علیہ السّلام کی تخصیص اُن کی تعظیم و تکریم کی بنا پر ہے، حصر کے لیے نہیں ہے، جیسا کہ اس آیت:۔

"اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ" میں ہے کہ خاص بندوں کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف اُن کی تکریم کے سبب ہے، ورنہ سارے بندے نیک و بد اللہ ہی کے بندے ہیں۔

اس طرح کی مثالیں قرآنِ مجید میں بہت سی ہیں ــــ تخصیص در ذکر، نفس الامر میں تخصیص پر دلالت نہیں کرتی۔ اور اگر "یَد" سے قدرت مُراد نہ بھی لیں تو پھر حق تعالےٰ کے لیے ہاتھ کی صفت بے کیفیت ثابت کریں گے، جیسا کہ دوسری متشابہات میں ایسا کیا جاتا ہے۔ "مذہبِ مجسّمہ" کو تقویت تو اس صورت میں ہوگی، جب کہ اپنا جیسا جسمانی ہاتھ ثابت کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ اس سے وراءُ الوراء ہے۔

سوال دُوم: یہ تھا کہ ــــ "خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضؓ سے منقول ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ" ــــ اس مقولہ کے کیا معنےٰ ہیں؟"

جواب یہ ہے کہ اس مقولہ کی صحتِ نقل میں تردد و شک ہے۔ اس لیے کہ اگر شے کو عموم پر چھوڑ دیں تو لازم آتا ہے کہ عارف سے کوئی چیز بھی خواہ معارفِ وجوبی ہوں خواہ خواص کونی، مخفی نہیں رہتی حالانکہ یہ بات خلافِ واقع ہے، جب کہ سیّد انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو حکم ہو رہا ہے کہ :۔ "وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ" (یعنی اے نبیؐ کہہ دیجئے کہ اگر میں غیب کا علم جانتا ہوتا، تو تمام خیر جمع کر لیتا، اور کوئی تکلیف مجھے نہ چھوتی) ـــــ تو پھر دوسروں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

اور اگر شئے کو معارفِ باطنی کے ساتھ خاص کریں، تو بھی مشکل ہے، اس لیے کہ صوفیائے کرام کے یہاں یہ بات مسلّم ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک ولی اپنی ولایت و قرب سے خود آگاہ نہ ہو۔ چنانچہ بعض بزرگوں کا مقولہ ہے : "فَمِنَّا مَنْ عَلِمَ وَمِنَّا مَنْ جَهِلَ"۔ جب یہ بات ہے تو جمیع معارف تو درکنار رہے، صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں جو حضرات طبقۂ ولایت میں اعلیٰ ہیں، اُن میں سے اکثر کے شہود و مشاہدہ کے واقعات منقول نہیں ہیں اگر حضرت اویس قرنیؒ سے اس جملے کی نقل صحیح مان لی جائے تو پھر عبارت کو ظاہر سے موڑ لینا چاہیئے۔ بالفعل میرے دل میں یہ آیا ہے کہ مُراد یہ ہے کہ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الْمَعْرِفَةِ۔ بالفاظِ دگر جس کسی نے خدا کو پہچان لیا، وہ مقبولانِ خدا میں سے ہو گیا اور مقبول کو ضائع نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا اس کو جو کچھ راہِ معرفت میں درکار ہوتا ہے اس کی اطلاع کر دی جاتی ہے، یا تو بے واسطہ، بطریقِ الہام و کشف، یا بواسطہ پیر و مرشد ــــ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ۔

جواب سوالِ سوئم یہ ہے کہ :۔ اکابرِ طریق نے جو فرمایا ہے ۔ "اَلطَّرِيقَةُ كُلُّهَا أَدَبٌ"۔ اس میں ادب سے مراد ادبِ شریعت ہے اور آدابِ طریقت، جو کہ رعایت و متابعتِ شیوخ کا دوسرا نام ہے۔ سب کے سب آدابِ شریعت میں مندرج ہیں ۔ شریعت بیانِ شافی و کافی رکھتی ہے .. .. ۔ والسلام

مکتوب (۲۴) مُلّا مشتاق برکی کے نام

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَتَبْلِيغِ الدَّعَوَاتِ ۔ جو خط ازراہِ محبت ارسال کیا تھا۔ پہنچا ۔ مسرت بخش ہوا ۔ اس میں چند سوالات کیے تھے ۔ ان میں سے پہلا سوال یہ

---

۵۶ آپ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے خلیفہ ہیں ۔ (روضہ رکن دوم)

Marfat.com

ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے :- "إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا" ——— نیز ایک جگہ فرمایا ہے :- "اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا"۔ پس ان دونوں آیتوں کا مقتضیٰ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مقتدیٰ و متبوع قرار دیئے جائیں اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بالیقین افضل و اعلےٰ ہیں۔ یہی اشکال حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :- "إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" اس سے بھی وہی بات لازم آتی ہے جو آیتِ سابقہ سے لازم آئی تھی (یعنی افضلیت آدم علیہ السلام)

جواب — آیہ — "إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً" ——— میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ حکم، نوعِ انسان کی خلافت کا ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی خصوصیت نہیں ہے۔ چنانچہ جوابِ ملائکہ سے اس کا پتہ چل رہا ہے۔ انھوں نے کہا :- "أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ" ——— "فساد" اور "سفک دماء" (خونریزی) نوعِ انسان ہی سے ہے آدم علیہ السلام میں نہیں، اور اگر خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام کو مانا جائے تو یہ خلافت زمانہ حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ خاص تھی۔ "خلافتِ موبدہ" (ابدی) نہ تھی ——— خلافتِ موبدہ ماننے میں البتہ اشکال وارد ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا ہے :- "يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ" ——— اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی شان میں حدیث کے اندر وارد ہوا ہے "فَإِنَّ فِيهِمْ خَلِيفَةَ اللهِ الْمَهْدِيَّ" ——— اور اسی قبیل سے قطبِ ارشاد، غوث اور قطبِ مدار ہیں، جو ہر زمانہ میں ہوتے ہیں، ان کی قطبیت اور تمام مناصب انھیں کے زمانہ کے ساتھ خاص

---

[۱] میں آپ کو لوگوں کا پیشوا بناؤں گا۔ [۲] اتباع کیجئے آپ ملتِ ابراہیم کی یکسو ہو کر۔

[۳] میں زمین میں ایک جانشین پیدا کرنے والا ہوں۔ [۴] کیا آپ پیدا کریں گے اس کو جو کہ زمین میں فساد کرے گا اور خونریزی کرے گا۔

[۵] داؤد! ہم نے تم کو بنایا بادشاہ زمین میں۔

[۶] مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ میں "فان فیہم" کی بجائے "فان فیہا" ہے۔

خاص ہوتے ہیں۔۔۔۔ ہاں! ـــــ "اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا" یہ حکم عام اور مؤبد ہے ـــــ قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے:۔ "وَاِمَامَتُہٗ عَامَّۃٌ مُّؤَبَّدَۃٌ اِذْ لَمْ یُبْعَثْ نَبِیٌّ بَعْدَہٗ اِلَّا کَانَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ مَامُوْرًا بِاتِّبَاعِہٖ" ـــــ

چنانچہ آیہ ـ اِتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ ـــــ اسی پر دلالت کر رہی ہے۔ لیکن ان آیات کی رُو سے افضلیتِ آں سرور میں کوئی کمی نہیں آتی۔ مفسرین نے کہا ہے کہ "اِتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ" کا مطلب و مقصد یہ ہے کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کیجئے توحید میں یا دعوت اِلی الحق کی رَوش اور طور طریقے میں ـــ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نرمی و مُدارات کے ساتھ پے در پے دلائل پیش کر کے اور بقدرِ فہم مخاطب، مناظرہ کر کے دعوت دیتے تھے، آپ بھی ایسا ہی کیجئے۔

صاحب تیسیر نے بیان کیا ہے کہ اتباع نام ہے اُس راہ پر چلنے کا، جس پر متبوع چلا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباعِ ابراہیمؑ اس بنا پر تھی کہ آپ حضرت ابراہیمؑ کے بعد مبعوث ہوئے تھے۔ اس وجہ سے نہیں کہ آپؐ اُن سے مرتبے میں کم ہیں۔

ارشاد "اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عَلَی اللّٰہِ" کی رو سے یہ بات مُسلَّم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے اکرم و افضل ہیں اور فضیلت کے اندر آپ کا حصّہ تمام انبیاء و اصفیاء سے زیادہ ہے۔ اسی قبیل سے ہے یہ اَمر کہ وارد ہوا ہے "فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ"۔ اس سے بھی آپ کی افضلیت میں کوئی نقصان لازم نہیں آتا ـــــ ان سب باتوں کے باوجود میں کہتا ہوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ فاضل کو متابعتِ مفضول کا حکم کرتے ہیں اور اس سے فاضل کی فاضلیت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ـــــ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:۔ "وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ"

۱؎ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امامت عامہ اور مؤبدہ ہے۔ اس لئے کہ کوئی نبی ان کے بعد ایسا مبعوث نہیں ہوا جو ان کی ذریت میں سے نہ ہو اور ان کی اتباع کا مامور نہ ہو (اگرچہ وہ اتباع فی الجملہ ہو فی جمیع الاحکام نہ ہو)۔ ۲؎ میں اللہ کے نزدیک اوّلین و آخرین میں مکرم ہوں ۳؎ پس روشِ انبیاءؑ کی اقتداء کیجئے۔

دیکھو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے مشورے کا حکم ہو رہا ہے۔ جس میں ضمنی طور پر امرِ متابعت اصحاب کرام رضی اللہ عنہم بھی پایا جاتا ہے، ورنہ مشورے کا فائدہ ہی کیا ہوا؛ (باوجود اس کے یہ بات مسلم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مفضول ہیں) اس مقام کی تحقیق اور اس معاملے کی حقیقت، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ازراہِ کشف و عرفان اپنے مکاتیب میں بیان کی ہے، وہاں مطالعہ کرلیں۔۔۔۔ والسلام

مکتوب (۲۳) خواجہ عبداللہ[1] کولابی کے نام (آخری حصہ)

۔۔۔۔ تم نے لکھا تھا کہ:۔ "اگر کسی طالب کو یہ بات حاصل ہو جائے کہ وہ اُرواحِ طیبہ کا مشاہدہ، بچشمِ ظاہر کرنے لگے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔"

مخدوما! مشاہدۂ ارواح، خواہ بچشمِ سر ہو، خواہ بچشمِ باطن، کوئی کمال کی بات نہیں ہے اور منازلِ قرب کی کوئی منزل اس سے وابستہ نہیں ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ باطن، ماسواء کی "دید و دانش" سے آزاد ہو جائے۔ غیر کا نام و نشان دیدۂ باطن میں باقی نہ رہے ع

"تو مباش اصلا کمال این ست و بس"

اس قسم کی چیزیں جو سالکوں کو اثنائے راہ میں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ بالکل ایسی ہیں جیسا کہ علمِ بلاغت میں "محسنات بدیعی" ہوتے ہیں کہ وہ تحسینِ کلام کا فائدہ تو بخشتے ہیں لیکن بلاغت میں ان کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اُرواح کا مشاہدہ "محسنات" سے بھی کم درجہ رکھتا ہے۔ اس لیے کہ بسا اوقات اس قسم کے مشاہدات طلب سے باز رکھتے ہیں اور (سالک کے اندر) کمال کا وہم پیدا کر دیتے ہیں۔ ان امور (مشاہداتِ اَرواح) کا فائدہ، اگر مضرات سے خالی ہوں تو زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ طلبِ سالک میں معاونت کرتے ہیں اور ممدِ کار ہو جاتے ہیں (اور بس)۔۔۔۔

---

[1] آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں ہیں (روضۃ القیومیہ رکن دوم)

تم نے لکھا ہے کہ میں نے کچھ سوالات عریضۂ سابق میں کئے تھے، اُن کے جواب کا منتظر ہوں ــــــ

مخدوما! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا وہ خط فقیر کی علالت کے زمانے میں آیا تھا اُس وقت جواب لکھنے کی طاقت نہ تھی، بلکہ پڑھنے اور غور کرنے کی بھی ہمت نہ تھی۔ اب وہ خط ملا نہیں۔ معذور رکھیں۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی مَنْ لَّدَیْکُمْ۔

مکتوب (۳۴) شیخ امان اللہ نبیرۂ شیخ حمید بنگالی کے نام (آخری حصہ)

... تم نے بعض ظاہری پریشانیوں کا ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان پریشانیوں کو جمعیتِ قلبی کے ساتھ تبدیل فرمادے اور ماسواء کی کشاکش سے رہائی بخشے۔ اُس طرف سے (بنگال سے) جو مسلمان آتے ہیں اُن میں سے اکثر وہاں کے حاکم کی شکایت کرتے ہیں اور اُس کی بے دینی اور بدعملی سے نالاں ہوتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اہلِ اسلام اُس کے شر سے خلاصی اور اسکی سختی سے رہائی پاگئے۔ (یہ بات یاد رکھو کہ) ظلم حکام ہماری شامتِ اعمال کا نتیجہ ہے۔

"اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ" (تمہارے اعمال تمہارے حاکم ہیں) ــــ بس اپنی اصلاح کرنی چاہیئے اور تقویٰ میں مشغول رہنا چاہیئے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ[1] ط احبابِ سے دُعائے سلامتی خاتمہ کی اُمید ہے۔

ــــــ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

مکتوب (۴۰) ملا ابو محمد لاہوری کے نام (آخری حصہ)

... تم نے سرہند آنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے ... (بہت اچھی بات ہے)

---

[1] اور جو شخص ڈرا اللہ سے وہ اس کے لیے چھٹکارے کی سبیل نکال دیتا ہے اور رزق دیتا ہے اس کو اس جگہ سے کہ جہاں گمان نہ ہو اور جو شخص توکل کرتا ہے اللہ پر اللہ اس کے لئے کافی ہے۔

Marfat.com

ع "کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست"

اس دُور از کار سے جو درخواست کی ہے وہ تمہارے حسنِ ظن کی بات ہے ، ورنہ یہ فقیر اپنے آپ کو کسی قابل نہیں سمجھتا ۔ منازلِ قرب تک پہنچنا ایک کارِ عظیم ہے ۔ البتہ[1] اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ کی رو سے ممکن ہے کہ تمہارے حسنِ ظن کے موافق تمہارے ساتھ معاملہ کیا جائے ؎

می نواند کہ دہد اشک مرا حسنِ قبول　　　آنکہ دُر ساختہ است قطرۂ بارانی را

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا ۔ ۔ ۔

مکتوب (۴۳) خواجہ محمد حنیف کابلی کے نام

. . . گردشِ زمانہ اور انقلابِ اہلِ زمانہ سے رنجیدہ و ملول نہ ہوں اور زمانہ کے پست و بلند ہونے سے متغیر نہ ہوں ، بلکہ عبرت حاصل کریں ، ترساں و لرزاں رہیں ــــ تمام قلوب اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں ، وہی جس طرح چاہتا ہے قلوب کو گھماتا ہے " ع

پچیدہ بر ہمہ ایمانِ خویش می لرزم

اللہ کی خفیہ تدابیر اور اس کے استدراج سے بھی ڈرتے رہنا چاہیئے ــــ[2] عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ ۔ سب باتوں کو اللہ کی طرف سے سمجھنا چاہیئے اور سب کاموں کو اُسی کے سپرد کرنا چاہیئے ؎

از خدا داں خلافِ دشمن و دوست　　　کہ دلِ ہر دو در تصرفِ اوست

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ہ ــــ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا ــــ

---

[1] میں بندے کے گمان کے قریب ہوں ۔ (حدیث قدسی)

[2] اے مسلمانو! اپنے نفسوں کی حفاظت کرو ، تم کو کسی کا گمراہ ہونا ضرر نہیں پہنچائیگا ۔ اگر تم راہ پا گئے :

Marfat.com

مکتوب (۵۱) مرزا محمد ہادی کے نام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرۡہُمۡ

مخدوما! — وحدت و کثرت ایک دوسرے کی ضد ہیں ۔ طالبِ وحدت کو ترکِ کثرت ضروری ولابدی ہے ۔ جس قدر اسبابِ کثرت اپنے ساتھ رکھے گا اُسی قدر وحدتِ حقیقی سے دُور و مہجور رہے گا ۔ "وحدانی" ہونا چاہئیے ۔ طلب و محبّت کی حیثیت سے بھی اور علم و ارادہ کے لحاظ سے بھی ۔ تاکہ مناسبت پیدا ہو اور توحیدِ حقیقی تک پہنچے (بزرگوں کا مقولہ ہے) اَلتَّوۡحِیۡدُ اِسۡقَاطُ الۡاِضَافَاتِ —— (یعنی توحید نسبتوں کے ساقط کرنے کا نام ہے) ۔ اوقات کو ذکر و فکر میں معمور رکھو ۔ "تنویرِ باطن" میں کوشش کرو اس لیے کہ باطن، محلِ نظرِ مولٰے ہے ۔ تنویرِ باطن، دوامِ ذکر و مراقبہ سے متعلق ہے نیز وظائفِ بندگی کی بجاآوری، فرائض، سُنن اور واجبات کی ادائیگی اور بدعت و محرمات و مکروہات سے بچنے کے ساتھ مربوط ہے ۔ جس قدر بھی اتباعِ شریعت اور اجتناب از بدعت میں کوشش ہوگی، اُسی قدر نورِ باطن بڑھے گا اور "جنابِ قدس" کی طرف راستہ کشادہ ہوگا ۔ اتباعِ سُنّت، یقینی طور پر نجات دہندہ، نتیجہ بخش اور رافعِ درجات ہے احتمالِ تخلّف نہیں رکھتی اور اس کے ماوراء "خطر در خطر ہے" اور راہِ شیطان ہے ۔ فَالۡحَذَرُ کُلَّ الۡحَذَرِ ۔ فَمَا ذَا بَعۡدَ الۡحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ —— دینِ قویم (اسلام) کو، جو کہ وحیِ قطعی سے ثابت ہوا ہے ۔ سخنہائے باطل اور اوہام و خیالات کی بناء پر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا —— مَا عَلَی الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلَاغُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الۡہُدٰی وَ الۡتَزَمَ مُتَابَعَۃَ الۡمُصۡطَفٰی عَلَیۡہِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الصَّلَوٰتُ وَ التَّسۡلِیۡمَاتُ وَ الۡبَرَکَاتُ الۡعُلٰی ۔

مکتوب (۵۲) رفعت بیگ کے نام (آخری سطریں)

... ... اپنے فرزند کے انتقال کو لکھا تھا اور اس کی جُدائی کی وجہ سے طرح طرح

Marfat.com

کا غم و الم ظاہر کیا تھا ___ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ تقدیر و ارادۂ الٰہی پر رضامندی ضروری ہے ۔ مصائب ظاہر بہ طراوتِ معنویہ کے وسائل اور ترقیاتِ اُخرویہ کے سبب بن جایا کرتے ہیں ، اللہ تعالےٰ اجرِ عظیم عطا کرے ، راہِ ترقی کو کشادہ کرے اور نعم البدل عنایت فرمائے ___ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ___ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا ۔

مکتوب (۵۸) مُلّا قاسم ساکن روپڑ کے نام (آخری حصّہ)

مخدوما ! نماز معراجِ مومن ہے ، جو حالت اس کی ادائیگی کے وقت رُونما ہوگی وہ "حالتِ معراجیہ" کے ساتھ مناسبت رکھے گی اور تمام دیگر حالات سے ممتاز ہوگی تمام احوال کو نماز کے مقابلے میں وہ نسبت حاصل ہے جو صورت کو حقیقت کے مقابلے میں ۔ مثال کے طور پر دیکھو ، جو صورت آئینے میں نظر آرہی ہے اس کو اپنی اصل سے کیا مساوات حاصل ہے ؟ سوائے مماثلتِ صوری و مشارکتِ رسمی کے اور کچھ بھی نہیں ، کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

گر مصوّر صورتِ آں دلستاں خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش راچساں خواہد کشید

جس قدر بھی تکمیلِ نماز میں کوشش ، رعایتِ سنن و آدابِ سنن میں جدوجہد اور تطویلِ قرأت و رکوع و سجود میں سُنّت کی موافقت کروگے ، فیوض و برکاتِ نماز اسی قدر وارد ہوں گے ، نماز کا حسن و جمال اور کمال زیادہ سے زیادہ ظہور پذیر ہوگا ۔ دوستوں سے دُعا کی اُمید ہے .. .. والسلام

ملہ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے خلفاء میں سے ہیں ___ ترجمۂ روضۃ القیومیہ رکن دوم کے صفحہ ۲۴۵ پر آخوند قائم روپڑی کا نام فہرستِ خلفاء میں درج ہے ۔ غالباً کاتب کی غلطی سے قاسم کے بجائے قائم چھپ گیا ہے ۔

Marfat.com

مکتوب (۱۴) خواجہ محمد صادق بخاری مدنی کے نام

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ـــــ بَعْدَ اَلْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ مخدوما! فقرائے دُور اُفتادہ و دُور از کار اُمیدوار ہیں کہ روضۂ مقدسہ (گنبدِ خضرا) کے مجاور اور اُس آستانۂ عالیہ کے جاروب کش، نیز اُس "دیارِ پُر انوار" کے مُعتکف اور "اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ" کے زائرین، اُس شکستہ دل افگار کو بھی اُس بارگاہ سراسر اسرار، میں یاد رکھیں گے اور انتہائی عجز و انکسار کے ساتھ اس کا "سلام قبرانہ" پیش کریں گے۔ گاہے گاہے ایک "نگاہِ کرم" کی درخواست بھی اس مشتاق سرگشتہ کے لئے کردیا کریں گے۔ اس لیے کہ اس عاجز کے تمام کاموں کی دُرستگی موقوف "بر نیم نگاہ" ہے۔ کسی نے (اپنے محبوب سے مخاطب ہوکر) خوب کہا ہے:

از دردِ سرِ خمارِ ہستی رستن ۔۔۔ موقوف بیک نگاہ مستانۂ تست

تمہارے سب خطوط پہنچے، مسرت بخشی، لیکن ہماری طرف سے ارسالِ جواب میں کوتاہی ہوئی، بُعدِ مسافت (خود) عذر خواہ ہے۔ اس وقت تمہارے خطوط میں سے کوئی خط سامنے نہیں ہے، جس کو دیکھ کر اس کے مطابق کچھ لکھا جائے۔ بس ضبطِ اوقات میں کوشش کرو، موافقِ وقت و حال، اعمال و طاعات میں مشغول رہو اور طالبِ ترقی رہتے ہوئے اس بات کی کوشش ہو کہ آگے کو جو دن آئے، وہ بہتر حالت میں آئے۔ "مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ" (جس کے دو دن یکساں گذرے اور آگے کو ترقی نہ کی وہ ٹوٹے میں ہے)

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

مکتوب (۱۷) سیّد علی (بارہہ) کے نام

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ـــــ اللہ تعالیٰ مدارجِ قرب عنایت فرمائے۔

لہ آپ کو حضرت خواجہ محمد معصوم رح نے خلافت دے کر بھیجا تھا، بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم)

Marfat.com

صحیفۂ گرامی پہنچا۔ چونکہ "سلامتیِ دوستاں" پر مشتمل تھا۔ اس لیے بہجت و مسرت کا باعث ہوا تم نے توجہ کی درخواست کی ہے۔۔۔۔۔

مخدوما! جس شخص میں نشۂ محبت موجود ہے، وہ (خود) "معانیِ مکنونہ" جذب کرلیتا ہے اور باطنِ فیض دہندہ سے باندازۂ محبت اخذِ فیوض کرتا ہے اور موقع توجہ کا خیال رکھتا ہے۔ اگر (مرشد کی) توجہ بھی اس محبت کے ساتھ جمع ہو جائے، تو نورٌ علیٰ نورٌ ہے۔ اس کام (سلوک) میں سب سے اعلیٰ محبت ہے۔ توجہ، محبت کے بغیر کارگر نہیں اور محبت بے توجہ بھی کام کر جاتی ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ — حدیثِ نبویؐ ہے۔ محبت سلسلۂ وجود و ایجاد کو جنبش میں لائی ہے۔ اسی محبت نے گنجِ پنہاں کو ظاہر کیا ہے۔ اسی نے حسنِ پوشیدہ کو بے پردہ کر دیا ہے۔ بیشک حسن بے پردگی کا خواہاں ہے اور جمال تابِ مستوری نہیں رکھتا ؏

پری رو تابِ مستوری ندارد

یہ محبت، صفتِ محبوب کا مظہر ہے، جو کہ "حسنِ نظارگی" چاہتا ہے۔ محبوب کو ایک محب چاہیئے تاکہ اس کی صفتِ محبوبی آشکارا ہو جائے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

منم کاستاد را استاد کردم
غلامم خواجہ را آزاد کردم

جو محبت عاشق کی صفت ہے، وہ اسی محبت کا عکس ہے، جو معشوق کے ساتھ قائم ہے کیونکہ عاشق کا جو کمال ہے وہ کمالاتِ معشوق کا سایہ ہے۔ پس یہ اسی محبت کا ظہور ہے جو اس آئینے کے اندر اس لباس میں جلوہ گر ہے ؏

یک نشہ دو جا ظہور کردہ

عاشق "دقائقِ حسن" کو جتنا زیادہ سمجھے گا اور جمال و کمالِ معشوق کی معرفت میں جتنی زیادہ "چشمِ دوربیں" رکھتا ہوگا، صفتِ عشق اس میں اتنی ہی زیادہ بڑھی ہوئی ہوگی۔ اور وہ اتنا ہی زیادہ فریفتہ و شیفتہ ہو جائے گا ؎

آنرا کہ بہ حسنِ دیدہ تیز است
ایں عشق بلائے خانہ خیز است

Marfat.com

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۔۔ ۔۔ ۔۔

مکتوب (۷۲) میاں معقول کے نام (زیارت حرمین کی ترغیب و تشویق میں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَاِرْسَالِ التَّحِيَّاتِ

جو مراسلہ محمد عارف اور صوفی پایندہ کے ہاتھ بھیجا تھا، پہنچا۔ مسرت بخش ہوا۔ اظہار اشتیاق ملاقات کیا تھا۔ فقیر کو بھی مشتاق ملاقات جانیں۔ ۔۔ ۔۔ اللہ تعالیٰ آتش شوق کو مشتعل اور نار محبت کو سر بلند کرے تاکہ ماسوا سے پورے طریقے سے رہائی دے اور مطلب اعلیٰ تک پہنچائے ۔ اِنَّہٗ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۔۔ ۔۔ ۔۔

مخدوما! تم نے شوق زیارت بیت اللہ کا اظہار کیا ہے، اس کے مطالعے نے لذت اندوز کیا اور شوق کو برانگیختہ کر دیا ۔۔۔ ہاں! کسی مسلمان کو سفر کا ارادہ ہو، تو وہ ایسا ہی (متبرک) سفر اختیار کرے اور کوئی شوق دامنگیر ہو تو اسی دیار کا شوق ہو اس لیے کہ یہ بہترین جگہ ہے اور "مطلوب بے نشاں کا نشان رکھتا ہے" ؎

گفت معشوقے بعاشق کاے فتی — تو بغربت دیدۂ بس شہرہا

پس کدامیں شہر زانہا خوشتراست؟ — گفت آں شہرے کہ در وے دلبر است

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

"لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى"[1]

تم نے اس سفر کے بارے میں لکھا تھا کہ باعتبار مصلحت ظاہری کوئی اشارہ ہو، نیز اس بارے میں توجہ باطنی بھی فرمائیں (تو بہتر ہے)۔

---

[1] ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کے لیے شدِ رحال (سفر) نہ کیا جائے۔
۱۔ مسجد الحرام ۲۔ مسجد نبوی ۳۔ مسجد اقصےٰ

Marfat.com

مخدوما! مصلحتِ ظاہری کو تو تم ہی بہتر جانتے ہو اور مزاجِ سلاطین کو اچھی طرح سمجھتے ہو، ورنہ اس اعتبار سے کہ امرِ خیر ہے، عینِ مصلحت ہے — توجہِ باطنی — جو کی گئی، تو اس سفر کا کرنا قوت کے ساتھ نہیں معلوم ہوا، اور منع بھی مفہوم نہیں ہوتا، الغرض اگر تم پر حج فرض ہو گیا ہے اور علماء قطعی طور پر تمہارے لئے اس کی فرضیّت کا حکم کرتے ہیں تو دریافت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تمہیں توقف ہے اور علماء بھی فرضیت کا قطعی حکم نہیں کر رہے ہیں، پس مختار ہو مشورہ اور استخارہ کر لو۔

وَالسَّلَامُ اَوَّلاً وَّ آخِراً ——

مکتوب (۴۷) محمد سعیدؒ سارنگ پوری کے نام (درمیان سے)

.. .. جس راہ پر پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے ہیں، وہی "راہِ اجتبا" ہے محبوبیتِ ذاتیہ سے نکلی ہے، اس راہ پر چلنا ہی راہِ شریعت پر چلنا ہے، جو شخص چاہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلے وہ راہِ شریعت کو پورے طریقے سے اختیار کرے، اتباعِ سُنّت و اجتناب از بدعت پر راسخ ہو اور کتاب و سُنّت کی دو شمعوں کے درمیان چلے، تاکہ بدعت کی تاریکیوں اور شیاطین کی راہوں میں مُبتلا نہ ہونے پائے .. .. وَالسَّلَامُ اَوَّلاً وَّ آخِراً

مکتوب (۴۸) سیّد محمّد بیگ بلخی[1] کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ تعالےٰ جادۂ شریعتِ غرّا و سُنّتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقیم رکھے ۔ مکتوبِ مرغوب پہنچا، مسرّت بخش ہوا۔

---

[1] آپ بھی خلفاء خواجہ محمد معصومؒ میں سے ہیں۔ (روضہ رکن دوم)

Marfat.com

شکرِ خدا کہ مطالبۂ پادشاہی سے نجات مل گئی — اُمیدوار رہو کہ قرض سے بھی نجات حاصل ہو جائے گی۔

"اَللّٰهُمَّ[1] اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" ——— (الحدیث)

اس دُعا کو قرض سے نجات پانے کے لیے تضرّع وزاری کے ساتھ اکثر پڑھتے رہا کرو، اپنے اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھو۔ طاعات و عبادات کی طرف راغب رہو۔ اخیر شب کی بیداری کو عزائم امور میں سے سمجھو۔ کلمۂ طیبہ کی تکرار کر کے اپنے مرادات و مقاصد کی نفی کرو، تاکہ صحنِ سینہ میں کوئی مراد و مقصود سوائے حق جلّ مجدہٗ کے باقی نہ رہے ؎

ایں کار دولت ست کنوں تاکرا دہند

...... والسلام

مکتوب (۸۷) رعایت[2] خاں کے نام (درضا بقضاء کے بیان میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ

صحیفۂ گرامی نے مشرّف کیا، جو کچھ درد و محن و آلام، برادرِ دینی نور محمد کی زبانی مجھ تک پہنچائے تھے وہ سب معلوم ہو گئے اور احبّاء کے صدمے کا سبب ہوئے۔

اشفاق پناہا! جو کچھ بندے پر گذرتی ہے سب تقدیرِ خداوندی اور ارادۂ ازلی ہے:

"مَآ اَصَابَ[3] مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ

---

[1] اے اللہ! حلال کے ذریعے مجھے حرام کی روزی سے بچا اور مجھے اپنے فضل کے ذریعہ اپنے غیر سے مستغنی و بے پرواہ کر دے۔ [2] امرائے شاہجہانی و عالمگیر شاہی سے تھے، فوجداری سیوستان پر متعین تھے، وہیں ۱۰۸۳ھ میں فوت ہوئے۔ (تاریخِ محمدی قلمی رضا لائبریری رام پور)

[3] نہیں پہنچی کوئی مصیبت زمین پر، یا تمہاری جانوں میں، مگر لکھی ہوئی ہے وہ ایک کتاب میں (محفوظ ہیں) اس سے پہلے کہ ہم اس مصیبت کو پیدا کریں۔

Marfat.com

قَبْلِ اَنْ نَّبْرَأَ هَا" ــــ اس حقیقت پر دلالت کر رہی ہے، سوائے رضا وتسلیم کے کوئی چارہ نہیں ہے، بلکہ چونکہ وہ فعلِ محبوب ہے اس لیے محب کو چاہیئے کہ اس سے لذت اندوز ہو اور کشادہ پیشانی کے ساتھ اس کا استقبال کرے، اور اس ضمن میں الطافِ ربّانی کا منتظر رہے۔ فقیر کو دُعا و توجہ سے فارغ نہ جانیں اور لوازم دوستی سے بیکار تصور نہ فرمائیں۔ کشودِ کار کے منتظر رہیں اور رحیم کارساز کی رحمت کے اُمیدوار۔ اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھیں، توشۂ گور و قیامت کو مہیا کریں۔ جو گھڑی گذر رہی ہے اتنی ہی عمر میں کمی آ رہی ہے اور "اجلِ مسمّیٰ" نزدیک تر ہوتی جا رہی ہے۔ اس فرصتِ قلیل میں ذکرِ کثیر کے ساتھ مشغول رہنا چاہیئے اور مولائے حقیقی کو راضی کر لینا چاہیئے۔ اس کی معرفت حاصل کی جائے، اس دُنیائے فانی میں یہی مطلوب ہے۔ تمہارے خط میں ازراہِ شکایت لکھا ہوا تھا: ــــ از رفتارِ فلک واژگونِ ناہنجار

مہربانِ من! خالقِ خیر و شر بے واسطہ حق تعالےٰ ہے اور تمام حوادث اس کی قضا و قدر سے تعلق رکھتے ہیں۔ فلک اور غیر فلک کو ان حوادث میں کوئی دخل نہیں ہے۔ مذہبِ حکماء یہ ہے کہ وہ حوادث کو عقلِ فعّال کے ساتھ.. جس کا نام انھوں نے عقلِ فلکِ نہم [۹] رکھا ہے.... منسوب کرتے ہیں.... اہلِ اسلام سرے سے "عقلِ فعّال" ہی کے قائل نہیں ہیں اور اس عقیدے کے ماننے والوں کو گمراہ بتاتے ہیں' فلک بیچارہ.. ... جو خود اپنے کام میں حیران و سرگرداں ہے۔ کیا حیثیت رکھتا ہے کہ حوادث اس کی عقل یا اُس کی حرکات سے منسوب کئے جائیں۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا

مکتوب (۸۹) بیکے از نساءِ صالحات ـ ایک نیک بی بی کے نام

(آخری حصّہ)

.. .. جو کچھ خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ بزرگ درویشوں کی ایک جماعت کے ہمراہ تشریف لائے اور تم اس وجہ سے کہ قلعہ "فرنجیاں" میں محبوس ہوگئی تھیں اور

Marfat.com

دروازۂ قلعہ کو تم پر بند کردیا گیا تھا... تم گریہ وزاری کررہی تھیں.. ۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا "کیوں گریہ وزاری کررہی ہو؟ میں آگیا ہوں تاکہ تم کو فرنگیوں کی قید سے آزاد کردوں، (چنانچہ) دروازۂ قلعہ کھولا اور فرمایا کہ جہاں جی چاہے جاؤ"۔

یہ خواب بشارت ہے ۔ شرِ اعدائے آفاقی و انفسی سے چھٹکارے کی۔ جس طرح حضرت خواجہؒ کے قدوم کی برکت سے مفسدوں کی شرارت سے خلاصی ملی۔ اُمید ہے کہ اُنکے انفاسِ نفیسہ کی برکت سے "اعداء انفسی" سے بھی چھٹکارا ملے گا اور بغیر مزاحمت اعداء انفسی، ترقی نصیب ہوگی، نیز مراتبِ قرب سے نزدیکی ہوگی۔ لکھا تھا کہ "الحمدللہ دو حصّے غفلت چلی گئی ہے اور ایک حصّہ باقی ہے"۔ جس قدر بھی غفلت زائل ہو جائے اور حضوری نمودار ہو، نعمت ہی نعمت ہے۔ کوشش کرو کہ تمام غفلت، باطن سے چلی جائے اور ایسی حضوریؑ تام حاصل ہو جس کے بعد غیبت نہ ہو ——— والسّلام

مکتوبؑ (۹۱) خواجہ محمدؐ صدّیق بدخشیؒ کے نام

(در اظہارِ فراقِ حضرت مجدّد الف ثانیؒ)

لہ اس مکتوب کے متعلق جامعِ مکتوبات نے لکھا ہے کہ یہ مکتوب در اصل بہت طویل تھا لیکن اس کے کچھ اوراق گُم ہو گئے، جو حصّہ دستیاب ہوا اس کو نقل کر لیا گیا۔

لہ آپ کشم (علاقہ بدخشان) کے رہنے والے تھے۔ ایامِ جوانی میں ہندوستان آئے، چونکہ شعر و شاعری میں دستگاہ رکھتے تھے، اس لئے محبّ الفقراء والشعراء عبدالرحیم خانخاناں کی صحبت اختیار کی۔ اسی زمانہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر سلسلۂ نقشبندیہ میں منسلک ہو گئے۔ شعر گوئی کے مشغلے کی وجہ سے حضرت خواجہ کی زندگی میں ترقیٔ روحانی کا موقع نہیں ملا۔ حضرت خواجہؒ کے وصال کے بعد آپ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی خدمت میں آئے اور کامیاب ہوئے۔ آپ حضرت مجدّد الف ثانیؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ ہی نے رسالہ مبدأ و معاد کو حضرت مجدّدؒ کی بیاض

سے ایمان لاؤ: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ خدامِ حقائق آگاہ، معارف انتباہ، دعا و نیازمندی، اس عاصی و مہجور کی قبول فرمائیں ۔ چند سطریں، سوزشِ سینہ اور غمِ دیرینہ سے متعلق، صفحۂ قرطاس پر لکھی ہیں ۔ اس مضمون کو بطورِ ہدیہ آں عزیز الوجود کو ارسال کیا جا رہا ہے ۔

مخدوما! حضرت قطب الاقطاب، زبدۃ المحققین، وارث المرسلین (حضرت مجدد الف ثانی) کے فراق کا غم، جتنا زمانہ گذرتا جاتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا جاتا ہے اور جتنا زیادہ پرانا ہو رہا ہے تازہ ہو رہا ہے ۔ خصوصاً اس زمانہ میں اس مشتاق پر اس یگانۂ آفاق کے فراق سے عجیب انتشار رونما ہو گیا ہے ۔ اس مجلس بہشت آئین کی یاد سے جگر کباب اور دیدہ پُر آب ہوا جاتا ہے ۔ اگر تمام عالم میں گشت لگائیں تو اس "بند" فی اللہ اجتماع کو کہاں دیکھیں گے ؛ وہ فیوض و برکات، کہاں پائیں گے ؛ وہ معارف، وحقائق اور وہ نزاکتیں جو ذات و صفاتِ باری تعالےٰ کے بارے میں وہ بیان فرمایا کرتے تھے اور ہر شخص ان کو سُنتا تھا، اب کس سے سُنیں گے ؟ وہ اسرار جو "محرمانِ خاص" سے بیان ہوتے تھے، اب کہاں سے ظہور پذیر ہوں گے ؟ وہ "معاملاتِ مخصوصہ" کہ محرمانِ راز میں سے بھی ایک یا دو سے زیادہ آدمیوں کو ان کے سُننے کی گنجائش نہ تھی، کس سے مسموع ہوں گے ؟ وہ اسرار و معاملات کہ کوئی فرد ان کا محرم نہ تھا اور "سر بمہر" مدفون ہو گئے، وہ جُدا رہے ۔

بہت مرتبہ ایسا ہوا کہ کوئی درویش حضرت والا کی خدمت میں کچھ دریافت کرنے یا احوالِ

خاص سے نقل کر کے جمع کیا ہے ۔ آپ کو حضرتِ مجدد کے علوم و معارف سے خاص مناسبت تھی ۔ مکتوباتِ امام ربانی میں آپ کے نام بھی بہت سے مکتوبات ہیں ۔ آپ نے مثنوی مولانا روم کے وزن پر ایک مثنوی لکھی ہے جس میں چین کے شیشہ گر کی حکایت نظم کی ہے اور وہ حق الیقین کی بہترین تعبیر ہے ۔ ایک دوسری مثنوی بوزنِ خسرو شیریں لکھی ہے اور ایک دیوان فارسی میں ہے (زبدۃ المقامات) سید کمال محمد سنبھلی نے اسرار یہ میں لکھا ہے کہ آپ کی وفات ۱۰۵۱ھ کو دہلی میں ہوئی اور مقبرہ خواجہ باقی باللہ میں دفن ہوئے ۔ (نزہۃ الخواطر ۔ جلد ۵)

Marfat.com

باطنی بیان کرنے آیا ہے اور ان کی حضوری میں پہنچ کر تمام استفسارات اُس کے صحنِ سینہ سے چلے گئے اور احوال و مواجید میں سے کچھ بھی نہ رہا۔ جس طرح طلوعِ آفتاب ظلمتِ شب کو ختم کر دیتا ہے اُسی طریقے سے حضرتِ والا کا دیدار تمام امورِ مذکورہ کو ختم کر دیتا تھا۔ اس اثناء میں بعض اوقات حضرتِ والا اُس درویش سے دریافت فرماتے تھے کہ ہاں میاں بیان کرو کیا حال ہے؟ یا کوئی بات دریافت کرو؟ لیکن وہ بیچارہ خود رفتہ ہو جاتا تھا۔ اس کی زبان بند ہو جاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہے ؎

خرد از دیدنش تسبیح خواناں ، گریزد ہمچو قمر توت از جاناں

بس وہ شخص ہاں یا نہیں کچھ نہیں بول سکتا تھا اور اپنے حال کی نفی و اثبات کے متعلق کچھ بھی لب کشائی نہیں کر سکتا تھا۔ ۔۔ والسلام

مکتوب (۹۲) شیخ امام الدین پنجابی کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ ــــ

احوال و اوضاع یہاں کے فقراء کے مستوجبِ حمد ہیں۔ مکتوبِ مرغوب جو کر برسوں کے بعد آیا، اور وہ بھی بتقریبِ سفارش۔ مسرت بخش ثابت ہوا، عدمِ ملاقات اور عدمِ حاضری کے عذر بھی لکھے تھے وہ بھی معلوم ہوئے۔

مخدوما! حق اللہ، تمام حقوق پر غالب ہے اور معرفۃ اللہ، اہم مقاصد میں سے ہے۔ ایمانِ حقیقی، معرفت ہی سے متعلق ہے ۔۔ یہ وہ ایمان ہے جو کہ خلل سے محفوظ ہوتا ہے اور زوال سے مصئون ــــ اور جو ایمان، معرفت سے پہلے حاصل ہے وہ ایمانِ مجازی ہے کہ زوال سے محفوظ نہیں ہے۔ آیتِ قرآنی میں جو آیا ہے:۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" ــــ

لہ خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم)

لہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ

Marfat.com

اوراد عبۂ ماثورہ میں جو وارد ہوا ہے :-

" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا لَّیْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ " [1]

گویا اسی ایمانِ حقیقی کی طرف اشارہ ہے ۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ طالبِ معرفت ہونا چاہیئے اور جہاں کہیں اس معرفت کی خوشبو مشامِ جان میں پہنچے، اس کے درپئے ہونا چاہیئے ۔ اس سلسلے میں (کچھ عرصہ کے لئے) خانماں چھوڑنا چاہیئے اور "خویش و فرزندان" کو الوداع کہنا چاہیئے، اس لئے کہ اللہ تعالےٰ سب سے زیادہ محبوب و مرغوب ہیں۔ اُن کا حق سب کے حقوق پر غالب ہے ۔ یہ آیۂ کریمہ :

" قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا الآیۃ " (سورۂ توبہ) [2]

اسی حقیقت پر دلالت کر رہی ہے ۔

مخدوما ! عذر آمیز باتیں اسی وقت تک ہیں، جب تک آتشِ شوق اور جنونِ طلب، دل میں پیدا نہ ہو۔ جب تک یہ آگ بھڑکتی ہے اور جنونِ طلب شعلہ زن ہوتا ہے۔ سب باتیں ختم ہو جاتی ہیں اور زبانِ عذر بند ہو جاتی ہے۔ پھر جذبِ الٰہی، پیشانی کے بال پکڑ کر بسوئے معشوق لے جاتا ہے اور کوئے محبوب میں پہنچا دیتا ہے۔ بیشک راہِ عشق میں کچھ جنون بھی درکار ہے اور قیدِ عقل سے کچھ کچھ رہائی بھی ضروری ہے ؎

دل اندر زلفِ لیلےٰ بند و کار از عقلِ مجنوں کن　　که عاشق را زیاں دارد مقالاتِ خردمندی

---

[1] اے اللہ! میں ایسا ایمان مانگتا ہوں جس کے بعد کفر نہ ہو۔

[2] کہہ دیجئے اگر تم کو اپنے آباء، اپنی اولاد، اپنے بھائی، اپنی بیویاں، رشتے دار اور وہ مال جس کو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو (اگر تم کو) یہ سب چیزیں، اللہ، اس کے رسولؐ اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہیں تو تم منتظر رہو —— تا آنکہ اللہ تعالےٰ [illegible]

Marfat.com

ہاں پیری و ضعفِ بدنی اور ضعفِ بصری البتہ صحیح اور معقول عُذر ہو سکتے ہیں۔ والسّلام

مکتوب (۹۳) خواجہ امان اللہ قاضی زادہ برہان پور کے نام

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ـــــ بَعدَ الحَمدِ وَالصَّلوٰۃِ وَ تَبلِیغِ الدَّعوَات
تم نے لکھا تھا کہ:-

"بعض دفعہ نماز میں ایسی حالت نمودار ہوتی ہے کہ گویا میں حضرت صمدیت سے تکلّم کر رہا ہوں اور کوئی حجاب و پردہ درمیان میں نہیں رہا ہے اور ایسا مست و بیخود ہو جاتا ہوں کہ نماز بھی فراموش ہو جاتی ہے۔ پھر اپنے آپ کو قابو میں لاکر ہوش میں آتا ہوں۔ ناگاہ رقّت و عجز کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ یہی حالت تلاوتِ قرآن وغیرہ میں ظاہر ہوتی ہے۔"

سعادت آثارا! یہ جو کچھ بھی وارد ہوتا ہے، بلند و مبارک ہے۔ نماز معراجِ مومن ہے، جو کیفیت نماز میں پیدا ہوتی ہے وہ تمام اذواق و کیفیات سے ممتاز ہے اور چونکہ نماز میں تلاوتِ قرآنِ مجید بھی ہے اور حدیث میں آیا ہے: "مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّحَدِّثَ رَبَّہٗ فَلْیَقْرَأِ الْقُرْاٰنَ [1]" اس لئے تلاوتِ قرآن گویا کہ اپنے پروردگار سے کلام کرنا ہوا۔ وہ تلاوت جو نماز میں واقع ہو، وہ تو خصوصیت کے ساتھ بڑا درجہ اور بہتر نتیجہ رکھتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ "[2] قُرْاٰنٌ فِیْ صَلٰوۃٍ خَیْرٌ مِّنْ قُرْاٰنٍ فِیْ غَیْرِ صَلٰوۃٍ (الحدیث) پس اگر یہ حقیقت (جو تم نے بیان کی ہے) نماز میں۔ جس کی شان

---

[1] جو شخص یہ چاہے کہ اپنے رب سے گفتگو کرے، پس وہ قرآن پڑھے۔

[2] نماز میں قرآن پڑھنا بمقابلے خارج میں پڑھنے کے زیادہ افضل ہے۔ روایت بیہقی کے لفظ یہ ہیں:- "قراءۃ القرآن فی الصّلوٰۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصّلوٰۃ الخ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

میں حدیث میں آیا ہے۔ "اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلوٰۃِ"۔[1]
جلوہ گر ہو اور تکلم کی کیفیت ظاہر ہو تو گنجائش ہے۔۔۔ اور اگر مُصلّی، رفع حجاب محسوس کررہا ہے تو بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نماز میں وہ حجاب جو بندہ و پروردگار کے درمیان ہے اُٹھالیا جاتا ہے۔ نماز ایک محبوب دلربا ہے، جب باطنِ مُصلّی پر اس کے جمالِ باکمال کا پَرتو پڑتا ہے اور اس کے حُسن و خوبی کا ظہور ہوتا ہے تو مُصلّی کو مست و بے شعور اور از خود رفتہ کردیتی ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت جعفر صادق رضؓ ایک مرتبہ نماز میں تھے کہ بیہوش ہوکر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو اُن سے دریافت کیا گیا۔ انھوں نے فرمایا کہ ایک آیتِ قرآنی کی تکرار کررہا تھا حتیٰ کہ اس کے متکلم سے میں نے سُنا۔

تم نے لکھا تھا کہ:۔ "میں رمضان میں معتکف تھا کہ ۲۷ کی شب میں "چیز ہائے گوناگوں" میں نے مشاہدہ کیں، وہ رات بڑی روشن و پُرنور تھی، ناگاہ مجھ پر ایک حالت و کیفیت ظاہر ہوئی اور ایسا محسوس ہوا کہ گویا یہ شب، شبِ قدر ہے"۔

مخدوما! اس فقیر نے بھی اور "یارانِ دیگر" نے بھی اسی ۲۷ رمضان کی شب میں "انوار و برکاتِ بیحد" مشاہدہ کیے اور شبِ قدر کا گمان کیا۔ وَالْغَیْبُ عِنْدَ اللہِ
خوابیں جو لکھی ہیں اور آنحضرت صلعم نے عالمِ رویا میں جو تم کو پیرہنِ مُبارک عطا فرمایا ہے۔ یہ سب خوابیں اعلیٰ درجہ کی ہیں۔ اللہ تعالےٰ مراتبِ کمال و اکمال میں ترقی عنایت فرمائے۔ والسلام۔

مکتوب (۹۷) شیخ فقیر اللہ بنگالی کے نام (نصیحت)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔۔۔ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلوٰۃِ وَ تَبْلِیْغِ الدَّعَوَاتِ۔۔ ۔۔ ۔۔

---

[1] نماز میں بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں
اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَ ھُوَ سَاجِدٌ " الخ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

جہان آباد سے جو خط ازراہ محبت روانہ کیا تھا، پہنچا، اور پٹنہ سے جو خط بھیجا تھا وہ بھی مل گیا۔ اوقات کو طاعات و عبادات اور ذکر و فکر میں صرف کرو۔ سفر طویل کے لئے زادِ راہ مہیا کرو۔ آیۂ کریمہ۔ "وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ"[1] کے مضمون پر خوب غور کرو "گوشۂ نامرادی" اور زاویۂ مسجد کو نہ چھوڑو، مساکین اور اہلِ جمعیت کے ساتھ رہو، اہلِ تفرقہ اور اُمراء سے دُور رہو اور بے ضرورت ان کے پاس نہ بیٹھو۔ "وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ"[2] کو پڑھو۔ طالبانِ حق جلّ مجدہٗ کی خدمت اور دلجوئی کرو، اپنی توجہات کو اُن سے نہ ہٹاؤ۔ دوستانِ دُور افتادہ کو دُعائے خیر و سلامتیِ ایمان سے یاد رکھو۔ ...

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا۔

مکتوب (۹۸)[3] خواجہ مکّی کے نام

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ۔ جو مکتوب بھیجا تھا، پہنچا۔ مسرّت بخشی۔ نسبتِ باطن کو عزیز رکھو، اور اس کی محافظت اچھی طرح کرو۔ ممکن ہے کوئی پھول گلہائے معرفت میں سے تمہارے باطن میں بھی شگفتہ ہو جائے اور وہ نویدِ قرب اور بوئے وصال لائے ...... اور ہستیِ موہوم کو درمیان سے اُٹھا دے، نیز "عدمیتِ ذاتی" کو دکھلا دے اور حضوری خود بخود جلوہ گر ہو جائے۔ کوشش کرو کہ وقت، بیکاری میں ضائع نہ ہو۔ "باطلِ حق نما" اپنا فریفتہ نہ کرے اور یہ بھی کوشش کرو کہ "قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ

---

[1] ہر نفس کو غور کرنا چاہئے کہ اس نے کل (قیامت) کے لئے کیا آگے بھیجا۔
[2] اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور اللہ کی رضی چاہتے ہیں۔ [3] آپ بھی خلفاء حضرت خواجہ محمد معصومؒ میں سے ہیں۔ (روضہ رکن دوم)
[4] اور کہہ دیجئے حق آگیا اور باطل چلا گیا اور باطل تو جانے ہی والا ہوتا ہے۔

Marfat.com

زَھُوْقًا " ــــ کا حاکم عالمِ بشریت پر فتح و غلبہ پائے اور اس کو اپنے تصرّف میں لے آئے ... وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا

مکتوب (۹۹) شیخ حسین منصور جالندھری کے نام

بسمِ اللہ الرّحمٰن الرّحیم ــــ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ــــ صحیفہ پہنچا ــــ مسرت بخشی ــــ الحمد للہ ــــ کہ فقیر کو ان دنوں صحت کلی حاصل ہے، اگرچہ ابھی پیدل نہیں چل سکتا ہوں، لیکن پالکی میں بیٹھ کر (فقط) چار نمازوں کے لئے مسجد میں پہنچ جاتا ہوں ــــ تم نے لکھا تھا کہ "اگر جنابِ قدس میں متوجہ ہو کر بعض حالات کا استکشاف کرتا ہوں تو بطورِ الہام، کشف ہو جاتا ہے" اس نعمت کا شکریہ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ خطا و غلطی سے محفوظ رکھے، اس لئے کہ کشف میں خطا و غلطی کا واقع ہونا ثابت ہے۔ "اُمورِ کونیہ" (حوادثِ یومیہ دنیاویہ) کے کشف میں اگر خطا ہو جائے تو کوئی بات نہیں لیکن اسرارِ الٰہیہ اور اعتقادات و عبادات کے کشف کی کسوٹی شریعتِ حقہ ہے، جو کشف، قوانینِ شرعیہ کے موافق ہو اور اس سے متصادم نہ ہو، وہ اعتماد کے قابل ہے اور اگر متصادم ہے تو قابلِ اعتماد نہیں... والسّلام اوّلاً و آخراً ــــ

مکتوب (۱۰۰) سیادت مآب سیّد اسرائیل کے نام (آخری حصّہ)

... نفی و اثبات کے شہسوار، حضرتِ خلیل اور حضرت حبیب علیہما الصّلوات والتسلیمات ہیں، اس کلمے (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ) کے جزوِ اوّل کو جو کہ نفی سے تعلق رکھتا ہے حضرت خلیل علیہ السلام نے پورا کیا اور کوئی دروازہ دریائے شرک میں سے ایسا نہ چھوڑا جس کو بند نہ کر دیا ہو اور انھوں نے لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ (ھمنسکوہ) کا نعرہ لگا کر دفاتر شرک مطر زہو ــــ

Marfat.com

سے بھی کنارہ کشی کی۔۔۔۔۔۔

کلمے کا جزوِ ثانی (الّا اللہ) جو کہ مرتبۂ اثبات میں ہے اور دراصل نفی کا نتیجہ اور غایت بھی ہے۔۔۔۔ اس کو اصالتاً حضرت حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بقدرِ طاقتِ بشری پورا کیا، لہٰذا سکۂ اختتام آپ کے ہی نام کا رہا اور محبوبیتِ ذاتیہ (جو کہ منتہائے کمالات ہے) کا قرعہ آپ ہی کے اسمِ گرامی پر نکلا۔ پس آپ امام النبیین، صاحبِ شفاعت اور سید الاولین والآخرین قرار پائے۔۔۔ والسلام۔

مکتوب (۱۱۰) خواجہ محمّد صادق البخاری ثم المدنی کے نام

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ــــ بعد حمد و صلوٰۃ ــــ تمہارے بہت سے خطوط پہنچے، مطالعے میں آئے اور انھوں نے خوش کیا۔ چونکہ فقیر خط لکھنے میں بہت کاہل واقع ہوا ہے، نیز کبھی صحت ہے اور کبھی مرض، اس لئے جواب میں کوتاہی ہوئی، معذور رکھنا۔ اپنے اوقات کو وظائفِ اذکار و طاعات سے معمور رکھو۔ مرضیاتِ مولائے حقیقی کے حاصل کرنے میں جان و دل سے کوشش کرو اور توشۂ گور و قیامت کو مہیا کرو۔۔۔۔ والسّلام۔

مکتوب (۱۱۱) خواجہ مکّی جعفر خاں کے نام

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ــــ حامِدًا وَّمُصَلِّيًا ــــ صحیفۂ گرامی نے مشرّف کیا۔۔۔۔ درویشوں سے محبت اور ان سے اخلاص کا معاملہ رکھنا۔ یہ اللہ کی بڑی نعمت اور عظیم الشان دولت ہے۔ "دردِ نایافت" کے متعلق جو تم نے لکھا ہے یہ بھی امرِ عظیم اور مقدمۂ یافت ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ: "اگر اللہ تعالےٰ کچھ دینا نہ چاہتا تو طلب کا مادّہ ہی نہ رکھتا"۔ انسان کی قدر و قیمت محبّت کی وجہ سے ہے

Marfat.com

اس کی بزرگی، اور اس کا امتیاز، تمام موجودات کے مقابلے میں اسی درد کی بنا پر ہے ؎

قدسیاں را عشق ہست و درد نیست
درد را جز آدمی درخورد نیست

لیکن درد و محبت کے مراتب و درجات مختلف ہیں، ہر ایک اپنے ظرف کے مطابق درد و محبت کے انوار و برکات کا اُمیدوار ہے۔۔۔

والسلام اوّلاً و آخراً

مکتوب (۱۱۵) مُلّا حسن پشاوری کے نام (فضیلتِ استقامت میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَتَبْلِیْغِ الدَّعَوَاتِ احوالِ اینجد و مستوجبِ حمد ہیں۔ اللہ تعالےٰ دوستوں کو جمعیتِ قلب اور استقامتِ ظاہر و باطن کے ساتھ محفوظ رکھے۔ مدارِ کار استقامت پر ہے، الاستقامۃ فوق الکرامۃ (بزرگوں کا قول ہے)۔

"شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَۃُ هُوْدٍ" حدیث معروف ہے۔ جب کہ سیدِ انبیاء سرورِ اتقیاء صلے اللہ علیہ وسلم یوں فرمائیں اور امرِ استقامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا کر دے، تو ہم جیسے بوالہوس اگر ہوسِ استقامت کریں اور استقامت کا دم بھریں تو محض ہوس و خیال ہے۔ بہرکیف ہاتھ پاؤں مارنے چاہئیں اور سعی کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے اس بحرِ بیکراں سے کوئی چُلّو مل جائے اور حلقِ جاں تک پہنچ جائے۔ "مَا لَا یُدْرَكُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ کُلُّهٗ" ــــ تمہاری استقامت کا جو حال

ل مجھے سُورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا۔

ل سورۂ ہود میں اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو استقامت کا حکم ان الفاظ میں فرماتا ہے۔ فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ۔

Marfat.com

سُنا جاتا ہے اُس سے دل بہت خوش ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ۔ منتظرِ نتائج رہو۔ دوستوں سے دُعا کی اُمید ہے۔ ۔۔ والسّلام۔

مکتوب (۱۱۰) اپنے صاحب زادے خواجہ عبید اللہ[1] کے نام

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ـــــ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَ تَبْلِیْغِ الدَّعَوَاتِ

یہاں کے احوال ہر طرح مستوجبِ حمد ہیں۔ تمہارے جانے کے بعد، ان دنوں شیخ عبدالاحد فقیر کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے ہیں، اپنے کام میں بہت سرگرم عمل ہیں، شب و روز خدمت میں حاضر ہیں۔ خانقاہ میں ایک حجرہ لے کر بسر اوقات کرتے ہیں، نشۂ عجیب رکھتے ہیں۔ بہت ترقی کر لی ہے۔ شیخ بدیع الدین اور میر محمد باقر بھی عزیز مذکور کے ساتھ موافقت کرکے لوازمِ طلبگاری کو حسبِ طاقت انجام دے رہے ہیں۔ الغرض ان تینوں کا معاملہ روز بروز در ترقی ہے۔ "یارانِ دیگر" بھی ترقی کی طرف جا رہے ہیں۔ طالبین "قطع علائق و اسباب" کرکے اطراف و اکناف سے جوق در جوق یہاں پہنچ رہے ہیں اور سرگرمِ کار ہیں، فیض مند ہوتے ہیں اوّل قدم میں تخلّص و آزادی حاصل کرتے ہیں۔ "سردی و گرفتاری" تو اس بے حاصل کے حصّہ میں آئی ہے۔ اور "قرعۂ ہجر و دوری" اس فقیر کے نام نکلا ہے۔ شرم آتی ہے کہ اس "گرفتاری" کے باوجود "آزاد" لوگوں کے ساتھ مصاحبت رکھتا ہوں، اپنے آپ کو میں کسی طرح بھی ان لوگوں کی مجلس کے قابل نہیں دیکھتا۔ یہ بیت اپنے اور ان دوستوں کے حال کے موافق پاتا ہوں؎

ما گرفتاریم بر ماناوکِ بیداد ریز سُنبل و گل در کنارِ مردمِ آزاد ریز

قدرتِ خدا کا مطالعہ و مشاہدہ کرو، کہ میری اس "سردی و افسردگی" کے باوجود وہ جماعت جو میرے ساتھ نشست و برخاست رکھتی ہے۔ اس میں شعلۂ شوق پیدا ہو

---

[1] آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پوتے اور صاحبِ مکتوبات کے بھتیجے تھے۔

Marfat.com

رہا ہے اور ان کی آتشِ محبت ترقی پر ہے، جس کی وجہ سے وہ ماسوا سے رہائی حاصل کر رہے ہیں اور ترقیات کے میدان میں گامزن ہیں:۔

"اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا[1]" (یٰسین)

وہی "قصۂ حجر و شجر حضرت موسیٰ" ہے کہ درخت سبز سے آتش خالص بے دھوئیں کی انہوں نے دیکھی، پھر انہوں نے سنا جو کچھ سنا۔ اور سنگِ خارا سے اتنے چشمہ ہائے آب برآمد کئے کہ جماعت کثیر کے انتفاع کا سبب بن گئے۔ واضح رہے کہ "مُربّیِ حقیقی" اور "مرشدِ علی الاطلاق" اللہ تعالیٰ ہے ؏

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

کسی نے خوب کہا ہے ؏

ایشاں نیند ایں ہمہ الحان مطرب است

از تست طلسم ایں خزانہ   من ہیچ نیم دریں میانہ

(والسّلام)

مکتوب (۱۱۹) حافظ ابواسحٰق کے نام   (آخری حصّہ)

... تم نے لکھا تھا کہ رسالہ "یاقوتیہ" کے پڑھنے سے دل میں ایسا شوق غالب ہوا کہ "ترکِ نوکری و خانماں" کر کے (کسی طرح) صحبتِ عالی میں پہنچ جاؤں الخ"۔

مکرّما! یہ شوق، نعمتِ عظمیٰ ہے۔ مدارِ کار، شوق و محبت پر ہے اور معاملہ ترقی و قرب اسی سے وابستہ ہے۔ جتنا "دیدۂ حسن بیں" زیادہ روشن اور تیز ہوگا اتنا ہی شوق و عشق کو بڑھائے گا، ماسوائے محبوب سے منقطع و بیگانہ کر دے گا اور "دریچۂ معرفت" اس کے باطن میں کھولے گا ؎

آنرا کہ بحسن، دیدہ تیز است   ایں عشق، بلائے خانہ خیز است

---

[1] وہ ذات جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے درختِ سبز سے آگ کو۔

Marfat.com

مخدوما! چونکہ تمہارے ساتھ ایک پورا کنبہ وابستہ ہے، تم اُن کے کفیل ہو اور تمہارے اوپر قرض بھی ہے' لہٰذا ترکِ ملازمت میں توقف و تامل درکار ہے۔ "ترکِ حقیقی" کے حصول تک "ترکِ حکمی" پر قائم رہو اور "ترکِ صوری" کے مقابلے میں "ترکِ معنوی" پر اکتفا کرو ——— "اَلصُّوْفِیُّ کَائِنٌ بَائِنٌ"۔ یہ مقولہ تو تم نے سُنا ہوگا، اس کا مطلب یہ ہے کہ صوفی خلق کے ساتھ بھی رہتا ہے' صورتاً اور خلق سے جُدا بھی رہتا ہے حقیقۃً ومعنیً ——— والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوب (۱۲۱) شیخ عبدالعلیم[۱] جلال آبادی کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ . . . .

تمام احوال مستوجبِ حمد ہیں . . مکاتیبِ شریف کے بعد دیگرے پہنچے . . . . مسرّت بخش ثابت ہوئے۔ چونکہ فقیر کو درد کا عارضہ لاحق تھا اور قلم پکڑنے اور لکھنے کی بھی طاقت نہیں تھی، اس لئے جواب میں توقف واقع ہوا' اس ماہِ مبارک (رمضان) میں مسجد کی حاضری، تراویح اور ختمِ قرآن سے محروم رہا' الحمدللہ کہ ماہِ شوال میں ماہِ سابق کی بہ نسبت تخفیف ہو گئی۔ الحال کہ ۶ ذیقعدہ ہے' چند روز سے پالکی میں بیٹھ کر مہمان خانہ میں آتا ہوں اور چند گھڑی درویشوں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔ ابھی مسجد تک نہیں گیا ہوں کیونکہ وہ فاصلہ رکھتی ہے اور دو زانو یا چہار زانو بیٹھنے کی طاقت بھی ابھی نہیں آئی ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

فَلَیْتَکَ[۲] تَحْلُوْ وَالْحَیٰوۃُ مَرِیْرَۃٌ ۔۔۔ وَلَیْتَکَ تَرْضٰی وَالْاَنَامُ غِضَابٌ

---

[۱] آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے خلفاء میں سے ہیں۔ (روضہ رکن دوم)

[۲] کاش آپ میرے حق میں شیریں ہو جائیں۔ چاہے زندگی تلخ رہے، کاش آپ مجھ سے راضی ہو جائیں خواہ تمام مخلوق ناراض ہو۔

Marfat.com

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ "محبت ذاتیہ" کی علامت یہ ہے کہ "انعامِ محبوب" اور "ایلامِ محبوب" دونوں مساوی ہو جائیں یعنی محب، ایلامِ محبوب سے بھی لذت یاب ہو، جس طرح اس کے انعام سے لذت یاب ہوتا ہے۔ ہمارے حضرت مجدد صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ ایلامِ محبوب اُس کے انعام کے مقابلے میں زیادہ لذت بخش ہے۔ اس لئے کہ انعام میں تو مرادِ محبوب اپنی مرادِ نفس کے ساتھ مخلوط ہے اور ایلام میں خالص مرادِ محبوب ہی ہے اور مرادِ نفس کی مخالفت ہے۔ دونوں میں بڑا فرق ہو گیا۔ یہ شعر منجملۂ غرائب ہے ؎

اگر مراد تو اے دوست نامرادیٔ ماست　　مرادِ خویش دگر بار من نخواہم خواست

والسلام

مکتوب (۱۲۲) شاہِ وقت سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی خَیْرِ الْوَرٰی صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی وَعَلٰی اٰلِہِ الْبَرَرَۃِ التُّقٰی وَاَصْحَابِہٖ اَصْحَابِ الْمَقَامَاتِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی۔

(اس کے بعد چند احادیث فضائلِ سجدہ میں درج کی ہیں)

کمترینِ دعا گویاں، حضرت ناصر الملۃ والدین، مروج الاسلام، مؤید المسلمین "خلیفۃ اللہ تعالٰی فی الارضین" کی خدمت میں لکھتا ہے کہ یہ مسکین باوجود بے بضاعتی و دُور از کاری آنجناب کے لئے "دعائے سلامتیِ جان و ایمان" سے فارغ اور طلبِ ترقیِ درجات و استقامتِ صوری و معنوی" سے غافل نہیں ہے ؎

ایں دُعا از من و از جملہ جہان آمین باد

برادرِ دینی شیخ عبد العلیم نے ایک خط فقیر کو تحریر کیا تھا، جس میں آنجناب کی "جمعیتِ باطنی" اور اس "امرِ جلیل القدر" کے تقیید" کے بارے میں لکھا تھا (اس کو پڑھ کر) شکرِ خداوندی بجالایا کہ باوجود ان "اشغالِ صوریہ" کے آپ کے دلِ حقیقت بیں

کو مطلوبِ حقیقی کے ساتھ ایک خاص تعلق اور مقصودِ تحقیقی کے ساتھ ایک مخصوص شوق ہے۔ اُمید ہے کہ یہ تعلق روز بروز زیادہ ہوگا اور آتشِ شوق قوت پذیر ہوگی، حتیٰ کہ ذکر سے مذکور، دال سے مدلول اور لفظ سے معنیٰ تک معاملہ پہنچ جائے گا۔

قومے ز وجودِ خویشتن فانی　　　رفتہ ز حروف در معانی

اسم و معنی وغیرہ کا اطلاق، حضرتِ حق جلّ مجدہٗ کے بارے میں اس بنا پر ہے کہ میدانِ عبارت تنگ ہے ورنہ ؎

آنجا ہمہ آنست کہ برتر ز بیان ست

اللہ تعالیٰ کو لفظ و معنی سے ماوراء طلب کرنا چاہیئے اور اس کو "وراءِ آفاق و انفس" "وراءِ تجلیات و ظہورات" "وراءِ توحید و اتحاد" اور "وراءِ مشاہدات و مکاشفات" ڈھونڈھنا چاہیئے۔

تو از خوبی نمی گنجی بعالم　　　مرا ہرگز کجا گنجی در آغوش

سیر و سلوک سے مقصود، رفعِ حجابات ہے، خواہ حجاباتِ وجوبی ہوں یا حجاباتِ امکانی۔ یہ بات نہیں ہے کہ مطلوب کو دام میں لے آئیں گے اور عنقا کا شکار کر لیں گے۔

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں　　　کاینجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

یہ کمال، مشکوٰۃِ نبوّت سے ماخوذ ہے اور یہ "دید" نتیجۂ ولایتِ انبیاء ہے علیہم الصّلوات والتسلیمات ۔۔۔۔۔

۔۔ وہ اکابر، جو کمالاتِ وراثتِ انبیاء کے ساتھ آراستہ ہوتے ہیں ۔۔۔ وہ تجلیات و ظہورات سے بالا ہو کر اور شہود و مشاہدہ سے آگے بڑھ کر تمام حجابوں (ظلمانی و نورانی) سے باہر آ گئے ہیں اور یقین کے ساتھ جان گئے ہیں کہ یہ شہود، حضرت حق سبحانہٗ کا شہود نہیں ہے اور یہ تجلّی، ذاتِ مقدس کی تجلّی نہیں ہے بلکہ اس کے صفات و کمالات میں سے ایک صفت کا ظہور ہے جو کہ حجابِ ذات ہے۔ طالبِ ذاتِ اقدس، شہودِ صفات و کمالات سے خوش اور آرام گیر نہیں ہوتا، وہ تو حضرت خلیل اللہؑ کی طرح

"لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ" اور "اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ" پڑھتا ہوا اس شہود کے ماوراء کی طرف دوڑتا ہے۔ "اسم وصفت" سے سوائے ذات کے اور کچھ نہیں چاہتا تعالےٰ وتبارک وتقدس ؎

بوصلش تا رسم صد بار ازپا افگند شوقم کہ نو پروازم وشاخ بلند آشیاں دارم

رَزَقَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اِيْمَانًا بِهٰذِهِ الْمَعَانِيْ وَشَيْئًا مِّنْ هٰذَا الْمَشْرَبِ

انوارِ آفتابِ جہانداری وسلطنت وآثارِ برکات واستقامت وترویج ملّت، روز افزوں باد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا وَّعَلٰی اٰلِهِ الْكِرَامِ وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ ۔۔۔

مکتوب (۱۲۵) شیخ[1] ابوالمظفر برہانپوری کے نام

بعد تسمیہ وحمد وصلوٰۃ ـــ مکتوبِ مرغوب جو اذواق واشواق پر مشتمل تھا، پہنچا۔ خوش کیا ـــ اللہ تعالیٰ ابوابِ ترقیات کشادہ کرے۔ اعلیٰ مرتبۂ کمال پر پہنچائے '

---

[1] شیخ الصالح ابوالمظفر الحنفی النقشبندی البرہان پوری = دکن کے رؤسا میں سے تھے بعدۂ وہ اس علاقہ کے ایک عظیم المرتبہ شیخ کامل ہوئے ـــ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ سے بیعت ہو کر اُن کی خدمت میں مدتوں رہے، بالآخر مرتبۂ مشیخت پر پہنچے۔ پیر و مرشد نے ان کو خلافت دے کر برہان پور کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ وہاں انھوں نے سکونت اختیار کی اور ان کو قبولِ عظیم حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے انتقال کے بعد مروج الشریعۃ خواجہ عبید اللہؒ سے رجوع کر کے فیض حاصل کیا۔ شیخ عنایت اللہ بالاپوریؒ اور دیگر ہزارہا اشخاص نے شیخ ابوالمظفرؒ سے طریقۂ نقشبندیہ حاصل کیا ـــ ۱۱۰۸ھ کے لگ بھگ بلدۂ برہان پور میں انتقال ہوا۔

(نزہۃ الخواطر جلد ۶ - و روضۃ القیومیہ رکن دوم)

Marfat.com

حلاوت و رقت، ذکر و تلاوت اور نماز میں بڑھائے اور حقیقتِ قرآنی اور حقیقتِ صلوٰۃ سے بہرۂ کامل عطا فرمائے۔ نماز فقط اسی صورتِ ظاہری ہی میں محدود نہیں ہے (بلکہ) عالمِ غیب میں ایک ایسی حقیقت رکھتی ہے کہ تمام حقائق سے اونچی ہے ۔۔۔ حضرت مجدّد الف ثانی رح سے میں نے سُنا ہے کہ مثلِ علم، کلام کو بھی متکلم سے ایک ایسا اتحاد ہے کہ کسی دوسری صفت کو اتنا نہیں ہے، پس اس راہ سے قرب و منزلت کو حاصل کرو۔ "فَهِمَ مَنْ فَهِمَ" اسرارِ نماز کہاں تک بیان کروں ع

قلم اینجا رسید و سر بشکست ۔۔۔

مکتوب (۱۲۷) خواجہ مومن قاضی زادہ برہان پور کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ ۔۔۔

مکتوبِ شریف پہنچا، مسرّت بخش ہوا اور چونکہ احوال و اذواق پر مشتمل تھا اس لئے مسرّت پر مسرّت بڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ترقیات عطا کرے اور تجرّد و پندار سے دور رکھے۔ لکھا تھا کہ نماز میں ایک ایسی حالت رُونما ہوتی ہے کہ حجاب درمیان سے اُٹھ جاتا ہے اور خطرۂ غیر بالکل دل میں نہیں گذرتا، اس وقت "خوفِ بسیار" پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو مثلِ خس و خاشاک بھی نہیں پاتا ہوں"۔ جاننا چاہیئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ : "نماز میں مصلّی و پروردگار کے درمیان جو حجاب ہے وہ اُٹھا لیا جاتا ہے" ہمارے حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرّہٗ نے لکھا ہے کہ :- یہ رفعِ حجاب منتہی کی نماز کے ساتھ مخصوص ہے۔ شکرِ خدائے عزّ و جل اس نعمتِ عظمیٰ پر بجالاؤ اور اس کیفیت کے بڑھانے میں کوشش کرو، نیز نماز کو آداب و شرائط اور طولِ قنوت کے ساتھ پڑھا کرو۔ جو قرب، نماز کی ادائیگی کے وقت ہوتا ہے وہ اس سے باہر میسّر نہیں ـــــ "وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا"[1] ـــ کچھ تھوڑے سے اسرارِ نماز،

---

[1] اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کرو اور نماز کی ادائیگی پر جمے رہو۔

Marfat.com

عزیزی شیخ ابوالمظفرؒ (برہان پوری) کے خط میں بھی لکھے ہیں، اُن کا مطالعہ کروگے تو بظاہر لُطف اندوز ہوگے۔ والسلام

مکتوب (۱۳۲) خواجہ احمد بخاریؒ[1] کے نام

اللہ تعالےٰ جادۂ شریعت غرّا و سنّت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مستقیم و مستدیم رکھ کر ترقیاتِ صوریہ و معنویہ سے مکرم و ممتاز فرمائے۔

صحیفۂ گرامی نے پہنچ کر مسرت بخشی، علالتِ فقیر کے متعلق دریافت کیا ہے۔ الحمد للہ ان دنوں آرام ہے لیکن ابھی تک اُٹھنے کی قوت نہیں آئی۔ مَآ اَصَابَ[2] مِنْ مُّصِيبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ـــــ جو کچھ اس طرف سے پہنچتا ہے مرغوب و محبوب ہے۔ کشادہ پیشانی کے ساتھ ابرو پر بل ڈالے بغیر اس کا استقبال کرنا چاہئے یہی راہِ بندگی ہے ـــــ بعض احباب تنگیٔ روزگار اور قرضداری کی بناء پر اظہارِ گلہ کیا کرتے ہیں۔ شکایت کا کوئی موقع نہیں۔ رزق مقرر میں کسی کمی بیشی کا احتمال نہیں ہے۔ رزق کا تنگ کرنا اور رزق کا کشادہ کرنا بس اللہ کے قبضے میں ہے۔ کسی کو اس میں دخل نہیں ہے ـــــ اَللّٰهُ[3] يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ۔ طریقۂ پسندیدہ یہ ہے کہ بندہ چہرۂ دل کو تمام سمتوں سے ہٹا کر ذکر و عبادتِ الٰہی کی طرف متوجہ کردے اور کلیتہً تعمیرِ آخرت میں کوشش کرے۔ بندے کا

---

[1] خواجہ احمد بن خواجہ خاوند محمود عطاری نقشبندی بخاریؒ اکابرِ عصر میں سے ہیں۔ بادشاہِ توران عبدالعزیز کی ایلچی گیری میں ہندوستان آئے اور بعد معاودت اواخرِ شعبان ۱۰۷۱ھ میں لاہور میں انتقال کیا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے بڑے خلفاء میں تھے۔

[2] نہیں پہنچی کوئی مصیبت زمین اور تمہاری جانوں میں، مگر وہ لکھی ہوئی ہے لوحِ محفوظ میں اس سے پہلے کہ ہم اس مصیبت کو پیدا کریں۔

[3] اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔

مطمحِ نظر مرضیاتِ الٰہی کے سوا اور کچھ نہ ہونا چاہیئے ـــــــ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا[1] امورِ معاش کو اللہ کے حوالے کرنا چاہیئے، کشود کار بھی اُسی کی طرف سے جانے اور اُسی سے طلب کرے۔ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا[2] حدیث شریف میں آیا ہے۔ تَبًّا لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قِيلَ فَمَا نَدَّخِرُ قَالَ لِسَانًا ذَاكِرًا وَّقَلْبًا شَاكِرًا وَّزَوْجَةً تُعِينُ عَلَى الْآخِرَةِ[3] نیز حدیث شریف میں آیا ہے۔ مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَّاحِدًا كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى سَائِرَ هُمُومِهٖ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ مِنْ اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ۔[4]

سید محمد اور ان کے برادرِ کلاں کے جو کچھ احوال لکھے ہیں وہ بھی معلوم ہوئے، تم نے اپنے بھائی کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ پہلے جو کچھ آنکھ بند کرکے دیکھتے تھے اب کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں۔

مخدوما! یہ بات ترقیِ باطن پر دلالت نہیں کرتی، کمال اس بات کے ساتھ بھی وابستہ نہیں ہے ؏

تو مباش اصلا کمال این ست وبس

تم نے یہ بھی لکھا تھا کہ: "یارانِ طریق جو تم سے وابستہ ہیں، جب ان کو امرِ باطن

---

[1] اپنے پروردگار کا ذکر کر اور تمام جہتوں سے ہٹ کر اس کی طرف پوری پوری توجہ کر۔

[2] وہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اس کو اپنا کارساز بنالے

[3] ہلاکت ہو سونے چاندی کی (آنحضرت صلعم کے یہ الفاظ سن کر) صحابہؓ نے عرض کیا پھر ہم کیا جمع کریں۔ فرمایا:۔ زبانِ ذاکر، قلبِ شاکر اور ایسی بیوی جو آخرت کے لئے مددگار ہو۔

[4] جس شخص نے اپنے تمام غموں کو ایک غم (غمِ آخرت) بنا دیا۔ اللہ تعالےٰ اس کے تمام غموں کو دور کردے گا اور جس شخص کو دنیاوی غموں نے گھیر لیا (علاوہ غمِ آخرت کے) تو اللہ تعالےٰ کو پرواہ نہیں، وہ کسی بھی وادیٔ غم میں ہلاک ہو جائے۔ مشکوٰۃ شریف میں سائر ھمومہ کی جگہ ھم دنیاہ ہے۔

میں) کوئی مانع پیش آتا ہے اور توقف واقع ہوتا ہے تو وہ تمہاری طرف توجہ کرتے ہیں۔ تمہاری صورت اُن کو ظاہر ہو جاتی ہے اور اس جگہ سے گزار دیتی ہے حالانکہ تم کو اس کی کچھ خبر بھی نہیں ہوتی۔

مخدوما! — (بات یہ ہے کہ) "تکمیل وارشاد" "کارخانۂ خداوندی" ہے۔ مربیِ حقیقی تو (دراصل) وہی ہے لیکن باعتبارِ ظاہر یہ معاملہ پیر و مرشد کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے سے مرید کا کام درجۂ کمال تک پہنچاتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرشد کو اس توسط کی اطلاع ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ؏

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

والسّلام

مکتوب (۱۳۳) شیخ شرف الدین سلطانپوری[1] کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ ......

صحیفۂ گرامی جو بھیجا تھا، پہنچا۔ بہت افزا ہوا۔ حلقۂ صبح و پیشین کی پابندی، بعدِ مغرب طریقۂ توجہ بیاراں، گرمیٔ مجلس، تاثیرِ توجہات اور ظہورِ آثار و ترقیاتِ عظیمہ کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اس سے بے انتہا مسرت ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ اِخْوَانَنَا فِی الدِّیْنِ — چاہیئے کہ اس امرِ جلیل القدر کا بیش از بیش اہتمام کریں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ اَحَبَّ[2] عِبَادِاللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ حَبَّبَ عِبَادَ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ وَ حَبَّبَ اللّٰہَ اِلٰی عِبَادِہٖ — تصحیحِ نیت میں

---

[1] آپ حضرت خواجہ محمد معصوم رح کے خلفاء میں ہیں۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم)

[2] بیشک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو بندوں کو اللہ کا محب بنائے اور اللہ کی محبت کو اس کے بندوں کی طرف متوجہ کرے۔

Marfat.com

جان و دل کے ساتھ کوشاں ہوں۔ ہمیشہ ملتجی اور تضرّع کناں رہیں۔ حقیقتِ قرآنی کے تحقق اور "عبورِ ماقوق" کے متعلق جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا۔ چونکہ معاملہ نازک ہے۔ اس لئے اس کی تفصیل تمہارے حاضر ہونے پر ہوگی۔ جو کچھ اپنے اندر پاتے ہو نعمتِ عظمیٰ ہے امید ہے کہ یہ بات دو حال سے خالی نہ ہوگی یا تو بالفعل حاصل ہے یا قریب الحصول ہے۔ بہرحال شکرِ خدا بجالاؤ اور ہمت کرو کہ بحرِ معرفت سے کوئی موتی ہاتھ لگے تاکہ سات پشت کی سعادت کا سبب بنے اور ہشت بہشت حاصل ہوں۔ دوستوں سے دُعا کی اُمید ہے۔ ۔۔ ۔۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا

مکتوب (۱۳۷) حاجی محمد شریف کے نام (اوّل حصّہ)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ــــــ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔۔۔

تم نے استفسار کیا ہے کہ قربِ نوافل اور قربِ فرائض کسے کہتے ہیں؟ ۔۔ ۔۔

جاننا چاہئے کہ قربِ نوافل وہ قرب ہے جو عباداتِ نافلہ پر مرتب ہوتا ہے، ایسا قرب ہوتا ہے کہ وجودِ سالک درمیان میں رہتا ہے۔ پس یہ قرب، فنا کنندہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ صاحبِ قرب کا وجود ہنوز درمیان میں ہے۔ اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے کہ قربِ نوافل وہ ہے کہ بندہ فاعل ہو اور حق تعالےٰ اس کا آلہ فعل ہو۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے:

"لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّ بَصَرًا وَّ یَدًا وَّ رِجْلًا" [1] ــــــ اور ایک روایت

---

[1] میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور اس کی سمع اور بصر اور ید و رجل بن جاتا ہوں۔

میں یوں آیا ہے ۔ "فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ" قربِ فرائض میں چونکہ محض امرِ الٰہی کی تعمیل ہے، وجودِ عابد درمیان میں نہیں رہتا، لہٰذا کہا گیا ہے کہ قربِ فرائض وہ ہے کہ حق تعالےٰ فاعل ہو اور بندہ آلۂ فعل ۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے ۔ "اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ" ۔۔۔ ناطق، حق ہے اور زبانِ عمرؓ آلہ سے زیادہ نہیں ہے نیز وارد ہوا ہے ۔ "اِتَّقُوْا غَضَبَ عُمَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَغْضِبُ" پس قربِ فرائض، فنا کنندۂ وجودِ سالک ہے اور قربِ نوافل ایسا نہیں ہے۔

"جمع بین القربین" یہ ہے کہ فاعل و آلہ ہر دو حق تعالےٰ ہوں اور بندہ درمیان میں کچھ نہ ہو ۔۔۔ آیۂ کریمہ "وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" ۔۔۔ میں ان ہر سہ قرب کی طرف اشارہ ہے " " "

مکتوب (۱۵۰) شیخ محمد باقر لاہوری کے نام (آخری حصہ)

مخدوما! بعض طالبین، جن کے کمالات ابھی قوت سے فعل میں نہیں آئے ہیں ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اندراج یا انعکاس یا تخیل کے طور پر وہ کمالات متصور ہونے لگتے ہیں، حالانکہ ہنوز ان کا وقت نہیں پہنچا ہوتا ۔ لہٰذا اس معاملہ میں بہت غور و تامل کی ضرورت ہے ۔ نیز طالبین کے اوضاع و اطوار اور استقامت و عدمِ استقامت کو ملاحظہ کر کے اجازت دینا چاہیئے ۔ میں اُن عزیزوں کے متعلق نہیں کہہ رہا جن کے حالات تم نے لکھے ہیں بلکہ یہ بات بطورِ قاعدۂ کلیہ ہے، دوستوں کو ملحوظ رکھنی چاہیئے۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

۱؎ پس مجھ ہی سے وہ سنتا ہے اور مجھ ہی سے وہ دیکھتا ہے

۲؎ عمرؓ کے غصّے سے بچو، اس لئے کہ ان کے غصّے کے وقت دراصل اللہ غصّہ ہوتا ہے

۳؎ اور نہیں پھینکا آپ نے (کنکریوں کو) جب کہ پھینکا، بلکہ اللہ نے ان کو پھینکا۔

Marfat.com

مکتوب (۱۵۴) فرزندانِ خواجہ محمد حنیفؒ کے نام

(در تعزیت وفاتِ خواجہ مرحومؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ ۔۔

برخوردار سعادت آثار خواجہ عبید اللہ (ابن خواجہ محمد حنیفؒ) مع برادر و ہمشیرگان کمال کو پہنچیں، اور ان کی عصمت پناہ والدہ اور تمام اہلِ طریقت جو وہاں اقامت گزیں ہیں اس جانب سے سلامِ عافیت انجام قبول کریں۔ سب کے سب جادۂ شریعت غرّا اور سنّتِ محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مستقیم و مستدیم اور متابعتِ شیوخ پر راسخ رہیں۔ اس حادثۂ جانکاہ کو میں کیا لکھوں کہ دوستوں پر کیا رنج و غم گذرا اور کیسی جدائی اور مصیبت نمودار ہوئی۔ لیکن چونکہ بارادہ و تقدیرِ مولائے حقیقی ہے، اس لئے سوائے رضا و تسلیم کے چارہ نہیں، ہم نے بھی صبر کیا، تم بھی صبر کرو اور اللہ کے فعل کے ساتھ راضی و شاکر رہو۔ گذرے ہوؤں کو دُعا و صدقہ سے یاد کرو۔ فیوض و برکاتِ خواجہ مرحومؒ سے اُمیدوار رہو۔ ۔۔

دوستوں کو چاہئے کہ خواجہ مرحوم کی جگہ کو آباد رکھیں، اور طریقۂ خواجہ کا اچھی طرح لحاظ رکھیں۔ "حلقۂ ذکر و مشغول" بھی قائم رکھیں۔ آنے جانے والوں کی خدمت کریں اور فرزندانِ خواجہ کی رضامندی و خدمتگاری میں دل و جان سے کوشاں ہوں، ان کے بچوں کی اچھی تربیت کریں اور تعلیم آداب دیں۔ ان کے بچے پانچوں وقت نماز باجماعت میں حاضر ہوں اور بلاناغہ سبق پڑھیں۔ کیا کیا جائے "ہم ان سے دُور ہیں۔ دل کڑھتا ہے۔ اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے بچوں کو رائیگاں نہ کرے گا، درجۂ کمال تک پہنچائے گا۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔

ز ہجرِ دوستاں خوں شد درونِ سینہ جانِ من
فراقِ ہمنشیناں سوخت مغزِ استخوانِ من

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

Marfat.com

مکتوب (۱۵۶) خواجہ عبدالصمد کابلی کے نام

(مواعظ دینی اور بیوفائی دنیائے دنی کے بیان میں)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ـــــ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ ... ... افسوس کہ عمر ختم ہوگئی اور کوئی عمل نہ ہو سکا۔ بیوفائی دنیا "بدیہی اوّلی" بن گئی ہے۔ فتن و مصائب پے در پے آرہے ہیں، دوست اور جگر گوشے کوچ کر رہے ہیں، پھر بھی کوئی تنبہ و تذکر نہیں، توبہ و انابت بھی نہیں۔ غفلت بڑھتی جاتی ہے اور معاصی روز افزوں ہیں۔

"اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ۝" [1]

یہ کونسا ایمان اور کونسی مسلمانی ہے کہ نہ تو کتاب و سُنّت سے پند پذیری ہے اور نہ مشاہدۂ آیاتِ بیّنات سے عبرت حاصل ہو رہی ہے ۔ غور کرنا چاہیئے کہ وہ یار اور ہمنشیں جو پار سال اور اس سے گذشتہ سال، یکجا ہم سفر و ہم رکاب تھے، مونس و ہمدم تھے ... ... وہ کہاں چلے گئے؟ ؎

کجا رفتند آں یاران کہ بودہ مونسِ جانی

کوئی نشان ان کا ظاہر نہیں ہوتا اور کوئی بھی ان کا نشان نہیں دیتا۔

چناں خرمنِ عمرِ شاں شد بباد
کہ ہرگز کسے زاں نشانے نداد

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ ـــــ

پس ہم پر اور ہمارے پسماندوں پر لازم ہے کہ عمرِ دو روزہ کو غفلت میں نہ گذاریں، خوابِ خرگوش میں مبتلا نہ ہوں۔ اس سرائے فانی سے دل نہ لگائیں اور اس قحبۂ غدّار

---

[1] وہ غور نہیں کرتے کہ وہ ہر سال ایک مرتبہ یا دو مرتبہ آزمائش میں پڑتے ہیں۔ پھر بھی تائب نہیں ہوتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

پر فریفتہ نہ ہوں۔ مرضیاتِ مولائے حقیقی کی موافقت کریں۔ نفس و شیطان کے مکر اور گردابِ ہوا و ہوس سے کنارہ کشی کریں۔ گرو قیامت کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کریں:۔

"وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ" (الحدیث) [۱]

"حیات در وجودِ موہوم" سے آزاد ہو کر اُس موت میں مشغول ہوں جو پیش از موت ہے۔ وہ معدوم جو اپنے پر احکامِ موجود جاری کرے اور عنوانِ وجود کے ساتھ ظاہر ہو، اور وہ نیست جو خواہ مخواہ ہست بنے . . . . . قابلِ مضحکہ ہے ؂

وصافیٔ خود بزعمِ حاسد نا کے   ترویجِ چنیں متاعِ کاسد تا کے

ہستی اور اُس کے توابع ہستی والے موجودِ حقیقی کے ہی شایانِ شان ہیں اور وضع شے در محلِ خود — اسی کو کہتے ہیں — ممکن کا کمال نفیٔ کمال میں مضمر ہے اور اُس کی خیریت سلبِ خیریت ہی میں ہے ؂

در عالمِ ما از ما جز نام نماند   واز صبحِ وجودِ ما جز شام نماند

"چل خسرو گھر اپنے سانجھ پڑی سب دیش"۔ (اے خسرو اپنے گھر چل، سب جگہ شام ہو گئی)۔

. . . . ماٴمول از دوستاں دُعائے سلامتیٔ خاتمہ است . . .

مکتوب (۱۶۲) شیخ محمد یوسف گردیزی [۲] پیر زادہ ملتان کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی — خصوصاً علی

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ فرما کر:۔ دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرو جس طرح مسافر ہوتا ہے بلکہ پل پر سے گذرنے والا ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا: اپنے نفس کو اصحاب قبور میں سے شمار کرو۔ (مشکوٰۃ باب الامل والحرص)

[۲] شیخ محمد یوسف گردیزی۔ آپ ملتان کے مشہور گردیزی خاندان کے ایک فرد اور حضرت

(بقیہ صفحہ ۲۲۲ پر)

سَیِّدِالوَریٰ صَاحِبِ قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدْنیٰ وَعَلیٰ آلِہٖ وَصَحْبِہِ الْبَرَرَۃِ التُّقیٰ۔

امابعد ـــــ تمہارا خط پہنچا ـــــ جس کی عبارت میں تروتازگی تھی ـ یہ ذرۂ بےمقدار نہ اس خطاب کا سزاوار ہے اور نہ اس مضمونِ مکتوب کا مستحق ـــــ وہ مقدمات جو اپنی تواضع کی بناء پر اپنے نامۂ نامی میں مجھ دُور ازکار کے حق میں لکھے ہیں وہ بھی صحیح و واقعی نہیں ـ اِس مسکین سے نجات کی درخواست کرنا اور رب الارباب کی طرف متوجہ ہونے کو مجھ سے طلب کرنا ایسا ہے، جیسا کہ کسی عاریت مانگنے والے سے عاریت چاہنا اور کسی محتاج سے سوال کرنا ـــــ فقیر اپنے اندر کوئی مناسبت اس "طائفہ علیہ" سے نہیں دیکھتا اور کوئی مشارکت اس "طبقۂ سنیہ" کے اسرار میں نہیں پاتا ـــــ باوجود اس کے جو طالب، اطراف و اکناف سے آتے ہیں بقدرِ استعداد، بہرہ ور ہو جاتے ہیں اور کمال و اکمال کا خیال کرتے ہیں ـ یہ سب برکات، بزرگوں کے انفاسِ نفیسہ کے ہیں ـ یہ مسکین درمیان میں کچھ نہیں ـــــ ع

ما خود نیئم ایں ہمہ الحاں زمطرب است

بلاشک نیستی و عدمیت، ممکن کے اندر ذاتی ہے، باقی تمام کمالات جو توابعِ وجود ہیں سب اس کے اندر "مرتبۂ وجوب" سے مستعار و مستفاد ہیں ـ ممکن بیچارہ اپنی ذات کو فراموش کرکے اپنے عاریتی کمال کو خیر و کامل تصور کئے ہوئے ہے، اپنے مولا کے مخصوص ترین اوصاف میں شرکت ڈھونڈھ رہا ہے اور رعونت و انانیت ظاہر کر رہا ہے، یہ نہیں جانتا کہ اس کی ذات عدم ہے، وہ عدم، جو ہر شر و فساد کا منبع ہے ـ جیسا کہ وجود، ہر خیر و کمال کا مبداء ہے ـ ممکن کی جہالتِ ذاتی کی بات ہے کہ وہ اپنے کو کامل سمجھے ہوئے ہے ـ اس

بقیہ صفحہ ۲۲۱ : حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ایک مخصوص مرید و خلیفہ تھے ـ حضرت والا آپ پر بہت مہربان تھے ـ خلافت دیگر آپ کو ملتان بھیجا، وہاں کے گرد و نواح میں آپ ہی کے ذریعہ طریقۂ نقشبندیہ کا رواج ہوا، نہایت مستقیم الاحوال تھے ـ (روضۃ القیومیہ رکن دوم)

کے حق میں کمال تو انتفائے کمال ہی میں ہے اور اس کی خیریت، سلبِ خیریت ہی میں ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

وصّافیٔ خود بزعمِ حاسد تا کے ترویجِ چنیں متاع کاسد تا کے

بات کہیں سے کہیں چلی گئی۔ یہ درویش دلریش، توجہٗ غائبانہ سے اور دعائے ظہر الغیب سے فارغ نہیں ہے۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ ـــــ اس محبت کی بدولت جو اس طبقۂ علیہ سے رکھتے ہو، بزرگوں کے فیوض و برکات سے فیض مند اور ان کے انوار و اسرار سے بہرہ مند ہو جاؤ گے۔ اس محبّت کو سرمایۂ سعادت تصوّر کرو۔ حق تعالےٰ اس محبت کی آگ کو سربلند کرے اور شعلۂ شوق کو مشتعل کر دے۔ ماسواء سے پورے طریقے پر رہائی دے، اور سراپردۂ قرب و معرفت میں پہنچا دے۔ اِنَّهٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ

کرّما! ـــــ معاملۂ افادہ و استفادہ، وابستہ بصحبت ہے، خصوصاً ہمارے طریقے میں کہ اس کا دار و مدار صحبت پر ہے ـــــ کسی کامل و مکمل کی صحبت میسّر آنے تک، اوضاعِ شرعیہ اور سُننِ مرضیہ پر مستقیم رہو۔ لہو و لعب اور صحبتِ ناجنس سے بچتے رہو اور وظائف و اذکارِ ماثورہ کے ساتھ اوقات کو معمور رکھو ـــــ علومِ دینیہ میں مشغول ہونا بھی اعظمِ عبادات سے ہے ۔۔ ۔۔ والسّلام۔

مکتوب (۱۶۹) محمد یحییٰ کے نام

ابوابِ فیوض ہمیشہ مفتوح رہیں ـــــ وہ خط جو از راہِ محبّت بھیجا تھا، پہنچا مسرّت بخش ثابت ہوا۔ ذکرِ قلبی کا ملکہ پیدا ہو جانے کو لکھا تھا۔ اس حالت کو" دوامِ آگاہی" اور" یادداشت" کہتے ہیں۔ جب تک" حضور و ذکر" بتکلّف ہے۔ اس کا نام" یادکرد" ہے، اور جب ذکر دوام پذیر اور تکلّف سے آزاد ہو جاتا ہے" یادداشت" بن جاتا ہے ؎

دارم ہمہ جا با ہر کس در ہمہ حال در دل ز تو آرزو و در دیدہ خیال

Marfat.com

کوشش کرو کہ خطرۂ ماسوا اس طرح دل سے چلا جائے کہ اگر سالہا سال قصد اور تکلف کیا جائے، خطرۂ غیر دل میں نہ گذرے، بسبب اُس نسیان کے جو دل کو ماسوا سے حاصل ہو چکا ہے، یہ حالت فنائے قلب سے تعبیر کی جاتی ہے اور "اطوارِ ولایت" میں قدم اوّل ہے۔

ایں کارِ دولتست کنوں تا کرا دہند ع

جو خواب دیکھے ہیں واضح دعالی ہیں اور مناسبتِ تامہ کی خبر دیتے ہیں، حق سُبحانہٗ و تعالےٰ ترقیات عطا فرمائے۔۔ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

مکتوب (۱۷۳) سیادت پناہ میر محمد ابراہیم[1] کے نام

(کمالاتِ محبّت کے بیان میں)

حق سُبحانہٗ و تعالےٰ ابوابِ فیوض کو ہمیشہ مفتوح رکھے۔ صحیفۂ گرامی پہنچا ـــــــ خوشوقت کیا ـــ دولتِ شوق و محبّت اور بیقراری و بے آرامی کا، جو کہ حد سے فزوں ہے اظہار کیا ہے۔ سب باتیں معلوم ہوئیں ـــ ہاں بیشک ع

درعشق چنیں بوالعجبیہا باشد

اس قسم کی محبت آرزوئے طالبین اور تمنائے سالکین ہے۔ یہی محبت چہرۂ کار سے پردہ اٹھاتی ہے، اور برسوں کا معاملہ گھڑیوں میں طے کر دیتی ہے۔ گرفتارانِ قیدِ عقل اس محبت کی قدر نہیں جانتے، وہ اس جنون کو عیب و مرض سمجھتے ہیں۔ اگر اس "معما" کا تھوڑا سا راز بھی اُن پر کھل جائے تو وہ بھی اس جنون کے دیوانے اور بصد آرزو بندشِ عقل

---

[1] آپ میر محمد نعمان اکبر آبادیؒ کے صاحبزادے اور اسلام خاں (میر ضیاء الدین حسین) کے داماد تھے۔ اکابرِ عصر میں آپ کا شمار تھا۔ عالمگیرؒ بادشاہ کی طرف سے بطورِ نذر چھ لاکھ ساٹھ ہزار کی اجناس حرمین شریفین کو لے کر گئے تھے۔ بعد مراجعت، حدودِ یمن میں ۱۰۸۱ھ کو فوت ہوئے۔
(تاریخ محمدی قلمی رضا لائبریری رام پور و مآثر الامراء جلد اوّل)

Marfat.com

سے یکسو ہو جائیں ؎

عقل گر داند کہ دل در بندِ زلفش چوں خوش است
عاقلاں دیوانہ گردند از پئے زنجیرِ ما

یہ جنوں سرمایۂ سعادت ہے اور مثمرِ قرب و معرفت —— حدیث شریف میں ہے :-
"لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُقَالَ اَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ"[1] —— لکھا تھا کہ :-
"رمضان شریف کا مبارک مہینہ سرہند میں گذارنا چاہتا ہوں" —— بہتر ہے ۔۔ ۔۔

مکتوب (۱۷۵) سرانداز خان کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم —— اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

صحیفۂ گرامی پہنچا۔ بہجت افزا ہوا۔ سلامت و عافیت کے ساتھ جادۂ شریعت و سنّت پر مستقیم رہو —— ایّامِ مفارقت بہت زیادہ ہو گئے —— شوقِ ملاقات کو کس طرح لکھا جائے۔ کیا بس کی بات ہے —— ہر چیز کا ایک وقت معیّن ہے — لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ۔ جس طرح اللہ تعالےٰ رکھے، اُسی پر راضی رہنا چاہیئے ؎

ہجر یکہ بود مُرادِ محبوب ... از وصل ہزار بار بہتر

بہر حال، طاعات و عبادات میں سرگرم، ذکر و فکر میں مشغول رہیں، آمادگیٔ آخرت میں کوشش کریں، مولائے کریم کی رضا طلب کریں —— اور دُور افتادہ دوستوں کو دُعائے خیر میں یاد رکھیں ۔۔ ۔۔ ۔۔

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا

---

[1] حصن حصین (جزری) میں اس طرح ہے - اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ" (رواہ احمد وغیرہ) یعنی اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ دُنیا والے مجنون کہنے لگیں۔

مکتوب (۱۷۶) میر عبد اللہ پشاوری کے نام

(نصیحت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ اللہ تعالیٰ ابوابِ فیوض ہمیشہ مفتوح رکھے ـــ طریقۂ خواجہ مرحوم (خواجہ محمد حنیفؒ) کو خوب اچھی طرح ملحوظ رکھنا اور ان کی متابعت ہاتھ سے نہ دینا۔ دوستوں سے طریقِ معاشرت عمدہ طریقے پر رکھیں۔ خواجہ مرحوم کے صاحبزادوں کی خدمت و رضامندی میں جان و دل سے کوشش کریں۔ احبائے دور افتادہ کو دعائے خیر سے یاد رکھیں، کمر ہمت کو عبادتِ مولائے حقیقی میں چست باندھیں اس مہلتِ قلیلہ میں رضامندیٔ حق تعالیٰ کو حاصل کرلیں۔ مربیِ ظاہری (خواجہ محمد حنیفؒ) ہرچند سر سے اٹھ گیا ہے لیکن مربیِ حقیقی تو قائم و دائم ہے "فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ" ـــــ حلقۂ ذکر کو گرم رکھیں، خلوت و تنہائی کے راغب رہیں، رات دن میں دو ایک وقت یک سوئی کے لیے بھی مقرر کرنے چاہئیں۔ "ذکر و فکر" "تذکرِ زلّات و تقصیرات" "توبہ و استغفار" "نفیِ وجود و سائر کمالات" نیز "نفیِ مرادات از خود" اس وقتِ تنہائی میں کریں، اور اس کو غنیمت سمجھیں، باقی اوقاتِ افادہ و استفادہ میں صرف کرنا چاہئیں ـــ والسلام

مکتوب (۱۷۸) مُلّا پائندہ کابلی کے نام

(خواجہ محمد حنیفؒ کی تعزیت میں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا ـــــ دو خط پے در پے پہنچے ـ مسرت بخشی ـ شوقِ ملاقات اور موانعِ ملاقات، جو لکھے تھے واضح ہوئے ہمیں بھی مشتاقِ ملاقات جانیں ـ (لیکن) ملاقات، وقت پر مقرر ہے ـ لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ جو کچھ فراقِ خواجہ مرحوم قدس سرہٗ کے متعلق لکھا تھا سب صحیح ہے ـ اوروں کا ماتم (فقط) ایک حصۂ زمین میں ہوتا ہے، لیکن "ماتمِ اہل اللہ" زمین و آسمان میں ہوتا ہے اور ظاہر و

باطن میں سرایت کر جاتا ہے، کیونکہ ان کے فیوض و برکات سے سب محروم ہو جاتے ہیں۔ اس خبرِ وحشت اثر سے کیا کہوں کہ کس قدر رنج و الم رونما ہوا؟ لیکن چونکہ یہ (سانحہ) محبوبِ حقیقی اور فاعلِ مختار کے ارادے سے ہوا ہے، اس لئے صبر و رضا اور تسلیم کے علاوہ چارہ ہی کیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ تم نے چند شعر جو "شکایتِ فلک و روزگار" میں لکھے ہیں اور یہ مصرع بھی اُن شعروں میں ہے ؎

فلک با منِ خستہ بیداد کردہ

یہ بات بہت ہی غیر مناسب ہے۔ بیچارہ فلک اور روزگارِ بے بنیاد، بھلا کیا حیثیت رکھتے ہیں، کہ حوادث اُن کی طرف منسوب ہوں، جو کچھ بھی ہے بارادہ و تقدیرِ الٰہی ہے، زمان و آسمان کو اللہ تعالےٰ کے فعل میں کوئی دخل نہیں ہے، وہ جو کچھ کرتا ہے انصاف و عدل، ظلم و بیداد کی وہاں گنجائش ہی نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ظلم و بیداد کو حضرتِ حق جلّ مجدہٗ میں ثابت کرنا بدترین قباحت ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ جَمِیْعِ مَا کَرِہَ اللّٰہُ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّخَاطِرًا۔ خواجہ مرحوم کے فرزندوں اور ان کی جماعت کی خدمت و رعایت، نیز خانقاہ کی دیکھ بھال میں کوتاہی نہ کریں بلکہ جان و دل سے یہ کام کریں اور خواجہ مرحوم کے احسانات کے بدلے میں ان کے فرزندوں کی دلجوئی کریں۔ والسّلام

مکتوب (۱۹۰) دوست محمد بیگ کے نام

(نصیحت)

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ـــــ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا ـــــ دو خط پے در پے پہنچے، خوش کیا ـــ الحمدللہ کہ عافیت سے ہو، اور یادِ اَحبّا سے غافل نہیں ہو، اور اسی کے ساتھ ساتھ تعمیرِ باطن میں بھی مشغول ہو، کوشش کرو کہ راہِ ترقی کھُلی رہے ـــــ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ۔ انفاسِ عمر بہت عزیز و غنیمت ہیں، سعی کرو کہ بطالت و خواہ مخواہی طریقے پر نہ گذرنے پائیں۔ اہم اشیاء میں مصروف رہنا چاہئے۔ مراقبہ، ذکرِ لسانی، تلاوت و نماز اور حلقۂ ذکر سے خالی نہ رہیں، اور ان میں سے وقت جس کسی کا تقاضا

Marfat.com

کرے، اور جس سے جمعیتِ قلب زیادہ ہو، اس میں مشغول رہیں، زبان سے تکرارِ کلمۂ طیبہ کرنے کی جانب زیادہ راغب ہوں، اور جو کہ حضرت ایشان (مجدد الف ثانی) قدس سرہٗ نے لکھا ہے کہ: "مبتدی اپنے اوقات کو ذکر سے اس طرح معمور رکھے کہ سوائے ادائے فرائض و سننِ مؤکدہ کے، اور کسی چیز میں مشغول نہ ہو" یہ دُرست ہے لیکن تم اس حکم سے خارج ہو، یہ حکم تو مبتدیوں کے لیے خاص ہے۔ تم تو وقت جو تقاضا کرے، امورِ مذکورہ میں سے، اور جس سے جمعیت پیدا ہو، اُس میں مشغول ہو جایا کرو۔ کچھ باتیں جو نماز سے تعلق رکھتی ہیں، دونوں خطوں میں لکھی تھیں، اُن کے مطالعہ سے بہت محظوظ ہوا، خصوصاً اس بات سے کہ: "نماز پڑھتے وقت جمعیتِ قلب اور حظ بہت حاصل ہوتا ہے، اور نماز کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ مشغول رہنے کو جی نہیں چاہتا اور جو حرف نماز میں اپنے مخرج سے نکلتا ہے وہ مسرّتوں کا اظہار کرتا ہے۔ وہ اُس وقت گویا کہ مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے"۔ اس بات نے تو بہت ہی خوشوقت کیا، اور لذاتِ معنویہ بخشیں۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

اندر سخنِ دوست نہاں خواہم گشتن

تا بر لبِ او بوسہ زنم چونش بخواند

جو حالت نماز میں رونما ہوتی ہے، وہ تمام حالات سے اونچی ہوتی ہے اور اصل کا نشان دیتی ہے، بے شائبۂ ظلیت ـــ نیز چہرۂ کار سے پردہ ہٹا دیتی ہے۔ والسّلام

مکتوب (۱۹۳) سیادت پناہ میر محمد یعقوب[1] کے نام

(ذکر و طاعت کی ترغیب میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ـــ تمہارا مکتوب مرغوب پہنچا۔ خوش وقت کیا۔ ذکر و فکر کے پابند اور مرضیاتِ الٰہی کے حاصل کرنے میں سرگرم

---

[1] غالباً یہ وہی میر محمد یعقوب ہیں، جن کا شمشیر خاں خطاب تھا، امرائے عالمگیری میں سے تھے۔

Marfat.com

رہو، قوت و جوانی کو طاعات و عبادات میں صرف کرو۔ حدیث۔ "شَابٌّ نَشَأَ فِیْ[1] عِبَادَةِ اللّٰهِ" تم نے سُنی ہوگی ۔ ہم تم جیسے جوانوں پر رشک و غبطہ کرتے ہیں" ہمارے ایامِ جوانی تو یوں ہی ہوا و ہوس میں گذر گئے، فی الحال حسرت و ندامت، نقدِ وقت ہے۔ جوانی دوبارہ لوٹ کر نہیں آتی، خواہ مخواہ کی تمنا ہے، وہی قصہ ہے کہ کسی نے کہا تھا کہ:۔ "لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ" (کاش جوانی لوٹ آتی) ۔ تم ہجومِ خطرات "سے پریشان نہ ہونا۔ اپنا کام کئے جاؤ اور استغفار کثرت سے کرو.. .. والسلام

مکتوب (۱۹۴) شیخ محمد باقر لاہوری کے نام

(اس بیان میں، کہ مکان کو صاحبِ مکان سے ایک نسبت ہوتی ہے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ مکتوبِ شریف پہنچا، مسرت بخش ہوا، خلیفۂ وقت (بادشاہ) کی ملاقات کے متعلق جو کچھ لکھا تھا، مفصلاً معلوم ہوا، حق سُبحانہٗ انجام امور بخیر کرے، اور خلیفۂ وقت کو توفیقِ استقامت بخشے، اور اس کو اکابر کے برکات۔ اور ان کی نسبت سے حصۂ کامل عطا کرے۔

گرمیٔ مجلس اور "احوالِ یاراں" کے متعلق جو کچھ لکھا تھا " وہ بھی بہ تفصیل واضح ہوا، اور سببِ خوشنودی و خوشوقتی ہوا، حق سُبحانہٗ دوستوں کو ہمیشہ ترقیات میں رکھے، اور ابوابِ فیوض مفتوح کرے ۔ لکھا تھا کہ" جہان آباد میں جس جگہ میں نے منزل اختیار کی تھی وہ جگہ اتنی بے فیض تھی کہ بیان نہیں کیا جا سکتا، اس کے بعد جب چند روز اُس جگہ میں نے نِشست و برخاست کی تو " مکان انوار سے گھر گیا ۔ یہ انکشاف " محسوساتِ ظاہری

---

[1] یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے، جس میں سات ایسے اشخاص کا ذکر کیا گیا ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے عرش کے سائے میں ہوں گے ۔ منجملہ ان کے ایک وہ جوان ہے جس نے عبادتِ خداوندی میں نشو و نما پائی ہے ۔

Marfat.com

کی مانند ہے، کہ گنجائش شک نہیں" ۔۔۔ ضرور ایسا ہوا ہوگا ؎

" وَلِلْاَرْضِ مِنْ کَاْسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ "

مکان کو صاحبِ مکان کے ساتھ ایک خاص اتصال اور ہمسائگی ہوتی ہے، اور وہ صاحبِ خانہ کے انوار و برکات کا امیدوار ہوتا ہے۔ یہیں سے بزرگی و عظمت بیت اللہ کو قیاس کرنا چاہیئے، اور اُس کے انوار و برکات کو سمجھنا چاہیئے (اگرچہ) "مَالِلتُّرَابِ وَ رَبِّ الْاَرْبَابِ" (چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک) ہمارے حضرت مجدد بھی خانہ ہائے سکونت کے انوار و برکات بیان فرمایا کرتے تھے اور اُن مقامات کے عجائب و غرائب کا اظہار کیا کرتے تھے، جو مکانات اُن مکانات کے پڑوس میں ہوتے تھے، اُن کے برکات بھی بیان فرمایا کرتے تھے، بحالتِ سفر، جس جس منزل، جس جس بستی، اور جس جس شہر میں وہ فروکش ہوتے تھے، اُن "بلاد و قریٰ" کے حقائق اُن پر ظاہر و منکشف ہو جاتے تھے۔

.. .. .. والسلام اولاً و آخراً

مکتوب (۱۹۵) شیخ محمد خلیل اللہ کے نام (درمیان سے)

.. .. .. تم نے لکھا تھا کہ اگرچہ " ایں حکم ببار یافتگان جناب قیومیت[1] بے ادبی ست" فقیر اس قسم کی عبارت سے ۔۔۔ جو اس دوراز کار کے بارے میں لکھی ہے، راضی نہیں ہے۔ خیر، جو بات گذر گئی، گذر گئی، آیندہ یہ لفظ نہ لکھیں .. ..

مکتوب (۲۰۳) میر سید اسرائیل کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔۔۔ اللہ تعالےٰ

---

[1] حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کو روضۃ القیومیہ میں قیوم ثانی اور حضرت مجدد کو قیوم اول لکھا ہے۔ نہیں معلوم یہ القاب کس اصل کی بناء پر مقرر کئے گئے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم رح تو اس مکتوب میں اس قسم کے لقب سے اظہارِ ناراضگی فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

ابوابِ فیوض کشادہ رکھے۔ نامۂ نامی وصحیفۂ گرامی جو اس مسکین کے نام تھا، اس کے ورود سے مشرّف ہوا۔ تم نے ظاہری جُدائی و دُوری پر اظہارِ افسوس کیا ہے۔ ہماری طرف سے بھی اظہارِ اشتیاق ہے۔ "اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ" (مومن مومن کا آئینہ ہے) کو ملحوظ رکھو، کیا کیا جائے، دُنیا تو محلِ فراق ہے، محلِ لقا آخرت ہے۔ حق تبارک و تعالیٰ احسن وجوہ کے ساتھ وہاں ہم کو جمع کرے، اور اس فراقِ ظاہری کی تلافی فرمائے۔ لقائے حق تعالیٰ بھی آخرت کے لئے موعود ہے۔

"مَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ"[1] (عنکبوت)

یہ اس لئے ارشاد فرمایا جا رہا ہے، کہ موت مقدمات آخرت سے ہے، دُنیا میں جن مشاہدات و معاینات سے تسلی حاصل کی جاتی ہے وہ تو سراب کی مانند ہیں، کہ پیاسا اُس کو پانی سمجھتا ہے اور عالی ہمّت اُس پر فریفتہ نہیں ہوتا، اور اس سراب سے سیراب ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔ مشاہداتِ دُنیاوی تمام تر "ظلال" سے وابستہ ہیں، اور دامِ خیال سے آزاد نہیں ہیں۔ جو کچھ دیکھا گیا، اور جو کچھ جانا گیا، وہ سب کا سب "غیر" ہے۔ ہاں: نماز چوں کہ معراجِ مومن ہے اور مصلّیٔ کامل چونکہ ادائے نماز کے وقت دُنیا سے باہر اور عالمِ آخرت سے پیوستہ ہو جاتا ہے، اس لیے اگر ادائیگی نماز کے وقت میں اُس دولت کا نمونہ جو کہ آخرت کے ساتھ موعود ہے۔ رونما ہو۔ تو گنجائش ہے۔ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس جگہ جس قدر بھی زراعت میں افزائی کی جائے گی اُس کا اجر اُتنا ہی بھرپور ملے گا، اور آخرت میں "مراتبِ قرب و شہود" بھی زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں گے۔ افزونیٔ زراعت یا تو کیفیت میں ہوتی ہے یا کمیت میں، اور معتبر وہ افزونی ہے جو کیفیت میں ہو، اس لئے کہ کمیت میں افزونی تو عوام سے بھی ہو جاتی ہے، افزونیٔ کیفیت، خواص کے ساتھ ہی مخصوص ہے، وجہ یہ ہے کہ خواص کے نفوس، دولتِ فنا و بقا کے ذریعے "اطمینان" کے

---

[1] جو کوئی اللہ تعالیٰ کی مُلاقات کا اُمیدوار ہے، پس بیشک اللہ تعالیٰ سے مُلاقات کا وقت (آخرت میں) یقیناً آنے والا ہے۔

ساتھ وابستہ ہو کر "آثار گی" سے چھٹکارا پائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس راستے سے طاعت و عبادت بھی ریا، اور "دقائق شرک" سے بعید، اخلاص سے قریب، اور قبولیت سے بہت زیادہ قریب ہو جاتی ہے ـــــ سلوک طریقہ "حقیقتِ اخلاص کے حاصل کرنے کے لئے ہے، تاکہ بے تکلف اخلاص حاصل ہو جائے۔ اور یہ بات فنائے نفس، اطمینانِ نفس اور حصولِ حقیقتِ بندگی سے وابستہ ہے، اور یہ سب چیزیں دقائقِ شرک سے آزادی حاصل کرنے پر موقوف ہیں، تاکہ اسلامِ حقیقی ظاہر ہو اور حقیقتِ صلوٰۃ اور تمام طاعات کی حقیقت جلوہ نما ہو جائے ـــــ یہ نہیں ہے کہ مقصودِ حقیقی کو جال میں لے آئیں گے اور عنقا کا شکار کر لیں گے۔ ع

"عنقا شکار کس نشود دام باز چیں"

بزرگوں نے کہا ہے کہ علمِ فنا و بقا صحتِ نیت اور خلوصِ عبودیت پر مبنی ہے، اور اس کے علاوہ مغالطہ و زندقہ ہے ـــــ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَآءِ كَمَا هِيَ وَجَنِّبْنَا عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالْمَلَاهِيْ بِحُرْمَةِ مَنْ مَّا زَاغَ بَصَرُهٗ وَمَا طَغٰى عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا

مکتوب (۲۰۶) حاجی محمد شریف خادم کے نام

(اس بیان میں کہ رضا بقضا اور طلب و دعا میں منافات نہیں ہے)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ وَتَبْلِيْغِ الدَّعَوَاتِ ـــــ تمہارا خط جو کسرِ نفسی کے الفاظ پر مشتمل تھا، پہنچا ـــ مسرت افزا ہوا ـــ دریافت کیا تھا کہ حدیث "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْهِمَمِ" (اللہ تعالیٰ عالی ہمتی کو پسند کرتا ہے) اس بات کی مقتضی ہے کہ "امورِ عالیہ" کو طلب کیا جائے، اور مقامِ رضا و عبودیت کا تقاضا ہے کہ کچھ نہ طلب کیا جائے، کیونکہ دعا منافیٔ عدمت در رضا ہے۔

Marfat.com

مخدوما! یہ سوال مطلق دُعا کے بارے میں ہوا کہ دُعا و طلب، منافیِ رضا و تسلیم ہے۔ (اب یہ ہے کہ منافات نہیں ہے، یہ بات جائز ہے کہ ایک شخص موجود پر راضی ہو، اور طالب زیادتی بھی ہو۔ طلب زیادتی ——— موجود پر عدم رضا نہیں ہے۔ (دیکھو) "وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا" اور "وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ" (ان دُعاؤں میں طلب زیادتی ہے، اور رضا کے منافی نہیں) دوستانِ حق تعالےٰ اُس کی (فرستادہ) بلا پر راضی ہوتے ہیں، اس کے باوجود اس بلا کے دفع کرنے کی بھی دُعا کرتے ہیں (دیکھو) "اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ" (اس میں دفعِ بلا کی درخواست ہے) اگر رضا بقضا منافیِ طلب ہوا کرتی تو کیوں دُعا کا حکم ادھر سے ہوتا۔ (چنانچہ قرآنِ مجید میں ہے) "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ" پس معلوم ہوا کہ رضا و دعاء کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔ بشارت کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا، اُس کا جواب اپنے حاضر ہونے پر موقوف رکھیں۔ (فی الحال) قلم کو معذور سمجھیں۔۔ ۔۔ وَالدُّعَاءُ وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

مکتوب (۲۰۸) شیخ خالد سُلطان پوری کے نام

مکتوب مرغوب پہنچا۔ جو کچھ تنگیِ روزگار کے متعلق لکھا تھا، سب معلوم ہوا "اور تفکر کا سبب ہوا، اللہ تعالےٰ عالمِ غیب سے کشادگی کرے اور امداد فرمائے فقیر اس بارے میں دُعا کرتا ہے۔

مخدوما! رزق کا تنگ کرنا اور کشادہ کرنا، اللہ تعالےٰ ہی کا فعل ہے، کسی کو اس میں دخل نہیں ہے۔ "اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ" —— بندۂ مقبول وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فعل، ارادے اور تقدیر سے راضی ہو، ماتھے پر بل نہ ڈالے، کشادہ پیشانی اور خوش و خرم رہے۔ یہ فقر و فاقہ اور تنگیِ معیشت (کبھی) اپنے ایسے خاص بندوں کو عنایت کرتا ہے جو مقصودِ آفرینشِ دُنیا ہوتے ہیں، انسان کی سعادت ہے کہ

Marfat.com

وہ کسی اُمر میں اُن برگزیدہ بندوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اگر بندہ اس نعمت کی قدر جانے اور راہِ صبر و رضا اختیار کرے تو اُمید ہے کہ کل روزِ قیامت کو بھی ان بزرگوں کے انوار و برکات میں شریک ہوگا اور اُن کے دسترخوان کا بچا ہوا اٹھائے گا۔ غمگین، پریشان اور اپنی زندگی سے بیزار نہ ہوں، وہ زندگی جو غفلت میں گزرے، البتہ قابلِ بیزاری ہے۔ دُنیا میں عیش و تنعّم کے لیے نہیں لایا گیا ہے محلِ عیش تو آگے ہے۔ "اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ" دُنیا میں طاعت و عبادت کے لیے لائے ہیں اور یہاں معرفتِ حق مطلوب ہے۔ اگر ان امورِ مطلوبہ میں خلل و نقصان آئے، تو جائے افسوس ہے ــــ دُنیا و مافیہا اس قابل نہیں کہ اس کے فقدان پر زندگی سے تنگ آجائیں۔ اس لیے کہ دُنیا کی تنگی، آخرت کی کشادگی کا سبب ہے

ــــــــ والسلام اوّلاً و آخراً

مکتوب (۲۱۹) مُلّا فصیح الدین کے نام (آخری سطریں)

مخدوما! سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا اس امر کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ آپ کو اُسی صورت کے ساتھ دیکھا جائے، جس صورت میں مدینۂ منورہ میں آرام فرما ہیں جس صورت میں بھی دیکھا جائے، اُمید ہے کہ (حسبِ ارشادِ نبوی) شیطان سے تمثّل نہ ہوگا، لیکن اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ وقائع و منامات، بشرات ہیں، استعداد کی خبر دیتے ہیں، حصول پر دلالت نہیں کرتے، معاملے کو جان کھپا کر، قوت سے فعل میں لایا جاتا ہے۔ والسلام

مکتوب (۲۲۰) شیخ سیف الدین (اپنے صاحبزادے) کے نام

... ... جو کچھ بادشاہِ دین پناہ سلّمہٗ ربہ (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کے بارے میں مرقوم تھا یعنی "اثراتِ ذکر در لطائف" "حصولِ سلطانِ ذکر در رابطہ" "قلتِ خطرات" "قبولِ کلمۂ حق" "رفعِ بعض منکرات" اور "ظہورِ لوازمِ طلب" یہ سب باتیں واضح ہوئیں۔ شکرِ خدا بجالاؤ۔ طبقۂ سلاطین میں اس قسم کے امُور حکمِ عنقا رکھتے ہیں ــــ حدیث میں آیا ہے:۔ مَنْ اَحْیٰی

سُنَّتِیْ بَعْدَ مَا اُمِیْتَتْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ" (جس نے میری سُنّت کو اُس کے مُردہ ہونے کی صورت میں زندہ کیا، اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا)۔ اَللّٰهُمَّ زِدْهُ تَوْفِیْقًا وَّ طَلَبًا وَّ شَوْقًا وَّ تَرَقِّیًا فِیْ مَرَاتِبِ قُرْبِكَ ـــــ فقیر دُعا و توجہ سے فارغ نہیں ہے۔ بادشاہ کی ظاہری و باطنی صلاحیت کا خواستگار ہوں، اُن کے باطن کو نسبتِ اکابر سے معمور پاتا ہوں، اور اُمیدوار ہوں کہ وہ جلد ہی "فنائے قلب" کی دولت سے مشرف ہو جائیں گے، یہ فنائے قلب درجاتِ ولایت میں درجۂ اولیٰ ہے۔

ع "با کریماں کارہا دشوار نیست"

والسّلام اوّلاً و آخراً۔۔۔

مکتوب (۲۲۱) سُلطانِ وقت (اورنگ زیب عالمگیرؒ) کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـــــ اَوْلٰی مَا یُقَدَّمُ حَمْدُ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ ثُمَّ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَ اٰلِهٖ عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ وَیْلَكَ وَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحَهُمْ بِهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔۔۔

لہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کب آئے گی؟ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: تجھ پر افسوس! تو نے قیامت کی تیاری کیا کی ہے؟ (جو قیامت کو دریافت کر رہا ہے) اُس نے عرض کیا۔ میں نے تیاری تو کچھ نہیں کی ہے، مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کو محبوب رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا:۔ تو قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اس ارشاد سے صحابہ کرامؓ کو اتنی مسرت ہوئی کہ میں نے علاوہ اسلام کے کسی چیز سے اتنی مسرت نہیں دیکھی۔ (بخاری و مسلم)

Marfat.com

اما بعد - کمترین دعاگویان محمد معصوم ــــ کَهفُ العَالَمِینَ ظِلُّ اللهِ عَلَی العَالَمِینَ،
حضرتَ اَمِیرُ المُؤمِنِینَ اَنَارَ اللهُ تَعَالیٰ بُرهَانَهٗ کی خدمت میں لکھتا ہے کہ مکتوب
عالی شان، جو بکمالِ عنایت و مہربانی، قلم عنبریں رقم سے مرقوم کیا گیا تھا - خواجہ محمد شریف
بخاری نے عزیز ترین زمانہ میں پہنچایا، اور فقرائے بے نوا کو تشریفات علیہ سے نوازا -
اس مکتوب سے راہِ طریقت کا شوق ہویدا تھا - اسی لئے مقصد کے حاصل ہونے کی اُمید دامی
ہے - ایک درویش نے فرمایا ہے، اگر نخواستے داد، نداد ے خواست، یعنی اگر اللہ تعالےٰ
کچھ دینا نہ چاہتا تو طلب کا مادہ ہی نہ پیدا کرتا - صوفیاء کا یہ جو مقولہ ہے کہ:- "اِذَا بَکیٰ
القَلبُ مِنَ الفَقدِ ضَحِکَ الرُّوحُ مِنَ الوَجدِ" (جب کہ قلب گمشدگی سے
روتا ہے تو رُوح یافت پر خوش ہوتی ہے) - (اس مقولہ کی رو سے) گریۂ دل کو جو کہ از راہِ
طلب و شوق پیدا ہوا ہے، یافتِ روح پر دلیل قرار دیا گیا ہے - اس کی تفصیل یہ ہے کہ
"لطائفِ خمسۂ عالمِ امر" آپس میں پڑوسیوں کا حکم رکھتے ہیں، ان میں بعض لطائف ایکدوسرے
سے زیادہ لطیف ہیں، اور جو بھی لطیف تر ہے عالمِ غیب سے نزدیک تر ہے اور حضرت
وہاب سے فیض حاصل کرنے میں آگے بڑھا ہوا ہے، جب کبھی ان لطائف میں سے کسی
لطیفہ پر کوئی عطیہ وارد ہوتا ہے، تو دوسرا "لطیفہ" جو اُس سے قریب ہے خبردار ہو جاتا ہے
اور اس دولت پر رشک و غبط کرتا ہے، اس کی طلب میں کوشش کرتا ہے، اور اس کو
گریۂ شوق دامنگیر ہو جاتا ہے - اگر کسی لطیفے پر بھی "واردِ غیبی" نمودار نہیں ہوتا، تو تمام
لطائف غافل رہتے ہیں، اور راہِ طلب بند ہو جاتی ہے - پس گریۂ قلب دلیل ہے اس
امر کی کہ رُوح کو کچھ مل گیا، اس لیے کہ قلب و رُوح کو آپس میں نسبتِ ہمسائیگی اور اتصال
حاصل ہے - ایک کی یافت سے دوسرا واقف ہے، اور اس دولت کے نہ پانے سے
نالاں اور اس کی طلب میں دواں ہے - الحمد للہ والمنۃ کہ فقیر زادہ (شیخ سیف الدین سرہندی)
"منظورِ نظرِ قبول" ہو گیا ہے اور اس کی صحبت مؤثر ثابت ہوئی ہے - امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر جو کہ فقیر زادے کا شیوہ ہے، اُس پر آپ نے اظہارِ شکر و رضامندی کیا ہے،
میں اس عطیے (اظہارِ شکر) پر شکرِ خداوندی بجالایا، اور یہ امر سببِ از دیادِ دُعاگوئی ہوا -

Marfat.com

کیا عجب نعمت ہے کہ اس طمطراق بادشاہت اور دبدبۂ سلطنت کے ہوتے کلمۂ حق، سمع قبول میں آئے، اور ایک "نامراد" کا قول، مؤثر ثابت ہو — فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ — (سورۃ زمر) وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ —

مکتوب (۲۲۷) سلطانِ وقت (حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ) کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — بعد حمد و صلوٰۃ — قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى — كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ — وَلَنِعْمَ مَا قَالَ لَبِيْدٌ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهِ بَاطِلٌ — حق تعالے کے علاوہ ہر چیز فانی ولاشے محض ہے۔ ایک باطل ہے، جو "حق نما" ہے، ایک عدم ہے جو "وجود آسا" ہے۔ ہر چیز کی ذات عدم ہے اور عدم ہر شر و نقص کا ماوی و ملجا ہے۔ کسی چیز میں صفاتِ کمال کا پایا جانا "مرتبۂ وجوب" سے مستعار و مستفاد ہے۔ پس خیر و کمال کا مرجع جنابِ قدس ہے، اور شر و نقص تمام تر "ممکن" کی طرف راجع ہیں۔ آیۂ کریمہ :۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ

لہ پس مژدہ دیجئے میرے اُن بندوں کو جو بات کو سُنتے ہیں، پس پیروی کرتے ہیں نیکو ترین بات کی یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہدایت اللہ تعالےٰ نے کی ہے اور یہ لوگ صاحبانِ عقل و خرد ہیں۔

لہ اللہ کی ذات کے علاوہ ہر چیز فانی ہے۔

لہ لبید نے یہ بات کیا اچھی کہی ہے۔ آگاہ ہو جا، اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے (یعنی بے حقیقت اور فانی ہے)۔

لہ جو بھی بھلائی تجھے پہنچتی ہے، وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو برائی تجھے پہنچتی ہے، وہ تیری ذات سے

Marfat.com

اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ —— اس معنیٰ کی تائید کر رہی ہے۔

ممکن کمال نادانی سے اپنی ذات کو فراموش کئے ہوئے اور اپنی شرارت اور نقص ذاتی سے آنکھ بند کئے ہوئے اپنے کمالات عاریتی کو خیر و کمال خیال کر رہا ہے، اور اپنے کو "مبداءِ حسنات" سمجھے ہوئے ہے۔ اس نے ایک "بنیادِ دراز" اسی بے بنیاد تخیل پر رکھی ہے، اسی وجہ سے مولائے حقیقی سے دعویٰ ہمسری کرتا ہے، یہیں سے رعونت و انانیّت پیدا ہوتی ہے۔ عجیب معاملہ ہے کہ "اصل" جو کہ کمال و جمال کے ساتھ آراستہ ہے، درپردہ ہے اور نظر سے پوشیدہ ہے اور "ظل" جو کہ منبعِ نقص و شرارت ہے اپنے کو خواہ مخواہ عنوانِ اصل کے ساتھ ظاہر کر کے ناظرین پر جلوہ گر ہو رہا ہے ؎

پری نہفتہ رُخ و دیو در کرشمہ و ناز

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

جب کوئی سالک، عنایاتِ ربّانی کی برکت سے اپنی عدمیتِ ذاتی پر اطلاع پاتا ہے، اور اپنے صفاتِ کمال کو حق تعالیٰ کے کمالات کا پرتو یقین کرتا ہے اور ان عارضی کمالات کو بالکلیہ اصل کے حوالے کرتا ہے اور اپنے آپ کو، جو کہ آئینۂ کمالاتِ ربّانی ہے، محض خالی پاتا ہے، اور معدومِ محض دیکھتا ہے، تب جا کر فنائے حقیقی سے مشرف ہوتا ہے اور "انانیّتِ امّارہ" سے چھٹکارا پاتا ہے، پھر "نفسِ امّارہ" تدریجاً "نفسِ مطمئنہ" بنتا ہے۔ اسی وقت نعمتِ حق اس کے حق میں کامل ہوتی ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

چوں بدانستی کہ ظلِّ کیستی　　فارغی گر مُردی و ور زیستی

اس کے بعد عرض ہے — کہ مکتوبِ عالی شان نے سعید ترین زمانہ میں پرتو نزول ڈال کر فقرائے بے نوا کو بہجت و شرف سے نوازا ؎

از آمدنش چوں گل شگفتم　　دامن دامن بہار رُفتم

آپ کے مکتوب کے فصاحت رنگیں اور بلاغت معانی و نکات کا کیا بیان کروں ؎

فَفِیْ کُلِّ لَفْظٍ مِّنْہُ رَوْضٌ مِّنَ الْمُنٰی　　وَّفِیْ کُلِّ سَطْرٍ مِّنْہُ عِقْدٌ مِّنَ الدُّرَرْ

ؔلہ اس کے ہر ہر لفظ میں آرزوؤں کا ایک باغ مضمر ہے اور ہر ہر سطر میں موتیوں کا ایک ہار پنہاں ہے

Marfat.com

اس سے پہلے فقیر زادے (شیخ سیف الدین) کے خط میں "کیفیت سبق باطن" لکھ چکا ہوں، نظرِ عالی سے گذرا ہوگا ـــــ آپ نے دُعا و توجہ غائبانہ کی طلب اس "شکستہ" سے کی ہے ' ہر چند پہلے بھی اکثر دُعا کرتا تھا، اور توجہ میں مشغول رہتا تھا، لیکن اسوقت جب کہ اس قسم کی مہربانیاں اور خصوصیات درمیان میں آگئی ہیں ۔ "جمع ہمت" کے ساتھ سلسلہ علیہ نقشبندیہ کے طریق معہود پر ترقیٔ باطن، ازدیادِ کیفیتِ استقامت، نیز نصرت ظاہر کے لیے دُعا کرتا ہوں، اور کسی طرح کوتاہی پر راضی نہیں ہوں ۔ آپ نے "بارِ گرانبارِ جہانداری" اور حُسنِ خاتمہ کے متعلق بھی اظہار کیا تھا ۔ چونکہ اللہ تعالٰے نے اپنے کرم سے آپ کو اس بارہ میں خوف عنایت فرمایا ہے، اس لیے بہت کچھ (اچھی) اُمیدیں ہیں ـــــ یہ خوف کارہائے مشکل کو آسان کر دیتا ہے ۔ حدیث میں آیا ہے :۔ لَا یَجْتَمِعُ خَوْفَانِ خَوْفُ الدُّنْیَا وَخَوْفُ الْاٰخِرَۃِ[1] ـــــ فقیر زادے کی ادائیگی خدمات اور لوازمِ خیر خواہی آپ کی نظر میں پسندیدہ ہیں ' یہ بات اس کے لئے موجبِ سعادت و باعثِ امتیاز ہوئی ۔ فقیر زادہ جو کہ صاحبِ صوری و معنوی ہے، عُزلت اور عدمِ اختلاط کی عادت رکھتا تھا، چند آدمیوں میں بیٹھنے کی بھی اُس کو عادت نہ تھی' لیکن محض خیر خواہی نے اُس کو اس بات پر آمادہ کیا ہے (کہ آپ کے پاس گیا) .. .. .. مربّی حقیقی اللہ تعالٰے ہے، وہ خود دردِ طلب دیتا ہے اور اپنی طلب میں دوڑاتا ہے اور خود راہِ وصل کھولتا ہے

ع "از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند"

آفتابِ سلطنت و کوکبِ معدلت تابندہ و درخشاں باد .. .. ..

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

مکتوب (۲۳۱) میرزا لطیف بخاری کے نام (آخری حصہ)

.. .. تم نے لکھا تھا کہ :۔ "ایک دن آپ کے حقائق و معارف کا ذکر ہو رہا تھا'

---

[1] خوفِ دُنیا اور خوفِ آخرت کسی شخصِ واحد کے اندر جمع نہیں ہوتے (یعنی اگر کسی کے اندر خوفِ آخرت ہوگا' تو خوفِ دُنیا سے محفوظ رہے گا)۔

Marfat.com

بات سلطان ذکر پر چلی، تو صدرِ اہل مجلس نے کہا کہ اب تک میں نے اس نام کا کوئی ذکر نہیں سُنا۔ اور کتابوں میں بھی نظر سے نہیں گذرا، آیا یہ اولیائے سابق کی اصطلاح یا اُن کی کوئی حالت ہے ؟"

مخدوما! سلطانِ ذکر ہمارے طریقے میں زبان زد اور شائع و ذائع ہے، اور ہم نے اپنے پیروں سے اس کو سُنا ہے، ہمارا ایجاد کردہ نہیں ہے، جو کچھ بھی ہے بزرگوں کی چیز ہے ...... (قطبِ عالم) حضرت شیخ عبدالقدوس (گنگوہی) جو کہ اکابر مشائخ ہند سے ہوئے ہیں، اور جن کا زمانہ حضرت خواجہ احرار کے قریب قریب ہے .. اُن پر اخیر عمر میں "استغراق و بیخودی" غالب ہوگئی تھی، چنانچہ اکثر استغراق میں رہتے تھے۔ اوقاتِ نماز میں بآوازِ بلند اُن کو بیدار کیا جاتا تھا، اس راز کو اُن سے معلوم کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ "میں نے دل کو ذکر سے کوٹا ہے، اس لیے "سلطانِ ذکر" ہر وقت غالب رہتا ہے، اور وہ مجھ کو مجھ سے اُچک لیتا ہے۔"

تم نے یہ بھی لکھا تھا کہ:- "اگر دس آدمی خلفاء میں سے اس مُلک (علاقہ بخارا) میں رہیں تو گنجائش ہے، اس لئے کہ اس علاقے کی وسعت بہت ہے، طالبانِ حق کی خبرگیری آپ کے ذمے کی گئی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ربع مسکوں کی خبرگیری آپ ہی کریں۔"

مخدوما! یہ مسکین اپنے آپ کو کسی گنتی میں نہیں گنتا، اپنے کو لاشئے خیال کرتا ہے۔ اسی وجہ سے کسی امرِ اہم کو انجام نہیں دے سکتا، اور بھلا میں مولائے حقیقی کے (زیرِ تصرف) کام میں اپنے کو کیسے دخیل کر سکتا ہوں ؎

من ہیچم و کم ز ہیچ ہم بسیارے ۔ از ہیچ کم از ہیچ نیاید کارے

مربیِ حقیقی تو اللہ تعالےٰ ہے، اور "ربعِ مسکوں" اور سوائے اس کے اُسی کے تحتِ تصرف ہیں ؎

"از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند"

اللہ تعالےٰ جب چاہتا ہے کہ کسی شخص کو اپنے دوستوں میں سے کسی سے فیض مند کرے اور درجۂ کمال تک پہنچا دے، تو اس شخص کو اس بزرگ کی صحبت میں پہنچا دیتا ہے، یا اس

بزرگ کر اس طالب کے پاس پہنچا دیتا ہے ۔۔ ۔۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہم جیسے مہجوران دُور از کار کو تو سوگِ ہجر اور ماتمِ عصیاں کرنا ضروری ہے اور رعایتِ شریعت کے ساتھ ساتھ گوشۂ نامرادی کو اختیار کرنا اہم چیز ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ہمیں خود مرضیاتِ خداوندی میں کمرِ ہمت کو چست باندھ لینا چاہیئے ۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ـــــ اب جو بھی مناسبت رکھتا ہے ، فیض حاصل کرے گا ، ورنہ نہیں ۔

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا

مکتوب (۲۳۲) اپنے صاحبزادے شیخ سیف الدینؒ کے نام

(آخری حصہ جس میں مجالسِ سلطانی کا ذکر ہے)

۔۔ ۔۔ لکھا تھا کہ : " مجالسِ سلطانی میں عجیب اسرار جلوہ گر ہوتے ہیں ، جوں ہی اُن محفلوں میں داخلہ ہوتا ہے " عروج و نزول " کی کیفیات کے ساتھ ممتاز کر دیا جاتا ہے "۔ ٹھیک ہے ، اہلِ کمال ہر قطعۂ زمین سے وہ فیوض و اسرار جو اس کے مناسبِ حال ہیں ، مشاہدہ کرتے ہیں ، اور ہر زمین سے اُس زمین کے مناسب ، کمال کو حاصل کرتے ہیں ۔ کسی زمین کو " معاملاتِ فنا " کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے ، اور کسی کو کمالاتِ بقا کے ساتھ موافقت ہوتی ہے ، کسی قطعے کو عروج سے مناسبت ہے اور کسی کو نزول سے ـــــ حرمِ مکہ کے کمالات و معاملات جدا ہیں ، حرمِ مدینہ کے فیوض و کاروبار جدا ۔ ع

ہر خوش پسرے را حرکاتِ دگر ست

تم نے بادشاہ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اُن کے اندر وسعتِ لطیفۂ اخفیٰ اور اس سے مناسبتِ تام کا پتہ چلتا ہے ۔ اس بات کے مطالعے سے خوشی ہوئی ۔ لطیفۂ اخفیٰ سب سے بڑا لطیفہ ہے ، اور اس کی ولایت سب ولایات سے اونچی ہے ۔ اس لطیفے کو خاص سرورِ کائنات کے ساتھ خصوصیت حاصل ہے ۔ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ وَالْبَرَكَاتُ ـــ فقیر بھی بادشاہ کے اندر لطیفۂ اخفیٰ کی مناسبت پاتا ہے ۔

ـــــــ وَالْغَيْبُ عِنْدَ اللهِ

Marfat.com

مکتوب (۲۳۴) خواجہ محمد وفا حصاری کے نام

بعدِ تسمیہ و حمد و صلوٰۃ ــــ مکتوبِ مرغوب وصول ہوا ــــ جو کچھ حوادثِ روزگار کے بارے میں لکھا تھا، معلوم ہوا۔

مخدوما! ــــ سب باتوں کو منجانب اللہ سمجھنا چاہیئے، اور "کشائشِ کار" کو اسی کی طرف سے تلاش کرنا چاہیئے ــــــ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ۔۔۔

مخدوما! ــ تم نے خط میں فقیر کے نام کو حق تعالےٰ کے نام کے اوپر لکھا ہے۔ یہ بات اچھی نہیں ہے ــ توبہ کرو ــ اس کے بعد ایسا نہ ہونا چاہیئے، بظاہر تم نے ایسا سہواً کیا ہوگا۔ بہرحال توبہ و انابت درکار ہے ــ ابوابِ ترقیات مفتوح باد۔

مکتوب (۲۳۷) امان بیگ کے نام

بسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ــ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ۔

مکتوب شریف پہنچا، خوش وقت کیا۔ تفرقاتِ دُنیائے دُنی، کثرتِ قرض اور بدسلوکیٔ اہلِ خانہ کی شکایت تم نے لکھی تھی، ان سب باتوں کو منجانبِ حق سمجھو، اور ان اُمور کے پیش آنے پر حق سُبحانہٗ و تعالےٰ سے حجاب میں نہ رہو، بلکہ صوری حوادث کے ذریعے سے جمعیتِ معنوی کے اسباب مہیا کرو ؎

در دلِ ما غمِ دُنیا غمِ معشوق شود   بادہ گر خام بود پختہ کند شیشۂ ما

ایک طالبِ راہ نے ایک ماہرِ راہ سے شکایت کی کہ میں ہجومِ خطرات سے پریشان ہوں۔ اس نے کہا، کہ آؤ! ــ "اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ" کے معنی کے بموجب جب کہ احاطہ و شمولِ مطلوب معلوم ہے، تو خطرات کو اسبابِ وصل میں سے شمار کرنا چاہیئے، نہ کہ موجباتِ فصل میں سے ــــ اور ہمیشہ ابوابِ مشاہدہ کو مفتوح رکھنا چاہیئے اور روزنِ غفلت کو بند۔۔۔ اور خواب میں جو تم نے دیکھا ہے کہ "پیشِ فقیر، بساطِ شطرنج کھلی ہوئی رکھی ہے

Marfat.com

اور فقیر نے تم سے کہا ہے کہ تمام لوگ جو حاضر ہیں، وہ تو ہمارے ساتھ شطرنج کی بازی لگا چکے ہیں، اب تمہارا نمبر ہے۔ آؤ ہمارے ساتھ کھیلو، اور تم نے کھیلنا شروع کر دیا، اس کے بعد تمہاری آنکھ کھل گئی۔"

مخدوما! بساطِ شطرنج اور اس کا کھیلنا عبارت ہے، راہِ حق میں وجودِ بشریت کی بازی لگا دینے سے ___ یعنی دوسرے تو اپنی جان کی بازی لگا چکے، اب تمہاری نوبت ہے یہ باختن" تعلقاتِ بشری سے آزادی اور صفاتِ بشری کی فنا کے معنی میں ہے ؎

پارسا مارا مقامر گفت واللہ راست گفت
دیداو ہر دو جہاں را من بیک جو باختم

مکتوب (۲۳۹) شیخ ابوالمظفر برہانپوری کے نام

(آخری حصہ)

... مدت ہو گئی کہ فقیر ضعفِ بدنی میں گرفتار ہے، اور اہم کاموں کی انجام دہی سے عاجز ہے، اس کے باوجود اہلِ طلب کو اطراف واکناف سے مور و ملخ کی مثل، کثیر تعداد میں یہاں لایا جا رہا ہے۔ بقدرِ طاقت اُن کے احوال کی پرداخت کی جاتی ہے۔ آثارِ عظیم مسترشدین و مریدین میں پیدا ہو رہے ہیں، اور اُن کا شعلۂ شوق سربلند ہو رہا ہے۔ وہ اوّل قدم میں علائقِ ماسوٰی سے آزادی حاصل کر لیتے ہیں (لیکن) "خستگی و گرفتاری" اس بے حاصل کے حصے میں آئی ہے، اور قرعۂ ہجر و دُوری اس (عاجز) کے نام پر نکلا ہے مگر کیا ہو سکتا ہے؟ ؎

ہجریکہ بُود مرادِ محبوب   از وصل ہزار بار خوشتر

یہ ہجر" مجمعِ کثیر کے وصل کا سبب اور یہ دُوری، دوسروں کی حضوری کا باعث اور یہ "گرفتاری" خلقِ بسیار کے شوق کا وسیلہ بن رہی ہے۔ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ

وَالسَّلَامُ اَوَّلًا وَّ آخِرًا

Marfat.com

مکتوب (۲۴۲) مخدوم زادہ عالی درجہ، شیخ سیف الدینؒ کے نام

(شروع کا حصہ سلطانِ وقت سے متعلق تھا)

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِرْسَالِ التَّحِیَّاتِ ـــــ مکتوبِ مرغوب پہنچا۔ خوشوقت کیا۔ جو کچھ "بادشاہِ دین پناہ" کے حالات کے متعلق مرقوم تھا، وہ واضح ہوا۔ طبقۂ سلاطین میں اس قسم کے امور، غرائبِ روزگار سے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ ۔۔ (

مکتوب (۲۴۳) شیخ سیف الدینؒ کے نام

نامۂ نامی آں فرزندِ گرامی رسیدہ بہجت افزا گردید۔ محبّ الفقراء کامگار خاں کے خط کا جواب لکھ کر بھیجا گیا ہے۔ وہ جواب، فوائد و نصائحِ ضروریہ پر مشتمل ہے ـــ حق تعالےٰ تاثیر بخشے ـــ ؎

نصیحت گوشں کن جاں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیرِ دانا را

مکتوب (۲۵۳) اپنے صاحبزادے خواجہ محمد اشرفؒ کے نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــــ مکتوبِ مرغوب محبّت اسلوب فرزندی ارشدی نورچشمی رسید، خوش وقت ساخت و مضمونِ آں بوضوح پیوست ـــ اپنے حالات لکھتے رہا کرو، اوقات کو وظائفِ طاعات و مراقبات سے معمور رکھو ـــ "دال" سے "مدلول"۔ "ظل" سے "اصل"۔ "علم" سے "حیرت"۔ "گفتگو" سے "خاموشی"۔ "پوست" سے "مغز" اور "لفظ" سے "معنی" کی طرف متوجہ ہو جاؤ ـــ ؎

قومے ز وجودِ خویش فانی   رفتہ ز حروف در معانی

Marfat.com

... جو کچھ تم نے لکھا ہے کہ اپنے آپ کو "محمدی المشرب" پاتا ہوں۔ مبارک ہے سعادت آثارا! فقیر بھی یہی معنیٰ تمہارے بارے میں سمجھ رہا ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔

مکتوب (۲۵۴) اپنے صاحبزادے شیخ صبغۃ اللہؒ کے نام

(تربیتِ طلبہ اور رضامندیٔ اخوانِ طریقت کی ترغیب میں)

فرزندی توفیق آثاری لَا زَالَتْ كَرَامَتُهٗ وَاسْتِقَامَتُهٗ بجمیعت باشند۔

شکرِ خدا کہ عزیزم محمد حنیف تم سے بہت راضی ہیں۔ اخوانِ طریق کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے: "مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ" (جس نے احسان کرنے والے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا، اُس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا)۔

دوسری بات یہ کہنی ہے کہ طالبِ حق، مستورات کی ایک جماعت تم سے متعلق ہے، اپنے آپ کو ہر طریقے سے جمیعت کے ساتھ رکھ کر اس جماعت کی بھی جمیعت کا ذریعہ بنو، اور احوال لکھتے رہا کرو۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ الْمُوَفِّقُ۔

مکتوب (۲۵۵) (مکتوب الیہ کا نام درج نہیں ہے)

بعد حمد و صلوٰۃ ... آدمی جب تک ماسوی اللہ میں گرفتار ہے اور

لہ صاحبزادہ شیخ صبغۃ اللہ سرہندیؒ۔ آپ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ ۱۰۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد ماجد سے علم و معرفت میں کسب کمال کیا۔ ۹ ربیع الاول ۱۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔ (نزہۃ الخواطر جلد ۶ بحوالہ تذکرۃ الانساب مؤلفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی)

Marfat.com

اس کا صحنِ سینہ ماسوی کے نقوش سے منقش ہے، تب تک وہ مرضِ باطن میں مبتلا ہے، اور قربِ حق تعالٰے سے دُور و مہجور ہے، اس مرض کے ازالے کی فکر اور اس علتِ معنوی کے دفع کرنے کا علاج اس فرصتِ قلیل میں کر لینا سب سے زیادہ ضروری ہے، بزرگوں نے اس مرض کا ازالہ، ذکرِ کثیر کے ساتھ متعلق کیا ہے اور طہارتِ باطن کا حاصل کرنا یادِ حق پر موقوف رکھا ہے۔ (قرآن میں ہے) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا ۝ ذکرِ کثیر اس وقت متحقق ہوتا ہے جب کہ غفلت اس کے پیچھے نہ ہو، غفلت اس راہ میں سمِ قاتل ہے اور مرضِ باطن کی ممد و معاون ہے۔
ایک درویش کا مقولہ ہے، کہ اگر کوئی سعادت مند، اللہ تعالٰے کی طرف تمام عمر متوجہ رہا، اور ایک لحظہ اس سے غافل ہو گیا، تو جو چیز اُس سے فوت ہوئی وہ اُس سے زیادہ ہے جو اُسے حاصل ہوئی۔ اس ذکر کا کمال یہ ہے کہ ماسوی، میدانِ سینہ سے اپنا بوریا بستر باندھ کر رخصت ہو جائے، اور تمام مطلوبات سے سینہ پاک و مصفا ہو جائے۔ نہ خوشیٔ دنیا سے خوش ہو، نہ غمِ دنیا سے غمگین ہو۔ اگر تکلفاً بھی ماسوی کو اپنے سامنے لانا چاہے، تو وہ سامنے نہ آسکے، بوجہ اس نسیان کے جو باطن کو ماسوی سے حاصل ہو گیا ہے۔ اگر اس قسم کا نسیان حاصل نہیں ہوا تو پھر ذکرِ حق، یادِ ماسوی سے آمیزش کئے ہوئے ہوگا، اور جس چیز میں شرکتِ غیر ہو، وہ شایانِ بارگاہِ قدس نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ... اس حالت کو "فنا" سے تعبیر کرتے ہیں، یہ اس راہ کا قدمِ اوّل ہے۔
"سیر الی اللہ" اس مقام پر انجام کو پہنچ جاتی ہے، اس کے بعد "سیر فی اللہ" اور سیر در کمالاتِ اسمائی و صفاتی شروع ہوتی ہے۔ یہ دوسری سیر "سیرِ معشوق در عاشق" کہلاتی ہے، اس لیے کہ عاشق اس مقام میں سیر سے سیراب ہو چکا ہوتا ہے ؎

آئینہ صورت از سفر دور است
کاں پذیرائے صورت از نور ست

اس سیر کا کمال عالمِ آخرت کے ساتھ متعلق ہے، اس دُنیائے فانی کے معاملات اس عالمِ باقی کے معاملات کے ساتھ جو نسبت رکھتے ہیں، وہ محض صورت ہی صورت ہیں اور

Marfat.com

دریائے محیط کے مقابلے میں شبنم کا حکم رکھتے ہیں۔ پس عالی ہمت لوگوں کی نظر عالم آخرت پر ہوتی ہے، وہ اس عالم فانی کے (عارضی) کمالات سے دھوکے میں نہیں آتے، اور سیراب نہیں ہوتے۔ اسی بنا پر آں سرور انس وجاں صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْحُزْنِ مُتَوَاصِلَ الْفِكْرِ"[1]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اُن کمالات کے جو آپ کو حاصل تھے، دُنیا سے خوش نہیں تھے، اس سے اعراض کئے ہوئے تھے۔ بالآخر "اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى" زبان سے ادا فرماتے ہوئے آخرت کی طرف سدھار گئے۔ آخرت میں ظاہر ہے کہ آپ کا یہ حُزن وغم دُور ہی ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لیے کہ مقامِ آخرت، مقامِ حُزن نہیں ہے، حُزن کا مقام تو دُنیا ہے۔ آیہ:۔ "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى"[2] اس حقیقت کی گواہ ہے۔ وہ معاملہ جو آخرت کے لئے موعود ہے، اُس کا آغاز موت سے ہوتا ہے۔ (بزرگوں کا مقولہ ہے):۔ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ[3]۔ قرآن شریف میں ہے مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ۔ یہ بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ یہ معاملہ اگر کسی کو نماز میں — جو کہ معراج مومن ہے، اور دُنیا سے کٹنے اور آخرت سے جُڑنے کا ذریعہ ہے۔ رو نما ہو۔ تو اس کی البتہ گنجائش ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ وقتِ نماز وہ حجاب جو درمیان بندہ وخدا ہے اُٹھ جاتا ہے۔ اور "اَرِحْنِيْ يَا بِلَالُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ" میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ "محلِ شادی ورضا" آخرت ہے، اور "محلِ درد وفقدان" دُنیا ہے۔ اس عالمِ فانی کی بہترین پونجی اگر کچھ ہے، تو وہ درد واندوہ ہے اور اس دسترخوان کی سب سے عمدہ نعمت سوز وگداز ہے۔ اس جگہ کی بے آرامی، آرام ہے اور یہاں کے

---

[1] جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حُزن وفکر میں رہا کرتے تھے۔

[2] اور عنقریب اللہ کی وہ عنایت ہوگی کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

[3] موت ایک پُل ہے، جو حبیب سے حبیب ملاتا ہے۔

Marfat.com

سوز میں ساز ہے۔ یہاں پر وصل طلب کرنا "دریا کو کوزے میں ڈھونڈھنا" اور آفتاب کو "طشتِ آب" میں تلاش کرنا ہے۔ یہ عالمِ فانی ایک مزرعہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا یہاں پر "وہاں" کے لیے جس قدر افزونی زراعت کی جائے گی، ثمراتِ بے اندازہ کی اُمید ہے۔ یہ "دارِ عمل" ہے۔ "دارِ اجر" تو آگے ہے۔ وقتِ عمل میں اُجرت طلب کرنا بیکار بات ہے۔ البتہ اگر کسی (خاص بندے) کو دُنیا ہی میں حکمِ آخرت عطا فرمادیں کہ اس دُنیا ہی میں اُس کے اُخروی اجر برسائے جائیں، اور آخرت کے اجر میں بھی کمی نہ واقع ہو۔ تو یہ ممکن ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ اپنے خلیل علےٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرماتا ہے۔ وَاٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝

اگر ایں لحظہ ممکن کارِ شب نیست
زبختِ مقبلاں ایں ہم عجب نیست

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝

والسلام اوّلاً وآخراً

Marfat.com

مختصر تذکرہ اورنگ زیب عالمگیرؒ

(جن کے نام اس مجموعہ میں متعدد اہم مکاتیب ہیں[1])

سلطان الہند اورنگ زیب عالمگیر ـــ شاہجہان کے صاحبزادے تھے ـــ ارجمند بانو ممتاز محل کے بطن سے ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ کو شبِ یکشنبہ میں بمقام دوحد پیدا ہوئے۔ آفتابِ عالمتاب' تاریخ پیدائش ہے ـــ ۳۹ سال، ۱۱ ماہ، ۲۰ یوم کی عمر میں ۱۰۶۸ھ کو تخت نشین ہوئے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ سے تاریخ جلوس نکلتی ہے ـ پچاس برس، ۲ یوم حکومت کر کے بتاریخ ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ بروز جمعہ دکن میں انتقال کیا ـــ رَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّۃُ نَعِیْمٍ سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے ـ خلد آباد (دکن) میں مدفون ہوئے ـ اکانوے سال تیرہ یوم کی عمر ہوئی ـــ خلد مکان' بعدِ وفات لقب پایا ـــ مولانا سید محمد قنوجی اور علامہ سعد اللہ خاں اور دیگر فضلائے عصر سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی ـ تفسیر و حدیث پر کافی عبور تھا، ترکی بھی جانتے تھے ـــ درویش مزاج، ماہر علم دین، عدل گستر اور انتہائی شجاع اور مدبر تھے ـــ ان کے حسنِ سیرت اور تقویٰ شعاری کی ہر منصف مزاج ہمعصر مورخ و سیرت نگار نے تعریف کی ہے ـــ حافظِ قرآن بھی تھے ـ اور کمال یہ کہ تختِ حکومت پر بیٹھ کر قرآن حفظ کرنا شروع کیا اور تیسوں پارے اپنے سینے میں محفوظ کئے ـ سنقرئک فلا تنسٰی سے تاریخ آغازِ حفظ ـــ اور "لوحِ محفوظ" سے اختتامِ حفظ کی تاریخ برآمد ہوتی ہے ـــ حضرت مجدد الف ثانی رح کی وفات کے سال ۵ برس کی عمر تھی، اُن کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی" سے بیعت تھے اور حضرت خواجہ سیف الدین سرہندیؒ نبیرۂ حضرت مجددؒ سے سلوک طے کیا تھا ـ خواجہ محمد نقشبندؒ (حجۃ اللہ) اور خواجہ محمد زبیرؒ

---

[1] مآثر عالمگیری و نزہۃ الخواطر جلد ۶

Marfat.com

کی زیارت سے بھی (حسب قول صاحب روضۃ القیومیہ) مستفیض ہوئے۔

حضرت خلد مکاں (عالمگیرؒ) مذہبی معاملات کے بیحد پابند تھے، حنفی المذہب سُنّی تھے۔ اسلامی فرائضِ خمسہ کی پابندی اور اُن کے اجراء میں بے حد کوشاں رہتے تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے اور کلمہ طیبّہ و دیگر اوراد و وظائف ہروقت زبان پر جاری رہتے تھے۔ نماز اوّل وقت مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ جمعہ کی نماز مسجدِ کبیر میں عام آدمیوں کے ساتھ پڑھتے تھے۔ زکوٰۃ شرعی کی ادائیگی کا خاص اہتمام تھا۔ رمضان کا مقدس مہینہ ادائے صوم اور پابندیِ تراویح وغیرہ میں بسر ہوتا تھا۔ ہر ماہ ایامِ بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کے روزوں کے بیحد پابند تھے۔ ہر ہفتے پیر، جمعرات اور جمعہ کا روزہ بھی رکھتے تھے۔ رمضان کے اخیر عشرے میں مسجد میں اعتکاف فرماتے تھے۔ حج بیت اللہ کے بے حد مشتاق تھے، مگر موقع نہ مل سکا۔ ہر سال اور کبھی ہر دوسرے سال حرمین شریفین کے غریب زائرین و مجاورین کے لیے رقم کثیر ارسال کرتے رہتے تھے، اور حجاج کا ایک گروہ بادشاہ کی نیابت میں طوافِ حج و سلام رسانی میں ہمیشہ مصروف رہتا تھا۔ مزامیر سے سخت پرہیز تھا۔ غیر مشروع لباس زیب تن نہیں فرمایا۔ چاندی سونے کے برتنوں سے اجتناب تھا۔ مجلس میں کبھی غیبت نہیں ہو سکتی تھی جھروکے میں درشن کی رسم موقوف کر دی، ہر روز دو یا تین مرتبہ منظرِ عام پر تشریف لاتے تھے، دادخواہ بغیر کسی روک ٹوک کے حاضرِ خدمت ہو سکتے تھے۔ بیحد کشادہ پیشانی سے دادخواہوں کی شکایات سُنتے اور بیحد شفقت کے ساتھ تسلّی فرماتے۔ بادشاہِ رعیت نواز نے کبھی ایسا حکم نہیں دیا، جو رفاہِ عام کے خلاف ہو۔ زنانِ بازاری اور فواحش و منکرات کے شیدائی دارالحکومت سے خارج کر دیئے گئے تھے اور تمام ممالکِ محروسہ میں شرعی و اخلاقی احکام جاری کیے گئے تھے۔ احتساب کا محکمہ قائم تھا۔ عاملانِ احتساب، مجرمین سے باز پرس کرتے تھے۔ غرباء اور مساکین کی راحت رسانی کے لیے دارالحکومت میں، نیز دیگر علاقوں کے بہت سے شہروں میں خیرات خانے قائم کئے۔ کثیر تعداد میں شفاخانے تعمیر کرائے، مسافروں کے لیے سرائیں تعمیر کرائیں، ایک سڑک اورنگ آباد سے اکبر آباد (آگرہ) تک، دوسری لاہور سے کابل تک، تیسری لاہور سے کشمیر تک بنوائی۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ امام غزالیؒ

Marfat.com

وغیرہم صوفیاء کی کتابیں زیرِ مطالعہ رہتی تھیں۔ دو لاکھ روپے کے صرف سے فتاویٰ عالمگیری کو مرتب کرایا۔ علماء کے لیے وظائف مقرر کئے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ درس وافادہ میں مشغول رہیں۔ مشائخ کے لیے بھی رقم مقرر کی، تاکہ وہ عبادتِ الٰہی میں دلجمی کے ساتھ مشغول رہیں۔ وظائف میں وہ مسلم وغیر مسلم کا فرق نہیں کرتے تھے، چنانچہ حضرت عالمگیرؒ کے وہ فرامین آج تک بنارس اور دیگر بڑے شہروں میں موجود ہیں، جن سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔

نسخ، نستعلیق اور خطِ شکستہ میں خاص مہارت حاصل تھی، اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھتے تھے۔ ایک قرآن جو بادشاہ بننے سے پہلے لکھا تھا، اُس کو مکۂ معظمہ بھجوایا، اور دوسرا قرآن جو بعدِ جلوس لکھا تھا سات ہزار روپیہ کی جلد بندھوا کر مدینہ منورہ کو بھیجا۔

فنِ انشاء میں بھی خاص مہارت تھی۔ رقعاتِ عالمگیری ان کی انشاء نگاری کا بہترین نمونہ ہے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے، ایک شعر یہ ہے ؎

غمِ عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم
چساں در شیشۂ ساعت کنم ریگِ بیاباں را

زمانہ علالت میں بھی نماز باجماعت اور اوراد و وظائف کا اہتمام تھا۔ یومِ وفات یعنی اٹھائیسویں ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ (جمعہ) کی صبح کو فجر کی نماز کے لیے باہر آئے تھے۔ بیہوشی ہو جانے کے بعد بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ تھے۔ عین عالمِ نزع میں کرب و اضطراب کے باوجود تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس دارِ فانی سے سفر کرنے کے لیے جمعہ کا دن نہایت خوب و مبارک ہے۔ یہ آرزو پوری ہوئی۔ اسی روز ایک پہر دن گزرنے کے بعد یادِ الٰہی میں مصروفیت کے عالم میں رُوحِ پُرفتوح نے روضۂ جنت کی راہ لی۔ آپ کی وصیت کے مطابق جسمِ مُبارک کو خلد آباد (دکن) میں سرگروہِ اربابِ یقین حضرت شیخ زین الدین رہ کے مقبرے کے اندر پیوندِ خاک کیا گیا۔

تمّت بالخیر

له ماخوذ از مآثرِ عالمگیری و نزہۃ الخواطر، جلد ۶۔

Marfat.com

اشاریہ

الف

آدم علیہ السلام، حضرت : ۱۸
آدم منوری، شیخ : ۴۳، ۱۲۹
آزاد بلگرامی : ۱۶۳
ابراہیم علیہ السلام، حضرت : ۱۸۵
ابراہیم تھانیسری : ۱۰
ابراہیم، میر : ۱۶۳، ۲۲۴
ابن عربی، محی الدین : ۸، ۸۱، ۸۵، ۸۶
ابوامامہ رض : ۸۴
ابواسحاق، حافظ : ۲۰۸
ابومحمد منازل : ۹۳
ابومحمد لاہوری : ۱۸۶
ابوالمعالی، مرزا : ۱۶۹
ابوالرضا دہلوی : ۱۶۳
ابوالقاسم بن محمد مراد لاہوری : ۴۰
ابوالقاسم، شیخ : ۶۹، ۷۰
ابوعبداللہ احمد مصری : ۹۴
ابوسعید ابوالخیر : ۹۲
ابوالفتح کالپوری : ۱۰
ابوالفتح قریشی : ۱۰
ابوالمظفر برہان پوری : ۲۱۲، ۲۴۳
احمد بن حنبل، امام : ۴۲
احمد بخاری، خواجہ : ۲۱۴
احمد سرہندی، شیخ، امام ربانی : ۸، ۱۰، ۱۴،
۱۵، ۱۴، ۲۰، ۲۱، ۲۵، ۲۶، ۴۸،
۵۸، ۶۸، ۸۵، ۱۱۲، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۴۱،
۱۶۲، ۱۹۶، ۱۹۸، ۲۲۸
ارادت خان : ۴۵
اسداللہ بیگ : ۱۵۶
اسداللہ افغان : ۹۴
اسماعیل، سید : ۲۰۴، ۲۳۰
اسماعیل پشاوری، جامی : ۱۲۹
اسلام خان : ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۲۲۴
اکبر بادشاہ : ۹۸
امام اعظم، ابوحنیفہ : ۴۲، ۱۱۸
امان اللہ خواجہ برہان پوری : ۲۰۱
امان اللہ، شیخ : ۱۸۶
امان اللہ میرزا : ۱۶۱
امان بیگ : ۲۴۲
امانت خان : ۲۴، ۵۰، ۵۱
امام الدین پنجابی، شیخ : ۱۹۹
انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ۲۳۵
اویس قرنی رض : ۵۳
اورنگ زیب عالمگیر : ۱۸، ۲۵، ۲۸، ۵۱، ۶۱،
۱۰۱، ۱۶۹، ۲۱۰، ۲۲۴، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶،
۲۴۹، ۲۵۰
امام غزالی : ۲۵۰

ب

باقی باللہ، خواجہ : ۱۰، ۱۱۸، ۱۶۲، ۱۶۳،
۱۶۳، ۱۶۸، ۱۹۶
بایزید سہارن پوری : ۴۸
بدرالدین سرہندی، شیخ : ۱۰۴
بدیع الدین انصاری : ۴۸
برخوردار کابلی، مولانا : ۵۹
بشیر حافی : ۴۴
بلقیس، ملکہ : ۸
بوعلی قلندر : ۹

پ، ت

پائندہ محمد کابلی، ملا : ۸۱، ۲۲۶

Marfat.com

پائندہ، صوفی : ۱۹۳

ت

تاج الدین، مولانا : ۱۰
تربیت خان : ۱۴۵
تربیت خان میر آتش : ۲۳
تربیت خان شفیع برلاس : ۲۳

ج

جانان بیگم بنت خانخانان : ۲۴، ۹۸
جلال تھانیسری، شیخ : ۱۰
جلال الدین بخاری، سید : ۸۵
جمال الدین، ملا : ۱۴۸، ۱۴۹
جنید بغدادی، سید الطائفہ : ۶۱، ۶۴،
۸۶، ۸۹۔
جہانگیر بادشاہ : ۲۸، ۵۴

ح

حبیب علیہ السلام : ۲۰۵
حبیب اللہ بخاری، شیخ : ۲۹
حسن علی خان : ۵۵
حسن علی، مولانا : ۱۰۰، ۱۰۶، ۱۱۴، ۱۳۱،
۱۴۹
حسن، شیخ : ۱۴۳
حسن دہلوی، مولانا : ۱۵۲
حسن پشاوری، ملا : ۲۰۶
حمید الدین، شیخ : ۱۰
حمید، شیخ، بنگالی : ۱۱۳، ۱۸۰
حسین ہروی، خواجہ : ۶۸
حسین منصور جالندھری، شیخ : ۲۰۴
حسین علی خان : ۵۵

خ

خلیل علیہ السلام، حضرت : ۲۰۴، ۲۱۱
خالد سلطان پوری، شیخ : ۲۳۳
خاوند محمود عطاری : ۲۱۴
خواجہ خرد، خواجہ محمد عبداللہ : ۱۹۲۔
خان جہان لودی : ۴۶

د

دانیال : ۹۸
دوست محمد بیگ : ۲۲۶
دوست محمد قندھاری، حاجی : [illegible]
دینار، خواجہ : ۸۶

ر، ز

رعایت خان : ۲۳، ۱۹۵
رفعت بیگ : ۱۸۹
رکن الدین گنگوہی : ۸۵
زین بدر عربی : ۹
زین الدین خوافی : ۶۸، ۲۵۱

س

سلیمان علیہ السلام، حضرت : ۸
سجاول، ملا، عبدالحق : ۱۵۵
سرانداز خان : ۲۲۵
سعد الدین شیخ : ۱۰
سعدی مجددی لاہوری، شیخ : ۱۲۹
سکندر لودھی، سلطان : ۱۰
سیف الدین سرہندی، خواجہ : ۱۲، ۱۳، ۲۱،
۲۹، ۱۵۳، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۳۹، ۲۴۱
سیف الدین، شیخ، مخدوم زادہ : ۲۴۴
سیف خان : [illegible]
سید محمد : ۲۱۵
سید علی (بارہہ) : ۵۵

ش

شجاع بن شاہجہان : ۱۰۸
شیخ نور بن اخوان مدرزہ : ۳۴
شیخ عرب : ۴۳، ۴۴
شریف حاجی : ۴۰
شرف الدین حسین، میر : ۲۱، ۳۰
شرف الدین سلطانپوری : ۲۱۶
شرف الدین یحیی منیری : ۹، ۱۹
شمشیر خان : ۲۲، ۳۰، ۲۲۸

شمس الدین یحییٰ : ۱۱۶
شمس الدین، قاضی : ۹
شاہجہان بادشاہ : ۲۸، ۲۵، ۶۴، ۱۴۹
شیر خان : ۲۲، ۳۰

ص - ض

صدیق اکبر، رضی اللہ تعالیٰ عنہ : ۶۰
ضیاء الدین حسین بن محمد حافظ بدخشی
دیکھیں : اسلام خان، ضیاء الدین حسین میر
ضیاء الدین حسین میر : ۲۸، ۱۴۸، ۱۶۲

ط - ظ

طاہر بیگ، مرزا : ۱۰۸
طاہر بدخشی، جونپوری، شیخ : ۱۱۲
ظہور الحسن دہلوی، سید : ۹۸

ع

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت : ۱۲۷
عبدالواحد : والد حضرت امام ربانی : ۱۰،
۸۵، ۱۶۳
عبدالقدوس گنگوہی : ۱۰، ۱۹، ۸۵،
۸۶، ۲۴۰
عبدالوہاب، شیخ : ۸۵
عبدالحیٔ حسنی، سید : ۲۲، ۱۰۸
عبدالحق محدث دہلوی، شیخ : ۴۴
عبدالرزاق، ملا : ۳۶
عبدالرزاق خوافی، سید : ۲۲
عبدالکریم، حافظ : ۹۲
عبدالکریم سہارنپوری : ۱۰
عبدالرحیم خانخاناں : ۸۰، ۹۰، ۱۹۶
عبدالرحیم فاروقی دہلوی، شاہ : ۱۶۲
عبدالحکیم : ۶۱
عبدالعلیم جلال آبادی، شیخ : ۲۰۹، ۲۱۰
عبدالحمید برہانپوری : ۱۰۹
عبدالغفور سمرقندی : مولانا : ۱۴۱
عبدالصمد خواجہ، کابلی : ۱۱۱، ۲۲۰
عبدالاحد، مخدوم زادہ شیخ : ۶۸، ۶۹

عبدالقادر جیلانی، شیخ، غوث الاعظمؒ : ۸۲
عبداللہ، شیخ : ۶۴
عبدالغفور پشاوری، حافظ : ۱۲۹
عبداللہ بن مبارک : ۶۲
عبداللہ ابن مسعود : ۸۹
عبداللہ انصاری، شیخ الاسلام ہروی : ۹۶
عبداللہ بن عمرؓ : ۱۷۵، ۲۲۱
عبداللہ کولابی، خواجہ : ۱۸۶
عبداللہ خواجہ بن خواجہ محمد حنیف : ۲۱۹
عبداللہ پشاوری، میر : ۲۲۶
عبیداللہ خواجہ، صاحبزادہ : ۲۰۷
عبیداللہ احرار، خواجہ : ۸۶، ۸۹، ۲۴۰
عبداللہ بیگ، مرزا : ۷۸، ۸۰
عبداللطیف لشکرخانی، شیخ : ۱۴۴، ۱۵۸
عبدالہادی فاروقی بدایونی، شیخ : ۱۶۳
عثمان ہارونی، خواجہ : ۸۱
عروۃ الوثقیٰ، دیکھیں خواجہ محمد معصوم سرہندی
عطاء اللہ فاربلی، شیخ : ۱۰۷
علاؤ الدین، شیخ : ۱۰
علی خان ترین : ۲۲، ۳۵
علی کرم اللہ وجہہ، حضرت : ۶۰، ۷۹
علی بن ابی بکر : ۶۲
علیم جلال آبادی، شیخ : ۱۳۱
علی سید، (بارہہ) : ۱۹۱
عمر بن عبدالعزیزؒ : ۳۸
عمر بن الجموحؓ : ۸۴
عماد الدین محمد الحسینی الہروی، میر : ۲۱
عنایت اللہ، قاضی : ۱۷۱

غ

غضنفر میر : ۳۸
غلام علی دہلوی، شاہ : ۱۱، ۱۵

ف

فتح اللہ : ۷۷
فخر الدین احمد برلاس : ۱۴۵

Marfat.com

فخر الدین محمد برلاس، تربیت خان : ۲۳
فرید الدین مسعود گنج شکر : ۱۰
فرید ہانسوی، شیخ : ۱۰
فصیح الدین، ملا : ۲۳۴
فضیل ابن عیاض : ۸۲
فقیر اللہ بنگالی : ۲۰۲

ق-ک

قاسم، ملا : ۱۹۰
قائم روپڑی : ۱۹۰
قلیچ اللہ : ۷۷
قلیچ محمد اندجانی : ۷۷
کلیم اللہ، شاہجہان آبادی : ۱۱
کمال سنبھلی، سید : ۱۹۳، ۱۹۸

ل

لطف اللہ، مرزا ۱۱۶
لطیف بخاری، میرزا : ۲۳۹

ن

ناصر علی سرہندی : ۲۸، ۲۹
نذر بیگ سمرقندی : ۵۴
نسیم احمد فریدی، فاروقی : ۲۶
نصیر الدین چراغ دہلوی : ۹
نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی : ۹
نعمت اللہ، ملا : ۱۴۰
نعمت اللہ قادری، شاہ : ۱۰۷
نور بخش، سید : ۲۳، ۵۳، ۵۷
نور بیگ، صوفی : ۱۵۵
نور محمد بدایونی : ۴۴
نور جامی : ۵۲
نور الدین علی خان : ۵۵
نور محمد : ۱۹۵

م

محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ حضرت رسالتمآب :
۸، ۲۰، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۵
۵۳، ۶۱، ۶۲، ۷۶، ۷۷، ۸۲، ۸۴، ۱۰۱،
۱۱۸، ۱۲۷، ۱۴۰، ۱۶۹، ۱۸۵، ۲۳۵،

محمد اشرف، شیخ : ۲۹، ۴۳، ۲۴۴
محمد افضل فقیر، حافظ : ۱۸
محمد افضل، ملا، ولد شیخ بدر الدین سرہندی : ۱۰۴
محمد افضل مولانا : ۱۵۴
محمد افغان، حاجی : ۹۱
محمد امین لاہوری، مولانا : ۶۷، ۹۸، ۱۲۸
محمد باقر فتح آبادی : ۴۵
محمد باقر لاہوری : ۱۷۱، ۲۲۹
محمد بیگ بلخی، سید : ۱۹۴
محمد بن سالم : ۶۴
محمد حنیف، مولانا : ۲۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۷۵،
۷۹، ۱۲۸، ۱۴۲
محمد حنیف، خواجہ : ۱۱۰، ۱۸۸، ۲۱۹، ۲۲۶
محمد خلیل اللہ، شیخ : ۱۶۸، ۲۳۰
محمد سعید بن احمد سرہندیؒ : ۱۱، ۶۸
محمد سعید سرہندی، شیخ ۱۶۶، ۱۶۸
محمد سعید سارنگ پوری : ۱۹۴
محمد سلیمان، قاضی : ۹
محمد شریف لاہوری، حافظ : ۵۶، ۱۵۷
محمد شریف کابلی، شیخ : ۱۲۴
محمد شریف صوفی : ۱۲۴
محمد شریف حاجی : ۲۱۸، ۲۳۲
محمد صادق خواجہ : ۲۷، ۱۹۱
محمد صادق : ۹۳
محمد صادق سرہندی : ۱۴۴
محمد صادق پسر نصیر خان : ۱۶۵
محمد صادق بخاری، مدنی، خواجہ : ۲۰۵
محمد صالح، شیخ : ۱۰۸
محمد صبغۃ اللہ، شیخ : ۲۹، ۲۴۵
محمد صدیق، شیخ، ۲۹
محمد صدیق، مولانا، ۱۶۱
محمد صدیق بدخشی، مولانا : ۱۶۷
محمد صدیق پشاوری مولانا : ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۳
محمد طاہر لاہوری، شیخ : ۲۷، ۱۶۶
محمد عاشور بخاری، حاجی : ۲۱، ۳۶، ۱۳۳، ۱۶۶

Marfat.com

محمد عارف، حاجی: ۱۴۰، ۱۹۳
محمد عبید اللہ سرہندی: ۲۱، ۲۹، ۷۶، ۱۵۲، ۱۵۴
محمد فاروق، خواجہ: ۱۰۰، ۱۱۵، ۱۲۱
محمد فاروق ولد خواجہ عبد الغفور سمرقندی: ۱۲۰
محمد کاشف کاشغری: ۱۳۲، ۱۴۷
محمد کاظم، خواجہ: ۱۶۴
محمد گیسو دراز، سید: ۹
مبارک محدث بلگرامی، سید: ۱۶۳
محمد محسن دہلوی، حافظ: ۴۴
مراد بن عبد اللہ القزانی، شیخ: ۲۸، ۲۹
مرزا خان: ۵۷
مسافر، ملا: ۱۰۵
مشتاق برکی، ملا: ۱۷، ۱۸۳
مصطفیٰ، حاجی: ۳۴
مظفر، شیخ: ۴۷
مظفر بلخی، مولانا: ۹
مظہر جان جاناں، مرزا: ۱۵، ۲۹
محمد معصوم، خواجہ: ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۳، ۳۶، ۴۸، ۶۸، ۷۳، ۷۵، ۷۶، ۱۰۰، ۱۲۳، ۱۳۲، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۶۳، ۱۶۸، ۲۰۳، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۳۰
محمد معصومؒ: ۷۳، ۲۳۶
معین الدین چشتیؒ، خواجہ: ۸۱
معین الدین احمد، میرک: ۴۴، ۵۰، ۵۲، ۵۳
معاذ بن جبلؓ: ۱۷۰
مغل خان بن طاہر خان: ۳۴، ۴۴
محمد مقیم قصوری: ۹۷
مکی، خواجہ جعفر خان: ۲۰۳، ۲۰۵
مکرم خان، نواب: ۲۸
منور، شیخ: ۱۰
محمد نقشبند، شیخ: ۲۹، ۶۳، ۶۹، ۸۱
محمد نعمان میر اکبرآبادی: ۱۱۷، ۱۴۰، ۱۴۳، ۱۷۳، ۲۲۴
موسیٰ علیہ السلام، حضرت: ۴۰
مومن، خواجہ، قاضی زادہ، برہان پوری: ۲۱۳
محمد مومن بیگ کابلی: ۱۰۵
میاں معقول: ۱۹۳
میر حسن: ۵۱
میرک حسین: ۵۱
میر زاہد، قاضی محمد زاہد کابلی: ۲۸، ۱۵۹
میر عبد اللہ: ۷۵
میرک عباد اللہ: ۱۵۹
میرک کمال: ۵۱
میر محمد خانی: ۹۴، ۱۳۴
میرزا والی: ۱۸۹
محمد وفا: ۹۲، ۲۴۲
محمد ہاشم کشمیر، خواجہ: ۲۷، ۱۱۸
محمد ہاشم خواجہ: ۶۴
محمد ہادی مرزا: ۱۸۹
محمد یعقوب، میر: ۲۲، ۳۰، ۲۲۸
محمد یوسف گردیزی: ۲۲۱
محمد یحییٰ: ۲۲۳

و، ہ، ی

ولی اللہ دہلوی، شاہ: ۱۶۲
ہمت خان، میر عیسیٰ: ۷۱، ۱۸۳

ے

یحییٰ معاذ رازی: ۶۵

Marfat.com

مکتوبات

خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

مشتمل بر وسیلۃ السعادۃ، دُرّۃ التاج اور مکتوباتِ معصومیہ

تلخیص و ترجمہ

نسیم احمد فریدی فاروقی

تقدیم و تصحیح

حافظ محمد افضل فقیر

اسلامک بُک فاؤنڈیشن

۲۴۹- این سمن آباد- لاہور

واحد تقسیم کار: "المعارف"، گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com